اللہ اکبر

جنگِ ترکی و یونان

یعنی

ترکانِ احرار اور یونان کی جنگ کے مفصل حالات
جن کا سلسلہ ۱۹۲۰ء سے ۱۹۲۲ء تک جاری رہا

مؤلفہ

خاکسار وجاہت حسین وجاہت صدیقی جھنجھانوی

سنہ ۱۹۲۳ء

باہتمام شیخ [illegible] صاحب پرنٹر
مطبوعہ گلزار ہند سٹیم پریس لاہور

[illegible]م ایک ہزار جلد

قیمت فی جلد ایک روپیہ (۱عہ)

جنرل عصمت پاشا

فہرست مضامین

ترکان احرار

خوب سرگرم عمل ہیں آج کل احرار ترک | غل ہے یورپ میں کہ اچھے ہو گئے بیمار ترک
دیکھئے میدان میں اب کھینچ کر تلوار ترک | بالیقیں اسلام کا بیڑا کریں گے پار ترک
کر چکے ہیں جو رسول اللہ خود جہد جہاد | آج کل دنیا میں ہیں اس کے علمبردار ترک
ایکن حملے ہیں ہزاروں اب بھی غازی اور شہید | شانِ اسلامی نمایاں کرتے ہیں احرار ترک
شوکتِ فاروق اعظمؓ صولتِ شیرِ خداؓ | خالدِ ثانیؓ مثیلِ جعفرِ طیارؓ ترک
بو عبیدہؓ اور عمرؓ کا نام روشن ان سے ہے | یادگارِ حمزہؓ و عباسؓ ہیں دیندار ترک
جس میں پایا جائے ذلت کا ذرا بھی شائبہ | ہر دم ایسی زندگی سے رہتے ہیں بیزار ترک
بس خلافت کیلئے دنیا میں ہوں گے دن یہ قوم | اس کے خادم اس کے حامی ہیں سچے حقدار ترک

تھا جو چرچا جنگ کے ختم ہو جانے کے بعد | آ گئے چکر میں پیر گنبدِ دوار ترک

بندھ گیا یورپ سے انکا بیگ بستر بوریا ۔ ایشیا میں آبچھے ہیں سر پہ لیے یہ بار ترک

انکی انجانہ بدوشوں کی سی حالت ہو گئی ۔ کر چکے اب کے تو نذر جنگ سب گھربار ترک

سیورے میں عہدنامہ بھی مرتب ہو گیا ۔ جس کی رُو سے کر چکے تسلیم اپنی ہار ترک

لے لیا یونانیوں نے ان سے یورپ میں تھریس ۔ ایشیا میں بھی سمرنا سے ہٹے ناچار ترک

اٹھ گیا تھا آبناؤں سے بھی ان کا اقتدار ۔ مچھلیاں تک بھی پکڑ سکتے نہ تھے زنہار ترک

اندرونی نظم میں بھی دخل یورپ نے دیا ۔ نام ہی کے رہ گئے تھے مالک و مختار ترک

لے لیا تھا ڈاکوؤں نے ان سے سب مال و متاع ۔ لٹ گئے تھے روز روشن میں سر بازار ترک

دیکھ کر چال غازی مصطفیٰ پاشا کمال ۔ مانتے ہیں جن کو اپنا سرور و سردار ترک

آ گئے انگورہ کو ہجرت کر کے استنبول سے ۔ ساتھ تھے اس وقت گنتی کے فقط دو چار ترک

فوج تھی کوئی نہ پلٹن تھی نہ لشکر ان کے ہاں ۔ سخت حیران و پریشان تھے سپہ سالار ترک

سب سے پیسے کا ذکر کیا پائی خزانے میں نہ تھی ۔ ہو گئے تھے اس قدر قلاش و نادار ترک

سر بسر شیرازۂ قومی ہوا تھا منتشر | اپنے دردِ دل کا کر سکتے نہ تھے اظہار ترک
رات دن اس فکر میں تھے اب کریں تو کیا کریں | اپنی منزل کو سمجھتے تھے بہت دشوار ترک
ہو گئے آخر خدا کا نام لے کر متحد | بیٹھ سکتے تھے بھلا گھر میں کہاں بیکار ترک
کچھ اِدھر سے کچھ اُدھر سے جنگجو بھرتی کئے | رفتہ رفتہ اس طرح ہوتے رہے تیار ترک

ان کی حالت جب ذرا اطمینان کے قابل ہوئی | ہو گئے یونان سے آمادۂ پیکار ترک
دو برس تک سلسلہ جاری رہا اس جنگ کا | روک دیتے تھے عدو کی فوج کو ہر بار ترک
چل گئے تھے خوب پچھلے سال جنگی چال وہ | ملک خالی کر کے پیچھے ہٹ گئے ہشیار ترک
سامنے انگورہ کے جا پہنچی دشمن کی سپاہ | ہو گئے دنیا کی نظروں میں بظاہر خوار ترک
دشمنوں کے گھر میں یا تو جل گئے تھے گھی کے چراغ | دنیا سے سب مٹ گئے اب ظالم و خونخوار ترک
دفعتاً لیکن تغیر جنگ میں آیا نظر | پیش دشمن صف بہ صف جا کر بن گئے دیوار ترک
رک گیا جب سیل تو پھر خود اس پہ حملہ کر دیا | لشکروں میں گھس پڑے لے تیغ جوہر دار ترک

گر گئے کٹ کٹ کے دریا میں سپاہی سیکڑوں ۔ کرتے ہیں کفار کو پانی میں بھی فی النار ترک

دیکھ کر یہ چال یورپ کی بھی آنکھیں کھل گئیں ۔ سب یہ بولے خواب سے اب جگ گئے بیدار ترک

ان پہ اتنے حملے یورپ نے کئے ہیں پے بہ پے ۔ سخت جاں ہیں جھیل جاتے ہیں مگر ہر وار ترک

غل ہوا اب سیورے کا عہدنامہ پھاڑ دو ۔ مان سکتے ہی نہیں اس کو کبھی خود دار ترک

سال بھر تک چپ پڑا مارا نہ دم یونان نے ۔ خود پھر اس پر حملہ آور ہو گئے طرار ترک

دی نہ دم لینے کی بھی مہلت اسے ہنگام جنگ ۔ بے طرح پیچھے پڑے تھے تول کر ہتھیار ترک

بڑھتے جاتے تھے وہ اس تیزی سے آگے دمبدم ۔ ابر کیا رکھتے تھے گویا برق کی رفتار ترک

پہلے حملے میں سحر کر چکے تھے وہ حصار ۔ آ گئے اسکی شہر تک پھر کر کے طے کہسار ترک

لے لیا اوشاک کے حصہ پر بھی قبضہ کر لیا ۔ پھر کبھی رکتے نہیں کرتے ہیں جب یلغار ترک

دو ہی ہفتوں میں سمرنا تک صفائی ہو گئی ۔ اب تو جا پہنچے ہیں رستے میں سمندر پار ترک

تا کہ پہلے ہی قبضہ کی خبر آئی یہی ۔ بھیجتے تھے فتح و نصرت کے مسلسل تار ترک

ان کا دشمن ہو نہیں سکتا ہے ہرگز کامیاب | اُس کو پہنچا دیتے ہیں تا کیفرِ کردار ترک

مطمئن ہرگز نہیں ہے کر کے سمرنا اور تھریس | چاہتے ہیں مثلِ سابق وسعتِ امصار ترک

ان کو انگورہ میں بھی تھی صوفیا مسجد کی یاد | دیکھتے تھے روز اس کے رات کو مینار ترک

اب خدا نے اُن کو قسطنطنیہ پھر پہنچا دیا | کرنے والے ہیں جہاں اک عمر سے دربار ترک

بارہ ہفتے صلح کی مجلس رہی لوزین میں | اہل یورپ سے نہیں جھجکے دمِ گفتار ترک

عصمت و کرزن کی بحثیں لطف سے خالی نہ تھیں | پیش کر دیتے تھے ہر بار اک نیا طومار ترک

کامل استقلال ہم کو کامل آزادی ملے | بار بار اس جملہ کی کرتے رہے تکرار ترک

ان کا اندازِ تکلم فاتحانہ کیوں نہ ہو | دیکھتے ہیں گرد و پیش اب فتح کے آثار ترک

صلح سے دیدو سمجھے یا لڑ کے ہم سے تم | کر رہے ہیں اہل یورپ سے یہ استفسار ترک

بڑھ گئے ہیں بعدِ فتح خوب ان کے حوصلے | ہو رہے ہیں بادۂ نصرت میں اب سرشار ترک

سرکشی کا عزم کرتا ہے جو یورپ میں کوئی | اس کو فوراً دور ہی سے دیتے ہیں للکار ترک

جنگ پر آمادہ ہی دشمن تو کچھ پروا نہیں | ایسی باتوں سے کبھی کرتے نہیں انکار ترک

چھن گیا تھا جنگ یورپ میں جو انکا ملک | کر رہے ہیں وہ ابھی پر اُس کی اب اصرار ترک

ملک گیری کی ہوس مطلق نہیں رکھتے مگر | چاہتے ہیں اپنے جائز حق کا استقرار ترک

مانگتے ہیں وہ فلسطین اور موصل لگتے ہاتھ | دیکھتے ہیں تیل بھی اور تیل کی پھر دور ترک

فیصلہ کر دیں گے موصل کی امارت کا ضرور | چھین لیں گے اک دن اس کا جُبّہ و دستار ترک

پاس قانونِ حکومت کر دیا پہلے دنوں | اب بلند اپنا مقرر کر چکے معیار ترک

ان کی آزادی پہ جو ڈالیں کچھ بھی اثر | ایسی شرطوں کا نہیں کر سکتے اب اقرار ترک

مثلِ سابق چاہتے ہیں وہ خلافت کا نظام | شرع میں رکھتے نہیں کچھ شرم و ننگ و عار ترک

ہوں گے اب تیزی سے میدانِ عمل میں گامزن | اپنا رستہ کر چکے ہیں صاف اور ہموار ترک

اپنی چالوں سے انھوں نے ڈال دی ہیں بیڑیاں | بڑھ گئے مکار لوگوں سے بھی کچھ عیار ترک

اہل یورپ سب کے سب اپنی وضع پہ جانبر ہیں / ان کی آنکھوں میں کھٹکتے ہیں مثالِ خار ترک

دوستوں سے دشمنی کرنے کے وہ خوگر نہیں / یار کے ہیں یار اور اغیار کے اغیار ترک

دوستوں کو ان سے پھر وجہ شکایت ہو کیوں / بے سبب دشمن کو بھی دیتے نہیں آزار ترک

مذہب و ملت کی خدمت انکا نصب العین ہے / غیر معمولی دکھاتے رہتے ہیں ایثار ترک

یہ دعا ہے جلد بر لائے خدا انکی مراد / شاہد مقصود کے ہیں طالب دیدار ترک

جوش اہل ہند کا کچھ علم ہو جاتا انہیں / کاش پڑھ سکتے ہمارے ملک کے اخبار ترک

شان میں ان کی قصیدے لکھتے ہیں اہل سخن / دیکھنے پاتے نہیں انکے مگر اشعار ترک

دیگر
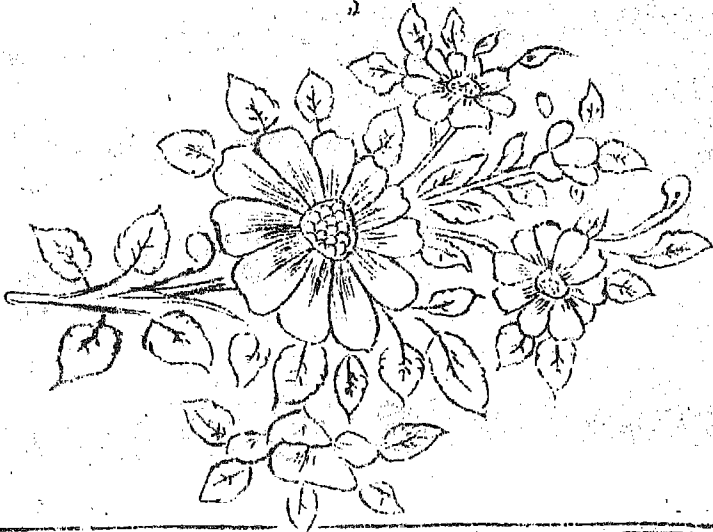
ایشیا میں ہوئی ترکوں سے جو یوناں کی جنگ ۔ تھی وہ اس عہد کی تاریخ میں گھمسان کی جنگ

ہے لڑائی میں شجاعت بھی ضروری لیکن ۔ اصل تو ہے زیادہ سر و سامان کی جنگ

ہاتھ میں زر ہو تو آجاتا ہے بازو میں بھی زور ۔ مال کی جنگ اسے کہتے ہیں یہ جان کی جنگ

سید و شیخ و مغل سب ہیں مزے سے گھر میں ۔ ہم نے دیکھی نہ گئی ہے کبھی افغان کی جنگ

گرچہ سرحد پہ رہا کرتی ہے شورش ہر روز ۔ جم کے ہوتی نہیں اک دن بھی پٹھان کی جنگ

مدتوں سے ہے عرب پہ بھی خموشی طاری ۔ کبھی سننے میں بھی آتی نہیں ایران کی جنگ

صرف ترکوں کی ہے اسلام میں اک یہی قوم ۔ کرنی پڑتی ہو جسے کفر سے ایمان کی جنگ

لڑنے بھڑنے سے وہ پاتے نہیں فرصت [illegible] ۔ کبھی یورپ کی لڑائی کبھی بلقان کی جنگ

کبھی عربوں کی بغاوت کبھی خانہ جنگی ۔ ارمنوں کی کبھی شورش کبھی یونان کی جنگ

فتنہ پرداز کیا کرتے ہیں فتنے برپا ۔ آئے دن سنتی ہے اشرار سے سلطان کی جنگ

ڈور مذہب کا نہیں اب یہ قول یورپ | پھر بھی رہتی ہے مسیحی مسلمان کی جنگ

مرد میدان ہیں ترک اس میں نہیں شک کچھ بھی | جیت سکتا نہیں ان سے کوئی میدان کی جنگ

فوج کٹ کٹ کے رہی خوب ہی لڑ کے کٹی | نہ سمرنا میں ہوئی تھی کبھی اس شان کی جنگ

قہر سا قہر ہے مخلوق خدا کا مرنا | ظلم سا ظلم ہے انسان سے انسان کی جنگ

کیوں مخالف ہوئے ٹرکی کے سلاطین قتل | میزبان سے کبھی ہوتی نہیں مہمان کی جنگ

اہل یونان کو تھی نفع کی جس میں امید | اب وہ ان کے لئے ثابت ہوئی نقصان کی جنگ

مصطفےٰ کمال پاشا

خالد وقت۔ سپہ سالار اسلام۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا جنھوں نے انگورہ میں مسلمانوں کی آزاد حکومت قائم کی ہے۔ جو ٹرکی کو اغیار و اجانب کی دست برد سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ ان کے مفصل کارنامے بھی مولانا وجاہت حسین صاحب نے اپنے پُرزور قلم سے لکھے ہیں۔ جو پڑھنے کے قابل ہیں۔ شروع میں ایک دلچسپ نظم اور غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی علمی تقریر ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی دیدہ زیب۔ تیسری مرتبہ چھپی ہے۔ حجم ۱۶۶ صفحہ قیمت فی جلد ۱۲ عہ

انور پاشا

(مع چار تصاویر)

اگر آپ مجاہد حریت قائد اعظم انجمن اتحاد و ترقی کے روح رواں غازی انور پاشا کے اولو العزمانہ و شجاعانہ کارنامے دیکھنا چاہتے ہیں تو کتاب "انور پاشا" ملاحظہ فرمائیے۔ جو مناسب ترمیم و اضافہ کے بعد دوبارہ شائع ہوئی ہے۔ اس کے مؤلف بھی مولانا وجاہت حسین جھنجھانوی سابق ایڈیٹر روزنامہ آفتاب لاہور ہیں۔ کتاب کے شروع میں ایک دلچسپ نظم کے علاوہ غازی انور پاشا کے مختلف زمانوں کی چار عکسی تصاویر بھی شامل کی گئی ہیں۔ غازی انور پاشا کے متعلق اس سے پیشتر اور اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ یہ بھی تیسری مرتبہ چھپی ہے۔ حجم ۲۰۰ صفحے کاغذ سفید۔ سرورق رنگین قیمت صرف ۱۲ المشتہر مینیجر آفتاب کوالی منڈی۔ لاہور (پنجاب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
اللہ اکبر اللہ اکبر

جنگ ٹرکی و یونان

جب پچھلے دنوں کتاب "مصطفےٰ کمال پاشا" کا دوسرا ایڈیشن تیار ہوا تو اس وقت دریائے سقاریہ کے خونریز معرکے ترکان احرار کی کامل فتح و نصرت پر ختم ہو چکے تھے راقم الحروف نے ارادہ کیا تھا کہ جملہ واقعات و حالات کا "مصطفےٰ کمال پاشا" ہی میں اضافہ کر دیا جائے۔ لیکن تفصیلات جنگ اس قدر زیادہ تھیں کہ اس کتاب کے مختصر صفحات ان کے بآسانی متحمل نہ ہو سکتے تھے۔ اس لئے "ترکان احرار و یونان" کے نام سے ایک علیحدہ کتاب کی ترتیب و تدوین ضروری سمجھی گئی۔

ترکان احرار و یونان کی جنگ تاریخی پہلو سے خاص اہمیت رکھتی ہے۔ کیونکہ فریقین کی قوت و طاقت میں بظاہر نمایاں تفاوت پایا جاتا تھا۔ یونان کی فوجیں کئی سال سے کسی بڑی جنگ میں مبتلا نہ ہوئی تھیں۔ یورپ کے گذشتہ محاربۂ عظیمہ میں بلقان کی تمام چھوٹی بڑی ریاستوں کو کم و بیش حصہ لینا پڑا تھا۔ اگر سرویا، مانٹی نگرو، اور رومانیا دول متحدہ کی طرف سے سب ان میں نمودار ہوئے تھے تو بلغاریہ کو دول وسطیٰ کی حمایت و اعانت میں میان سے تلوار نکالنی پڑی تھی۔ لیکن یونان کی فوجیں بالکل الگ تھلگ رہی تھیں۔ اس لئے ان کی طاقت میں ذرہ بھر فرق نہ آیا تھا۔ دول متحدہ نے وعدہ کر رکھا تھا۔ کہ دول وسطیٰ کے مغلوب و منہزم ہو جانے کی صورت میں ٹرکی کے فلاں فلاں علاقے یونان کے حوالہ کر دیے جائیں گے۔ چنانچہ معاہدۂ سیورے کی ترتیب و تکمیل کے وقت بعض ایسی شرائط وضع کی گئیں۔ جن کی رو سے ایشیا میں سمرنا اور یورپین ٹرکی میں تھریس یونانیوں کے قبضہ و تصرف میں آ جاتا تھا۔ اس وقت اہل یونان جس قسم کے خیالی پلاؤ پکا رہے تھے۔ اس کا کچھ اندازہ رائیٹر ایجنسی کے اس تار سے ہو سکتا ہے۔ جو ۲۔ فروری کو فرانس کے دارالحکومت سے بدیں مضمون شائع ہوا تھا۔

پیرس ۳ فروری ۱۹۲۱ء یونانی مطالبات کے متعلق جن پر کانفرنس کل غور کرے
گی غالباً طویل بحث ہوگی۔ یونان اہم علاقہ جات کے طالب ہیں۔ مثلاً یہ کہ اسمرنا ولایت آئدین
اور دوسرے علاقہ جات کا قبضہ دلایا جائے۔ نیز ایشیائے کوچک کے تمام ساحل کے
انتظام کا حق ایوالی سے لیکر ولایت آئدین کی جنوبی سرحد تک دیا جائے۔ اسی طرح ڈارڈنیلز
امبروس۔ ٹینیڈوس۔ ساموتھریس اور پورا شمالی اور شرقی تھریس بحیرۂ اسود تک یونان کے
حوالہ کیا جائے۔ یونان ایک نئی سرحد تجویز کرتا ہے جو چتالجہ لائن تک ہوگی۔ اور وہ یونان
اعظم کو اس بین الاقوامی حکومت سے علیحدہ کرے گی جس کا دارالحکومت قسطنطنیہ ہوگا۔

اس کے علاوہ یونانیوں کا یہ خیال تھا۔ کہ اس وقت ہمارے ملک کے بادشاہ
کا نام قسطنطین ہے۔ کیا عجب ہے کہ اس کے عہد حکومت میں قسطنطنیہ پر بھی قبضہ و تصرف
کر لیں۔ اور بعض لوگوں کی یہ پیشین گوئی پوری ہو جائے گی کہ جس طرح سلطان محمد فاتح نے
قسطنطین سے قسطنطنیہ فتح کیا تھا۔ اسی طرح اب مؤخر الذکر کے ہمنام (شاہ قسطنطین) نے
اس شہر کو پانچ سو برس کے بعد ترکوں سے چھین لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۱۲ء میں جنگ
بلقان کے موقعہ پر یونانیوں کو حسن اتفاق سے جو کامیابی حاصل ہوگئی تھی۔ اس سے ان
کے حوصلے بہت بڑھ رہے تھے۔ وہ ایک گریٹر گریس کی آرزو میں دیوانے ہو رہے تھے۔ اور
یورپ کی جنگ عظیم کے بعد دول متحدہ کے سہارے سے انہیں اپنی عظیم الشان کامیابی کے
خواب نظر آنے لگے تھے۔ آخر انہوں نے کسی معقول عذر کے بغیر یورپ میں تھریس
اور ایشیا میں سمرنا کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔ تھریس میں اس وقت اعلیٰ ترکی افسر
کرنل جعفر طیار پاشا تھے جنہوں نے از راہ حمیت قومی حرارت اسلامی ترکی حکومت کے احکام
ماننے سے جو اس وقت اتحادیوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنی ہوئی تھی۔ انکار کر دیا تھا۔ انہوں نے
اپنی قوت مدافعت کے مطابق یونانیوں کا مقابلہ کیا۔ لیکن اپنی جدوجہد میں کامیاب نہ ہو سکے
سمرنا ایک ساحلی مقام ہے۔ وہاں یونانیوں نے اپنے جنگی جہازوں اور کشتیوں کی مدد
سے ایک دم کئی ہزار فوج اتاری جس کا بحری طاقت کے فقدان کی وجہ سے ترک مقابلہ
نہ کر سکے تھے۔ [illegible]

طاقت کا بھی عملاً خاتمہ ہو چکا تھا۔ اور وہ یونانیوں کی طرح مزاحمت و مدافعت نہ کر سکتے تھے۔ لیکن غیور و بیباک ترک ان واقعات و حالات کو غائر نظر سے دیکھ رہے تھے۔ اور چپکے ہی چپکے ایسی تدابیر سوچ رہے تھے۔ جن سے اغیار و اجانب کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا بوجہ احسن مقابلہ کیا جا سکے۔ غازی مصطفیٰ کمال پاشا اور ان کے ساتھیوں نے کسی نہ کسی طرح اپنی پراگندہ قوت کو ایک مرکز پر قائم کیا۔ اور یونانیوں سے محاربہ و مجادلہ شروع کر دیا۔ دول متحدہ کو کامل یقین تھا کہ یونانیوں کی آراستہ و پیراستہ فوجیں ترکان احرار کی سرگرمیوں کا خاتمہ کر دینے کے لئے بالکل کافی ہوں گی۔ اس لئے انہوں نے بظاہر طمطراق سے اپنی غیر جانبداری کا اعلان کر دیا تھا۔ دنیا میں کوئی شخص وثوق و یقین سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ ترکان احرار یونانیوں کی ٹڈی دل افواج کا کامیابی سے مقابلہ کر سکیں گے۔ لیکن خدا کو ابھی ترکی سلطنت اور ترکی قوم کی تباہی منظور نہ تھی اس لئے اس نے غیب سے ترکان احرار کی فتح و نصرت کے سامان پیدا کر دیے۔ یونان نے رہ رہ کر اور پے بہ پے ترکوں کے خلاف جارحانہ کارروائی شروع کی۔ لیکن ہر معرکہ میں پیٹھ دکھائی اور ہر مرتبہ شکست کھائی۔

اس کتاب میں ترکان احرار اور یونان کی جنگ کے مفصل حالات درج کئے گئے ہیں۔ غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی رنگین تصویر اہتمام خاص سے تیار کرائی گئی ہے۔ اور مقامات جنگ کی تشریح کے لئے دو مفصل نقشے بھی شامل کر دیے گئے ہیں۔ چونکہ اس سے پہلے "مصطفیٰ کمال پاشا" میں واقعات جنگ پر مبسوط دیباچہ لکھا جا چکا ہے۔ اس لئے اس کتاب میں کسی طول طویل تمہید کی ضرورت نہیں۔

خاکسار

وجاہت حسین

لاہور۔ یکم اپریل ۱۹۲۳ء

دیباچہ طبع ثانی

اس کتاب کے پہلے اڈیشن کی تیاری کے وقت دریائے سقاریہ کے معرکے یونان کی کامل شکست و ہزیمت پر ختم ہو چکے تھے۔ اس لئے اس میں وہی حالات درج کر دیئے گئے تھے۔ لیکن اس کے بعد ترکان احرار نے ۲۶۔ اگست کو یونان کے خلاف ایک زبردست جارحانہ کارروائی شروع کی اور اپنی حیرت انگیز شجاعت و شہامت اور محیر العقول جنگی و فوجی چالوں سے دو ہی ہفتوں میں تمام تر یونانی افواج کو سمندر میں دھکیل دیا۔ اور اس کے بعد سمرنا پر بھی قبضہ و تسلط کر لیا۔ اس دوسرے اڈیشن میں جنگ کے تمام واقعات و حالات پوری تفصیل سے درج کر دیئے گئے ہیں اور اب یہ کتاب جنگ ترکی و یونان کی مفصل و مکمل تاریخ بن گئی ہے۔ پہلے اڈیشن میں غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی صرف ایک تصویر تھی لیکن اس مرتبہ اہتمام خاص اور صرف کثیر سے تین نئی تصویریں تیار کرائی گئی ہیں جو عام طور پر پسندیدگی کی نظر سے دیکھی گئی ہیں۔ نیز اسّی اشعار کی ایک جدید نظم بڑھا دی گئی ہے۔ پہلے اس کتاب کا نام "ترکان احرار و یونان" تجویز کیا گیا تھا۔ مگر اس کے بعد "ترکان احرار" کے نام سے لاہور میں کئی کتابیں شائع ہو گئیں۔ لہٰذا ناظرین کرام کو غلط فہمی سے محفوظ رکھنے کے لئے اس مرتبہ کتاب کا نام بدل کر "جنگ ترکی و یونان" رکھا گیا۔ جہاں تک واقعات و حالات کا تعلق ہے یہ کتاب ہمہ وجوہ مکمل ہے۔ لیکن اگر بعد میں کوئی خاص قابل تذکرہ واقعہ معلوم ہوگا۔ تو اس کا تیسرے اڈیشن میں اضافہ کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مقام لاہور
یکم مارچ ۱۹۲۳ء

خاکسار
وجاہت حسین

جنگ ترکی و یونان

تھریس پر یونان کی چڑھائی

یونان نے اپنے سالونیکا کے فوجی مرکز سے تھریس پر چڑھائی کی تیاریاں شروع کر دیں۔

اس وقت قسطنطنیہ پر دول متحدہ کا قبضہ تھا۔ اور ترکی حکومت کے ارکان ہر بات اور ہر کام میں ان کے ایماء و اشارہ کے منتظر رہا کرتے تھے۔ اور بذات خود ان کی کوئی وقعت و حیثیت نہ تھی۔ اتحادی ہائی کمشنر جس قسم کے احکام جاری کرانا چاہتے تھے۔ باب عالی بے چون و چرا ان کی تعمیل کر دیا کرتا تھا۔ ترکی کے ارکان حکومت بحالت مجبوری معاہدہ سیورے کی تصدیق کر چکے تھے۔ اس پر دول متحدہ ان پر زور ڈال رہی تھیں۔ کہ جس طریقہ سے بھی ہو شرائط معاہدہ کی پابندی کی جائے۔ اس غرض کے لئے شیخ الاسلام سے اس مضمون کے فتوے لکھوائے گئے۔ کہ اس وقت جو ترک وزراء سلطنت کے احکام کا امتثال نہ کرے گا۔ وہ باغی و طاغی قرار دیا جائے گا۔ اور اس کے خلاف سخت تعزیری تدابیر اختیار کی جائیں گی۔ لیکن قوم پسند ترک اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ اتحادیوں کی موجودگی میں قسطنطنیہ کی ترکی حکومت بالکل معذور اور بے بس ہے۔ اور یہ تمام کارروائیاں اتحادیوں ہی کی طرف سے عمل میں آ رہی ہیں۔ اس لئے وہ باب عالی کے احکام ماننے سے انکار کر دیتے تھے۔

جعفر طیار پاشا کی اولوالعزمی

قسطنطنیہ کی ترکی حکومت نے تھریس کے ترکی کمانڈر کرنل جعفر طیار پاشا کے نام حکم بھیجا تھا کہ وہ معاہدہ سیورے کی شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے یونانیوں کی مخالفت نہ کریں۔ لیکن کرنل موصوف نے اس حکم کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور یونانیوں سے لڑائی کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اس سلسلہ میں سامیر ایجنسی نے جو خبر مشتہر کی تھی۔ اس کے الفاظ حسب ذیل تھے۔

لندن ۱۷ مارچ ۱۹۲۲ء اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ تھریس کی ترکی افواج کے کمانڈر نے قسطنطنیہ کے احکام ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ اور عارضی صلح کو توڑ دینے اس نے کہا ہے۔ کہ فوجی وبائو کا مقابلہ کیا جائے گا۔ اور تجویز پیش کی ہے۔ کہ ایڈریانوپل میں نئی حکومت قائم کی جائے۔

سر پیول فاجس مشہور وقائع نگار نے ایک ولایتی اخبار کو اطلاع دی تھی۔ کہ جعفر طیار ایک ہفتہ ہوا قسطنطنیہ سے واپس آ گئے ہیں۔ وہ تھریس کی عام آبادی کو یونانیوں کے خلاف اکساتے پھرتے ہیں۔ ان کا ہر مقام پر بڑی گرمجوشی سے خیر مقدم کیا جاتا ہے۔ ایڈریانوپل کے پرجوش مظاہروں کے بعد وہ رودوستو کی طرف گئے جہاں ان کے استقبال کی خصوصیت سے تیاریاں کی گئی تھیں۔

ایڈریانوپل میں جلسہ

انہیں دنوں جنرل جعفر طیار پاشا نے ایڈریانوپل میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا جس میں عام لوگوں کے علاوہ مقتدر علماء و مشائخ بھی بہ تعداد کثیر شامل تھے۔ پاشا نے موصوف نے ایک پرجوش تقریر کی اور آخر کثرت رائے سے یہ رزولیوشن منظور کیا گیا۔ کہ جس طرح بھی ہو یونان کا مقابلہ کیا جائے۔ اور اس کے سپاہیوں کو تھریس کی سرزمین میں قدم نہ رکھنے دیا جائے۔ کرنل جعفر طیار پاشا کے پاس اس وقت دس ہزار سے زیادہ فوج نہ تھی۔ انہوں نے قسطنطنیہ کی حکومت کو لکھا تھا۔ کہ اگر میرے پاس کم از کم ۳۰ ہزار سپاہی اور بھیج دئے جائیں۔ تو میں یونانیوں کو تھریس کی جانب رخ نہ کرنے دوں گا۔ لیکن وہاں اتحادیوں کی موجودگی میں ایسی درخواستوں اور یادداشتوں پر کون توجہ کر سکتا تھا۔ اس وقت قسطنطنیہ میں جو ترکی حکومت قائم تھی وہ اتحادی ہائی کمشنروں کی مرضی کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکتی تھی۔ نہ کمالی احرار کا فوجی مرکز انگورہ میں تھا۔ جہاں سے تھریس تک فوجی مدد کا پہنچنا ناممکن تھا۔ کیونکہ خشکی اور تری کے دونوں راستوں میں اتحادی حائل تھے۔ بہرحال جہاں تک غازی جعفر طیار پاشا کے امکان میں تھا انہوں نے دشمن کی مدافعت میں اپنی کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔

کے مقام پر توپ خانہ کی جنگ شروع ہوئی۔ جس کا سلسلہ سات گھنٹے تک
اور جاری رہا۔ گالیا فلاح ہو۔ یونانیوں سے دستے بازو پر قوم پسند ترکوں نے

لندن ۱۷ [illegible] ۱۹۲۱ء اطلاع موصول ہوئی ہے [illegible]

میں اتحادی حایل تھے۔ بہرحال جہاں تک غازی انور پاشا کے امکان میں تھا انہوں نے دشمن کی مدافعت میں اپنی کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔

ایڈریانوپل کی فوجی حکومت کا اعلان:

ایڈریانوپل کی فوجی حکومت نے جو کرنل جعفر طیار پاشا کی مساعی جمیلہ سے قائم ہوئی تھی حسب ذیل اعلان شائع کیا تھا۔

"سلطانی فرمان اور فتوے غلط ہیں۔ کیونکہ وہ غیر اقوام کے اثر سے شائع کئے جاتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ تھریس کا صوبہ یونان کے حوالے کیا جائے گا۔ لیکن ہم اس کی آخر وقت تک مخالفت کریں گے۔ ہمارا مذہبی منشا و مدعا یہ ہے کہ حالات تاب سلطان المعظم کو غیر اقوام کے پنجے سے مخلصی دلائیں۔ ہماری یہ غرض ہرگز نہیں جیسا کہ اتحادی مشہور کر رہے ہیں۔ کہ ہم لوگوں کو قتل کریں۔ اور لوٹیں۔ قوم پسند ترکوں کا مطمح نظر ان امور سے بالکل جداگانہ ہے جن کا اظہار فتوے میں کیا گیا ہے۔"

یونان کی فوجی نقل وحرکت

یونان کو ملک گیری کی ہوس نے اندھا کر رکھا تھا۔ اس لئے اس کی فوجوں نے تھریس کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔ اور دریائے مارٹیزا کے خط تک تمام مغربی تھریس پر قابض ومتصرف ہوگئیں۔ ان کی افواج کی تعداد چالیس ہزار کے قریب تھی۔ اور وہ تین حصوں میں تقسیم کر دی گئی تھی۔ ترکوں نے اس وقت تک ان کی کوئی مزاحمت نہ کی تھی۔

ترکی فوج سے مڈبھیڑ

کئی روز کے بعد کرنل جعفر طیار پاشا نے ترکی افواج کو یونانیوں کی مزاحمت کا حکم دیا۔ اور ۲۱۔ جولائی ۱۹۲۰ء کو یونانی اور ترکی فوجوں کے درمیان کیلیبی برغاص کے مقام پر توپ خانہ کی جنگ شروع ہوئی۔ جس کا سلسلہ سات گھنٹے تک جاری رہا۔ کا نا فاتح ہو یونانیوں کے دست بازو پر قوم پسند ترکوں نے

ایک شدید حملہ کیا جس میں یونانیوں کو سخت نقصان برداشت کرنا پڑا۔ لیکن انہیں فوراً ہی کمک پہنچ گئی جس سے انہوں نے اپنی حالت جلد درست کر لی۔

ایڈریانوپل پر یونانی قبضہ

جعفر طیار پاشا کی قابل ذکر فوجی جمعیت دس ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ اور یونان ایک دم ہم ہزار فوج لے کر تھریس کی طرف بڑھا تھا۔ اس لئے ترکی فوج زیادہ عرصہ تک مقابلہ نہ کر سکی۔ اور یونان کی فوجیں ایڈریانوپل پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگئیں۔ اس کے متعلق رائٹر ایجنسی کی معرفت ہندوستان میں حسب ذیل برقی خبریں مشتہر ہوئی تھیں۔

ایتھنز ۲۶۔ جولائی ۱۹۲۰ء۔ اخبارات نے اعلان کیا ہے کہ یونانیوں نے ایڈریانوپل پر قبضہ کر لیا ہے۔ ترکی فوجی گورنر جعفر طیار پاشا قرق کلیسا کی طرف پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ شاہ الگزنڈر عنقریب ایڈریانوپل میں داخل ہوگا۔ شہر کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

لندن ۲۷۔ جولائی ۱۹۲۰ء۔ ۲۶۔ جولائی کی ایک یونانی سرکاری اطلاع ایڈریانوپل کے قبضہ کی تصدیق کرتی ہے۔ اور مظہر ہے کہ جعفر طیار کی بڑی فوج کے خلاف جنگی کارروائیوں کا خاتمہ ہو گیا ہے۔

جعفر طیار پاشا کی گرفتاری

ایتھنز ۲۸۔ جولائی ۱۹۲۰ء۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ تھریس میں ترک قوم پرستوں کا کمانڈر جعفر طیار گرفتار کر لیا گیا ہے۔

لندن ۲۹۔ جولائی ۱۹۲۰ء۔ ایک یونانی اطلاع جعفر طیار کی گرفتاری کی تصدیق کرتی ہے۔

لندن ۳۔ اگست ۱۹۲۰ء۔ یونانیوں نے مشرقی تھریس کا تمام علاقہ پر قبضہ کر لیا ہے۔

اس شکست کے اسباب کہ جعفر طیار پاشا جیسا مجاہد کیوں ...

میں تھے۔ انہیں قسطنطنیہ یا کسی اور جانب سے کوئی مدد مل سکتی تھی۔ لیکن پھر بھی انہوں نے اپنی مٹھی بھر فوج سے یونانیوں کا مقابلہ کر کے ترکی کی قدیم اور مشہور فوجی و جنگی روایات کو برقرار رکھا۔ عواقب و نتائج کا پاشائے موصوف کو اول روز سے یقین تھا۔ مگر ان کی حمیت قومی اور حرارت اسلامی نے اس بات کو گوارا نہ کیا۔ کہ بغیر لڑے بھڑے تھریس کا صوبہ یونانیوں کے حوالے کر دیا جائے۔ اس شکست کی صورت میں بھی ان کا نام دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ دراصل جعفر طیار پاشا نے بھی وہی روش اختیار کی تھی جس پر غازی مصطفیٰ کمال پاشا اناطولیہ میں کاربند ہوئے تھے۔ لیکن انہیں کہیں سے مدد نہ مل سکی اور ایک محدود دائرے میں ان کی سرگرمیوں کا بہت جلد خاتمہ ہو کر رہ گیا۔

وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

ایشیائے کوچک میں جنگ

سمرنا پر یونانی قبضہ

معاہدہ سیورے کی رو سے سمرنا کا علاقہ یونانیوں کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ اس لئے انہوں نے ۱۵ ۔ مئی ۱۹۱۹ء کو اپنے جنگی جہازوں کی مدد سے شہر سمرنا پر قبضہ کر لیا۔ اور ترکان احرار نے اس وقت ان کی کوئی مزاحمت نہ کی۔

یونانی مظالم

کپتان سی ایف ڈکسن جانسن نے اخبار "مارننگ پوسٹ" لندن میں یونانی مظالم کے متعلق ایک مفصل مضمون چھپوایا تھا۔ جس میں ۱۵ ۔ مئی سے بعد کے واقعات مندرج تھے۔ اس کا ضروری ملخص حسب ذیل ہے:۔

"ترکی حکام نے یونانی فوجوں کے خشکی پر اترنے سے ایک روز قبل ایک عام اعلان مشتہر کیا تھا جس میں سرکاری افسروں کو ہدایت کی گئی تھی کہ کسی قسم کی مدافعت نہ کی جائے۔ نیز فوجی افسروں کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ خاص خاص بارکوں میں مقیم رہیں۔ خاص مقامات کو حوالے کرنے کے لئے وقت کا تعین بھی کر دیا گیا تھا۔"

معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم کی تعمیل بھی کی گئی۔ مگر یونانی فوجیں جہاں ترکی افسر جمع ہوئے تھے وہاں گھس آئیں اور ان تمام افسروں کو جنہوں نے "زیتو وینزیلاس" پکار کر کہنے سے انکار کیا گولی سے مار دیا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ دو سو تین سو کے درمیان افسر مارے گئے۔ مگر میں صحیح صحیح تعداد نہیں بتا سکتا۔ یونانی سپاہیوں نے ترکی افسروں کے کپڑے اتار لیے اور صرف قمیص اور پتلون ان کے پاس رہ گئے۔ ان کے بوٹ ان سپاہیوں نے اتار کر خود پہن لیے۔ سمرنا کے "ذالی" کو ساحل تک اس طرح کھینچ کر لے گئے کہ ان کے ہاتھ فضا میں اٹھے ہوئے تھے۔ اور یونانی جہاز پر انہیں لے جا کر قید کر دیا۔ اور ان کی

فیض (خاص قسم کی ترکی ٹوپی) کو پاؤں سے روندا گیا۔ ان کی بیوی کو (جو ایک پردہ نشین خاتون ہیں) بہت تکلیف دی گئی۔ اور ان کا گھر لوٹ لیا گیا۔ ترکی عملے کے افسر اعلیٰ کے چہرہ پر سنگینوں سے کچوکے دیئے گئے۔ اور ان کو یونانی مویشی خانہ میں ڈال دیا گیا۔ ترکی آرمی کور کے سینئر ڈاکٹر کو قتل کر دیا۔ لاش کا گذشتہ دو شنبے تک پتہ نہیں لگا تھا۔ توپخانہ کا افسر اعلیٰ بھی قتل کر دیا گیا۔ اور ان کے نوجوان بھائی کی جو ایک ڈاکٹر ہیں ہر چیز لوٹ لی گئی۔ یہاں تک کہ شادی کے نشان کی ان کے پاس جو انگوٹھی تھی وہ بھی چھین لی گئی۔ اس نوجوان نے مجھے وہ نشان دکھایا جو انگوٹھی اتارنے سے انگلی پر پڑ گیا تھا۔ یہ نوجوان یہ بھی کہتا تھا کہ انگوٹھیوں کی خاطر بعض بعض لوگوں کی انگلیاں بھی قلم کی گئی ہیں۔ اس کی بیوی اگرچہ روسی نژاد ہے مگر اس کی بھی ہر چیز لوٹ لی گئی۔ میں وہاں کے ہسپتال میں ایک روسی لفٹننٹ کرنیل سے ملا جس کے گھر میں ایک وقت کا کھانا مہیا کرنے کے لئے بھی دام موجود نہ تھے۔ یونانی لٹیرے اس کے گھر کے سامان کا ایک ایک تنکا لے گئے۔ اور اس کی بیوی کے تبرکات میں سے ایک تار بھی باقی نہیں رہا۔ یہ چند مثالیں ہیں جن کو میں نے بچشم خود دیکھا ہے۔ ہر جگہ یہی حالت ہے۔ دیہات میں گھروں کے لوٹنے پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ ان کو منہدم اور جلا کر خاک کر دیا گیا ہے۔ جو مکانات کہ ذرا اچھے اور پائیدار تھے۔ اور آسانی سے گرائے نہیں جا سکتے تھے۔ ان کے دروازے اور کھڑکیاں اور بعض کی چھتیں بھی توڑ ڈالی گئیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ آیا اتحادی بیڑے نے اس قسم کے افعال جاری رکھنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ ہاں یونانیوں کے فوجی اور سول حکام نے اس میں حصہ لیا۔ ترکوں نے اس وقت تک ذرا بھی تکرار نہیں کی۔ جب تک ان پر حملہ ہوا۔ یونانیوں کا دعویٰ ہے کہ سمرنا یونانیوں کا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہاں عیسائیوں کی تعداد زیادہ ہے۔ نہ کہ یونانی عیسائیوں کی۔

میں ڈیاآن اور ڈینزل گیا تھا۔ یہ دونوں مقام علاقہ آیدین کے پناہ
گزینوں سے پٹے پڑے ہیں۔ اس علاقہ کو یونانی فوجوں نے تباہ کر دیا ہے۔
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یونانی فوجوں نے آیدین پر قبضہ کرنے کے بعد ترکی گورنمنٹ
کے اعتراضات کے باوجود ترکی مشاہیر کو گرفتار کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس
کے بعد انہوں نے اسلحہ کی تلاش کے لئے ایک ایک گھر چھان مارا ان کے
سپاہی حرم سراؤں میں گھستے تھے۔ اور خواتین کی بے حرمتی کرتے تھے۔ اور
ان کو لوٹتے تھے۔ اسی وجہ سے بہت سے مسلمان خان والوں نے اپنے گھر
چھوڑ دیئے اور پہاڑوں میں جا کر پناہ لی۔ یونانیوں نے بلا تامل ان کے
مکانات کو جلا کر سیاہ کر دیا۔ اور فی الحقیقت جو لوگ واپس ہوئے وہ جوش
انتقام سے لبریز تھے۔ اور اسی وجہ سے بدامنی کا آغاز ہوا۔ یونانیوں نے
کلدار توپیں استعمال کیں اور تمام آبادی کو جس میں بہت سے عیسائی بھی
تھے۔ یک قلم نشانۂ اجل بنا دیا۔ انہوں نے ہر ایک مسلمان کو جو ان کے
ہاتھ آیا۔ نیز مستورات اور ان کے اطفال کو یہ کہہ کر کہ تمہاری جانوں کی
حفاظت کے لئے ایسا کیا جاتا ہے۔ مکانات میں بند کیا جاتا تھا۔ اور جب
وہ بند ہو جاتے تھے تو ان مکانات میں آگ لگا دی جاتی تھی۔ اور قتل عام
کے ساتھ جو وحشیانہ مظالم ہوتے ہیں۔ وہ سب کئے جاتے تھے۔ میرے
خیال میں ان مظالم میں سب سے زیادہ سخت اور وحشیانہ ظلم جو کیا گیا۔
وہ ان چار خواتین پر ہوا۔ جنہوں نے اپنی جانوں اور اپنے گھروں کو اپنے
شوہروں کی بندوقوں سے بچانے کی کوشش کی تھی ان مستورات کو
گرفتار کیا گیا۔ اور چوبی میخیں ان کے جسم میں ٹھونک کر ان کو
ہلاک کیا گیا"۔ جب شہر کو برباد کر چکے تو یونانیوں نے کشت زاروں اور [illegible]
پر حملہ کیا تو ۱۴ مواضع کو بالکل نیست و نابود کر دیا گیا اور تمام کھیت جو مسلمانوں
کی ملکیت میں تھے تباہ و برباد کر دیئے گئے۔ کم سے کم ایک لاکھ پناہ گزین ہلاک کئے

اطراف وجوانب میں ضرور ہوں گے۔ ان میں سے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو سوائے ان کپڑوں کے جو اس وقت ان کے تن پر تھے مکان کو چھوڑتے وقت کوئی چیز اپنے ساتھ نہیں لے گئے تھے۔ اور اب وہ لوگ سخت مصیبت میں مبتلا ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان پناہ گزینوں میں سے ۱۶۹۷ آدمی قتل کر دئے گئے ہیں۔ اور بہت سے لوگوں کا پتہ نہیں کہ کیا ہوئے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ان غریبوں پر موسم سرما میں کیا گذرے گی۔ ان لوگوں میں خصوصاً ان کے اطفال میں کھانے کی کمی اور بخار کی وجہ سے شرح اموات بہت بڑھ گئی ہے۔ یہ لوگ اپنے وطن کو کسی صورت میں خواہ ان کو پناہ ملنے کا عارضی بندوبست بھی کر دیا جائے۔ اس وقت تک واپس نہ ہوں گے۔ جب تک کہ ملک میں یونانیوں کا عمل دخل قائم رہے گا۔ قوم پرست ترکی فوجوں نے یونانیوں کی پیش قدمی کو روک دیا ہے۔ اور ان کو مقام ترکی سے باہر نکال دیا ہے۔ خود عیسائی یونانی فوج کے داخلہ پر درست تاسف ملنے لگے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر یونانی رہے تو اناطولیہ بھی دوسرا مقدونیہ ہو جائے گا۔ تقریباً ۱۵۰ ترکوں نے یونانی فوج پر حملہ کیا۔ یونانی جن کا شمار قریب ۳ ہزار کے تھا۔ اور جو توپوں سے مسلح تھے بھاگ نکلے۔ مقامی عیسائی بھی بھاگنا چاہتے تھے مگر ان یونانیوں نے انہیں راستہ میں پاکر اپنی سنگینوں سے ان پر حملہ کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بڑھتے ہوئے ترکوں اور ہزیمت خوردہ یونانیوں کے بیچ میں آکر یہ عیسائی کچل کر رہ گئے۔ جب یونانی پسپا ہو کر اپنے مقام پر ٹھہرے تو انہوں نے انتقام لینے کے لئے تمام مواضع کو تباہ کر دیا۔

سمرنا کے اتحادی کمیشن کی رپورٹ

سمرنا کے گذشتہ مہیب واقعات اور شدید خونریزیوں کی تحقیقات کے لئے اتحادیوں نے اپنا ایک مشترک کمیشن مقرر کیا تھا۔ اور انہیں امید تھی کہ وہ ضمیر فروشی کر کے سارا الزام ترکوں کے سر رکھدے گا۔ جس سے ایک طرف یونان کی بریت ثابت ہو جائے گی۔ اور دوسری طرف ترکوں کی نام نہا

فہرست جرائم میں اور بہت سے وحشیانہ افعال کا اضافہ ہو جائے گا جس کے بعد اتحادی وزرا کو موقع مل جائے گا کہ ان منصف مزاج لوگوں کو بھی ترکوں کے برخلاف کر دیں جو یورپ و امریکہ کی مہذب گرنا منصف دنیا میں خال خال پائے جاتے ہیں۔ لیکن اس کمیشن نے خلاف امید صحیح صحیح حالات و نتائج قلمبند کئے اور اصلی مجرموں کے چہرہ سے نقاب اٹھا دی۔ اصولاً اتحادیوں پر واجب تھا کہ وہ اس رپورٹ کو شائع کر دیتے تاکہ دنیا کو حقیقت حال سے آگاہی ہو جاتی۔ مگر چونکہ اس میں خود انکی اور ان کے حلیف یونانیوں کی گت بنائی گئی تھی۔ اس لئے انہوں نے اُسے خاموشی سے ہضم کر لیا۔ اور جب برطانوی پارلیمنٹ میں گورنمنٹ سے اس کے شائع کرنے کا مطالبہ کیا گیا تو مسٹر بونر لا نے نہایت دلیری سے فرما دیا کہ اس رپورٹ کو شائع کرنے سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ سمرنا کے متعلق جو مشکلات ہیں۔ ان میں اور بھی اضافہ ہو جائے گا۔ لیکن بایں ہمہ حقیقت ظاہر ہی ہو گئی۔ اور اخبارات تک وہ رپورٹ پہنچ ہی گئی جس کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

قسطنطنیہ - ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۹ء

ذمہ داری کس پر ہے؟

دفعہ اول۔ کمیشن کی تحقیق سے ثابت ہو گیا ہے کہ صوبہ سمرنا میں مسیحی آبادی ابتدائے جنگ سے اس وقت تک ہمیشہ اچھی حالت میں رہی ہے اور اسے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ تھا۔ پس اگر صلح کی کانفرنس نے غلط معلومات کی بنا پر سمرنا کے قبضہ کی یونانیوں کو اجازت دی تھی تو اس قبضہ کی وجہ سے جو ہولناک حوادث ہوئے ہیں ان کی ذمہ داری سب سے پہلے ان اشخاص اور ان حکومتوں پر عاید ہو گی جنہوں نے غیر صحیح معلومات بہم پہنچائے۔ یا بلا تحقیق کے انہیں صلح کی کانفرنس میں پیش کیا۔

(۲) ان حوادث کے واقع ہونے کا اصلی سبب مذہبی اختلاف کے

مسیحی یونانیوں نے سمرنا پر اسی حیثیت سے قبضہ نہیں کیا کہ تمدن و تہذیب نے انہیں اس کی حفاظت پر مامور کیا ہے۔ بلکہ انہوں نے اپنی حدود سے تجاوز کر کے قبضہ کر لیا جس کے ساتھ فاتحانہ جوش بھی تھا۔

(۲) سمرنا اور اس کے مضافات میں ۱۵۔ اور ۱۶ مئی کو جو واقعات ہوئے ان کی ذمہ داری یونانی جنگی اسٹاف اور خاص کر ان افسروں پر ہے جنہوں نے اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی کی۔ چنانچہ خود گورنمنٹ یونان نے جب وہ موجودہ کارروائیاں کرنے لگی۔ اس ذمہ داری کا اعتراف کیا ہے۔ بے شک کچھ ذمہ داری ترکی افسروں پر بھی ہے جنہوں نے یونانیوں کی آمد سے پہلے قیدیوں کے فرار ہونے اور مسلح ہونے کو نہ روکا۔

(۳) یونانی گورنمنٹ پر ان تمام خوفناک واقعات کی ذمہ داری ہے جو یونانی پیش قدمی کے دوران میں رونما ہوئے۔ جن کی وجہ سے سمرنا اور دیگر مقامات کی زمینوں پر خون کی ندیاں بہ گئیں۔ یونانی گورنمنٹ کی یہ ذمہ داری اس کے جنگی اسٹاف کی وجہ سے ہے جو سمرنا میں موجود تھے۔ اور یہ اس وجہ سے کہ۔

(۱) مذکورہ بالا جنگی اسٹاف نے مجلس اعلیٰ کی ہدایات پر کہ جنہیں موسیو وینزیلاس نے ۳۰ مئی کو بذریعہ تار روانہ کیا تھا عمل نہیں کیا۔ کیونکہ اس نے اتحادیوں کے افسر اعلیٰ کی اجازت کے بغیر سپہ سالار کو صوبہ ایدین (سمرنا) اور اسکے آگے تک فوج کشی کا حکم دیا۔

(۲) مذکورہ بالا اسٹاف نے قصداً باشندوں کو مطلع نہ کیا کہ جنگی حلقہ کے حدود کہاں تک ہیں۔ اور اس نے بدنظمی و ابتری پھیلنے میں مدد دی۔

(۳) یونانی گورنمنٹ کی اس وجہ سے ذمہ داری بہت بڑھ گئی ہے۔

کہ اس نے باشندوں کو مسلح ہونے اور ملک میں قتل و غارت کرنے کا موقع دیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس نے ان مسلح باشندوں کو جنگی کارروائیوں میں شریک کیا۔ اور ان سے فوجوں کی طرح پولیس کا کام لیا۔ جس سے غیر یونانی آبادی کی برہمی بہت بڑھ گئی۔

(۶) علاقہ بیاندریں جو بےچینی پیدا ہوئی اس کی وجہ صرف یونانی قبضہ ہے۔ جو بالکل خلاف امید تھا۔ اور اس طرح ان حملہ آور فوجوں کی دست برد نے باشندوں کو حیرت زدہ کر دیا۔ اور انہوں نے اپنے کو ایک اچانک جنگ میں پھنسا ہوا پایا۔ جس کی سختی ان فوجوں کی پیشقدمی کے ساتھ ساتھ بڑھتی جاتی تھی۔ علاوہ ازیں ترکوں اور یونانیوں میں جو عداوت صدیوں سے چلی آرہی ہے۔ اس نے ان واقعات کو طرفین سے ظہور پذیر کیا۔

(۷) مینیمن کی خونریزیوں کی تمام ذمہ داری یونانیوں کے سر ہے۔ بیشک یہ خونریزیاں پیشتر کی کسی سازش کا نتیجہ نہ تھی۔ لیکن یونانی جنگی اسٹاف کو اطلاع تھی کہ اس کی فوجیں برجامہ کے واقعات کی وجہ سے جن میں ترکوں نے کچھ زیادتی کی تھی۔ برافروختہ ہیں۔ اس لئے یہ بالکل ممکن۔ بلکہ اس پر واجب تھا کہ ایسی فوجوں سے جن پر غیظ و غضب اور انتقام کا غلبہ تھا۔ ایسے ذرائع سلب کرے کہ جن سے وہ بغیر اعلان کے غیر مسلح آبادی پر ٹوٹ پڑیں۔

(۸) اب اگرچہ حالت بہ نسبت پیشتر کے بہتر ہے۔ لیکن صوبہ سمرنا میں اب تک کامل امن و امان قائم نہیں ہوا ہے۔ چنانچہ اندرونی تجارت بالکل ماند پڑ گئی ہے۔ اور اس کی وجہ بلا شک و یونانی قبضہ ہے۔ جس نے یونانی فوجوں اور ترکی قوم پرستوں میں حالت جنگ پیدا کر دی ہے۔

تحقیقاتی کمیشن کے نتائج

سمرنا اور اس کے صوبہ پر یونانی قبضہ نے غیر طبعی حالت پیدا کر دی ہے۔ اس لئے
یہ [illegible] جو حیثیت ہے وہ قطعاً خلاف حق ہے۔ جس کے اسباب یہ ہیں۔

(۱) قبضہ سے صرف [illegible] امن و امان کی محافظت مقصود تھی۔ لیکن اب
تمام صورتیں بدل رہی ہیں۔ کیوں کہ یونانی ایجنٹ ہی کے ہاتھ میں
ترکی افسر محض برائے نام باقی ہیں [illegible] انھیں کچھ کرنے
[illegible] دار الخلافت سے احکام حاصل کرنے دیئے جاتے ہیں۔ تمام ترکی
[illegible] اور پولیس کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ اور ترکی افسروں کے پاس اپنے احکام پر
عمل درآمد کرانے کا کوئی ذریعہ باقی نہیں رہا ہے۔

(۲) یونانی قبضہ کی موجودہ صورت حال ایسی ہے کہ جس سے اُسے بہت
بڑے مصارف برداشت کرنے پڑیں گے۔ جو اس مہم کے ہرگز مناسب نہیں ہیں۔
جو اس کے سپرد کی گئی ہے۔ اور جس سے الحاق قطعاً مقصود نہیں ہے۔

(۳) قبضہ کی موجودہ صورت امن و امان قائم نہیں کر سکتی۔ اور نہ ملک کو
قحط سے بچا سکتی ہے۔ لہذا کمیشن کی رائے ہے کہ:۔

(۱) اگر اس ملک پر فوجی قبضہ سے حقیقتاً مقصود یہی ہے کہ امن و امان
قائم ہو تو یہ قبضہ ہرگز یونانی فوجوں کے ذریعے سے نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ اس کے لئے
متحدہ اتحادی افواج کسی عظیم الشان سپہ سالار کے ماتحت مقرر کی جائیں۔

(۲) اگر یہ نہیں تو پھر صلح کانفرنس کو چاہیئے کہ صرف یونانیوں ہی کو قبضہ کرنے
دے۔ مگر پھر اس سے مقصد حفظ امن نہ ہوگا۔ بلکہ اس کے معنی یہ ہوں گے
کہ کانفرنس اس علاقہ کو بالکل یونان کے ماتحت کر دینا چاہتی ہے ایسی حالت میں
یونانی سپہ سالار کو آزادی مل جانا چاہیئے۔ کہ وہ جو چاہے اور جس طرح چاہے
عمل درآمد کرے۔

(۳) اگر یہ ملک یونان سے ملحق کر دیا جائے گا۔ تو یہ حقوق اقوام کی دفعہ کے

[...]یوں کہ شہر سمرنا کے علاوہ تمام ملک میں ترکی آبادی کو غلبہ حاصل ہے سمرنا کے باشندوں [...]انیوں کی آبادی زیادہ ہے۔ لیکن یونانیوں کی تعداد ترکوں سے کم ہے۔ علاوہ [...] خود غیر یونانی مسیحی آبادی بھی یونان سے سمرنا کے الحاق کے خلاف ہے۔

پس کمیشن پر واجب ہے کہ وہ صاف صاف ظاہر کر دے کہ ترکی قومیت کا احساس ہرگز سمرنا کا یونانی ظلم کے نیچے رہنا نہیں قبول کر سکتا۔ بیشک طاقت کے سامنے وہ گردن جھکا دیں گے۔ مگر صرف یونانیوں میں اتنی قوت موجود نہیں ہے۔ لہذا کمیشن تجویز کرتا ہے کہ:۔

(۱) فوراً یونانیوں کو اناطولیہ خالی کر دینا چاہیئے۔ اور ان کی جگہ اتحادی افواج کو لے لینا چاہیئے جن کی تعداد اول الذکر سے بہت کم ہے۔

(۲) اگر یونانی احساس کا پاس ضروری ہی سمجھا جائے اور ان کی فوجوں کی شرکت لازمی خیال کی جائے۔ تو انھیں ضرور بالضرور اندرون ملک میں اس طرح منتشر کر دینا چاہیئے۔ کہ وہ باہم مل جل نہ سکیں۔ اور ترکی قوم پرستوں سے برسر پیکار نہ ہونے پائیں۔

(۳) جب اس ملک پر اتحادیوں کا قبضہ مکمل ہو جائے تو لازم ہے۔ کہ ترکی گورنمنٹ کو بھی ساتھ شریک کر لیا جائے۔ اور اس کو جنڈرمہ کے بنانے کے لئے کہا جائے۔ جو اتحادی افواج کو انتظام قائم کرنے میں مدد دے۔

(۴) جنڈرمہ کی تنظیم کے دوران میں ترکی حکومت سول انتظام بھی کرے آخر میں یہ کہنا بھی ضروری ہے۔ کہ قوم پرستوں نے بارہا یہ اعلان کیا ہے۔ کہ وہ یونان کی مداخلت کی وجہ سے برسر مخالفت ہیں۔ پس اگر یونانی اناطولیہ سے نکل جائیں گے۔ تو ان کے پاس کوئی عذر باقی نہ رہے گا۔ وہ خاموش ہونے پر مجبور ہوں گے۔ قسطنطنیہ کی گورنمنٹ کو اس کا ضائع شدہ اقتدار واپس کر دیں گے۔ اور کوئی موقعہ ان کی موجودہ مسلح لڑائیوں سے فائدہ کا باقی نہ رہے گا۔

علاوہ ازیں اتحادیوں کو ہر قسم کے اعتراضات سننے کے لئے بھی

آمادہ رہنا چاہیئے۔ عام اس سے کہ وہ قسطنطنیہ کی گورنمنٹ کی جانب سے ہوں یا قوم پرستوں کی طرف سے اور انھیں ان کی جوابدہی کے لئے بھی مستعد رہنا چاہئے۔

دستخط { برسٹول (امریکن جنرل) بینو (فرنچ جنرل)
ہیر (برطانوی جنرل) والولیو (اٹالین جنرل)

یونان کی حملہ آوری

پیرس ۲۴۔ جون ۱۹۲۰ء سمرنا کا ایک پیغام مظہر ہے کہ یونانیوں نے قوم پرستوں کے خلاف جارحانہ کارروائی شروع کر دی ہے۔ قوم پرست جو اسکی شہر کے نواح میں فراہم ہوئے تھے بے ترتیبی سے پیچھے دھکیلے گئے۔ اور اسکی شہر پر یونان نے قبضہ کر لیا۔ موخر الذکر شمال کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں۔ ایک یونانی سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ فلاڈلفیا میں ترکی آرمی کور کو یونانی فوج نے محصور کر لیا ہے۔ اور ۸ ہزار ترک قیدی ہاتھ آئے ہیں۔

سمرنا کے یونانی صدر مقام سے یونانی سفارت کو اطلاع دی گئی ہے کہ یونانی ڈویژن نے سلیگی پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور توپوں اور قیدیوں کی ایک تعداد گرفتار کی ہے۔ دشمن نے اسکی شہر پر سخت نقصان اٹھایا۔ اور اب وہ بے ترتیبی سے پیچھے ہٹ رہا ہے۔

لندن ۲۶۔ جون ۱۹۲۰ء۔ اخبار ٹائمز کو ایتھنز سے ایک پیغام بدین مضمون موصول ہوا ہے کہ ایشیائے کوچک میں یونانی کارروائیاں اسکی شہر سے اوسیہ تک پھیل گئی ہیں۔ اور پچاس میل کا محاذ قائم ہو گیا ہے۔ یونانیوں کا نصب العین قریہ حصار معلوم ہوتا ہے جو ایشیائے کوچک کا وسطی ریلوے جنکشن ہے۔

لندن ۲۸۔ جون ۱۹۲۰ء قوم پرستوں کے خلاف یونان کی جارحانہ کارروائی نے مصطفےٰ کمال پاشا کی جارحانہ کارروائی کو جس کے لئے وہ فوجیں جمع کر رہا تھا۔ روک دیا ہے۔

اخبار ٹائمز کو معلوم ہوا ہے کہ یونانی فوجوں نے چناق پر قبضہ کر لیا ہے۔

لندن ۳ جولائی ۱۹۲۰ء ایک یونانی سرکاری اطلاع سے بالک حصار کی تسخیر کے حالات معلوم ہوئے ہیں۔ ان سے پایا جاتا ہے کہ دشمن بے ترتیبی سے بھاگ رہا ہے۔ یہ امید نہیں کی جاتی کہ قوم پرست شمالی محاذ پر کسی قسم کی مزاحمت کر سکیں گے۔ ۲۲ جون کی کارروائیوں کے آغاز سے آج تک یونانی ۲۰ کیلومیٹر پیش قدمی کر گئے ہیں۔ فلاڈلفیا کے محاذ پر دشمن کے ایک دستے نے ہتھیار ڈال دیے ہیں۔

قسطنطنیہ ۴ جولائی ۱۹۲۰ء۔ یونانیوں نے جمعہ کے دن فرانسیسی اور برطانوی جہازوں کی توپوں کی حفاظت میں بندرمہ پر بغیر مزاحمت قبضہ کر لیا۔

سمرنا ۔ ۴ جولائی ۱۹۲۰ء یونانی افواج نے جو بندرمہ پر اتریں جنوب کی طرف کوچ کیا ہے۔ اور وہ یونانی فوج کے پیش قدمی کرنے والے گارد سے بمقام ادرن بکائی جو بالک حصار کے شمال میں ۲۵ میل کے فاصلہ پر ہے ملیں۔ دشمن کی جس فوج کو بالک حصار میں شکست ہوئی تھی۔ اس کے بقیہ حصے بروسہ کی طرف بھاگ گئے۔

لندن ۱۵ جولائی ۱۹۲۰ء۔ سمرنا سے ایک پیغام مظہر ہے کہ ۱۳ جولائی کی یونانی سرکاری اطلاعات کے مطابق ایشیائے کوچک میں کارروائیوں کا خاتمہ ہو گیا ہے۔

یونانی تو اپنی طرف سے کارروائیوں کا خاتمہ کر چکے تھے۔ لیکن قوم پرست ترکوں نے اپنی مکمل تیاری کے بعد انہیں آرام سے نہ بیٹھنے دیا۔

یونانیوں کی پسپائی

لندن ۳ اگست۔ یکم اگست کی ایک یونانی سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ فلاڈلفیا کے علاقے میں دشمن کی بہت سی فوجیں آرمینیا سے جمع ہوئیں۔ اور انہوں نے ایک یونانی فوج پر حملہ کیا۔ جو دن بھر کی مزاحمت کے بعد ۵۰ ہلاک اور ۱۰۰ مجروحوں کا نقصان اٹھا کر پسپا ہونے پر مجبور ہوئی۔ دشمن نے بھی بہت کچھ نقصان اٹھایا۔

اور تعاقب کی کوشش نہ کی۔

ترکوں کی تیاری

لندن ۲۰ ۔ اگست ۔ ایشیائے کوچک میں عنقریب شدید جنگ کا امکان معلوم ہوتی ہے ۔ اخبار ٹائمز کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے ۔ کہ ترک قوم پرستوں نے اپنی بیس بیس ہزار کی دو فوجوں کی اصلاح کر لی ہے ۔ ان میں سے ایک کا کمانڈر جنرل نور الدین پاشا کو کیا گیا ہے ۔ اور دوسری کا علی فواد پاشا جو پہلے بیسویں ترکی آرمی کور کا کمانڈر تھا اور اب بروصہ کی طرف متعین کیا گیا ہے ۔ یونانی حملہ کو روکنے کے لئے فراہم ہو رہے ہیں ۔ اور تازہ پیش قدمی کی غرض سے کثیر بسوں کی فوجیں چنٹدرمہ پر اتار رہے ہیں ۔

یونانی ذرائع کی خبریں

اخبار بمبئی کرانیکل کے نامہ نگار نے لندن سے لکھا تھا ۔ کہ قوم پرستوں کی فوج میں ابھی تک سلسلہ رسل و رسائل قائم نہیں ۔ لہذا اس وقت ایشیائے کوچک کے متعلق یورپ میں جتنی خبریں شائع ہوتی ہیں ۔ وہ یونان کی وساطت سے معلوم ہوتی ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ اتنا یونانی فوجیں دا اس ساحل سے چمٹی رہی ہیں ۔ انہوں نے زیادہ تر شمال اور جنوب کی طرف پیش قدمی کی ہے ۔ مشرق میں ان کی جارحانہ کارروائی سختی سے روک دی گئی ہے ۔ سب سے پہلی خبر جو قوم پرستوں کے طبقہ سے اس جنگ کے متعلق معلوم ہوئی تھی وہ شکاگو ٹریبون کی پیرس کی اشاعت میں شائع کی گئی تھی ۔ اخبار مذکور کے نامہ نگار نے بذریعہ تار اطلاع دی تھی ۔ کہ مصطفےٰ کمال پاشا اپنے ایک مراسلہ میں کہتے ہیں ۔ کہ اناطولیہ میں ان کی افواج کی حالت قوم پرستوں کے حسب دل خواہ ہے ۔ حالانکہ یونان کی سرکاری اطلاعات اس کی مخالفت کرتی ہیں ۔ مصطفےٰ کمال پاشا کا دعوی ہے ۔ کہ انہوں نے تین ہزار قیدی گرفتار کئے ہیں ۔ جن میں دو یونانی جنرل بھی ہیں ۔

ں کے بعد ولایتی اخبارات سے معلوم ہوا کہ قوم پرستوں نے آسکی شہر کی حفاظت
ے لئے اس شہر کے گرداگرد خندقیں کھود دی ہیں۔ اور غازی مصطفیٰ کمال پاشا
ات خود انگورہ سے چل کر میدان جنگ میں پہنچ گئے ہیں۔

ترکوں کی عظیم کامیابی

ولایتی اخبارات کا بیان ہے کہ ایشیائے کوچک میں ترکوں نے یونان کو ہولناک
شکست دی ہے۔ آسکی شہر کی طرف یونانی فوج کا دل بادل روانہ ہوا۔ ترکی
وج نے عصمت بے کی قیادت میں دو دن تک جانبازانہ مقابلہ کیا۔ جس کی
ب نہ لاکر یونانی بھاگ نکلے۔ احرار ترکوں کے رسالے نے فی الفور تعاقب کیا
ور مسلح کرد افواج کے سواروں نے بھی ترکوں کا ساتھ دیا۔ اس جنگ میں کثیر
لمقدار مال غنیمت ترکوں کے ہاتھ آیا۔ اور بہت سی یونانی فوج گرفتار کرلی گئی
ریکن اخبار شاگو ٹریبون کو معلوم ہوا ہے کہ اس لڑائی کے بعد قوم پرست
رکوں نے شہر پر قبضہ کرلیا۔ اور استمد سے بھی یونانی فوجیں ہٹ آئیں۔
رکوں کا قول ہے کہ یونانیوں کے چار ہزار آدمی مارے گئے۔ اور چار ہزار
ین سو زخمی ہوئے۔ معلوم ہوا ہے کہ ترکوں نے یونانیوں کی اس ہزیمت
سے فائدہ اٹھاکر آگے بڑھنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ اور وہ نہایت سرعت
سے مزید حملہ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

اس کے بعد لندن کانفرنس کی وجہ سے جنگی کارروائیاں چند روز
کے لئے رک گئیں۔

یونانیوں کی جارحانہ کارروائی

لندن کانفرنس کے نتیجہ سے مایوس ہوکر یونانیوں نے ایشیائے کوچک
میں پھر جارحانہ کارروائی شروع کردی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں رائٹر کے
جو برقی پیغامات موصول ہوئے وہ تاریخ وار درج ذیل کئے جاتے ہیں۔
لندن ۲۴۔ مارچ ۱۹۲۱ء یونانیوں نے ۲۳۔ مارچ کی صبح کو بروصہ

کے علاقے میں حملہ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ ترک کوہستان ڈوماؤنش پر جمع ہو رہے ہیں۔ اور یہ تعداد کثیر آسکی شہر کی سڑک کی حفاظت کر رہے ہیں۔

ایتھنز ۲۵۔ مارچ ۱۹۲۱ء سمرنا کا ایک سرکاری پیغام مظہر ہے کہ علاقہ اوشاک میں حملہ کر دیا گیا ہے۔ اور یونانیوں نے اوشاک سے تیس ۳۰ کیلومیٹر مشرق کی طرف ایک خطہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ یونانی علاقہ بروصہ میں دریائے کالسو کو عبور کر گئے۔ اور وہاں سے ۲۰ کیلومیٹر مشرق کی جانب جم گئے۔ ہوائی جہازوں کے تجسس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ترک بے ترتیبی سے پسپا ہو رہے ہیں۔

فریقین کے دعوے

لندن ۲۵۔ مارچ ۱۹۲۱ء یونانی پیش قدمی کے متعلق ترک اور یونانی دونوں اپنی اپنی کامیابی کی خبریں شائع کر رہے ہیں۔ قسطنطنیہ کی ایک سرکاری اطلاع سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ترکوں نے ۱۷ ہزار قیدی اور بیس توپیں چھینی ہیں۔ مگر سفارت خانہ یونان اس کی تکذیب کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ یونانی اوشاک اور بروصہ کے محاذوں پر پیش قدمی کر رہے ہیں۔ آخری محاذ پر یونانیوں کی پیش قدمی ۱۲ میل گہری ہے۔

یونانی وزیر جنگ کا اعلان

لندن ۲۴۔ مارچ ۱۹۲۱ء یونانی وزیر جنگ نے جو لندن کانفرنس کی وجہ سے ابھی لندن ہی میں موجود تھا۔ رائٹر کے قائمقام سے دوران ملاقات میں کہا کہ یونان نے ٹرکی کے خلاف جو جارحانہ کارروائی کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ٹرکی تھریس اور سمرنا لینا چاہتا ہے۔ حالاں کہ یونانیوں نے ہر دو مقامات کو جنگ عظیم کے بعد فتح کیا ہے۔ یونانیوں کو معلوم ہے کہ مصطفیٰ کمال پاشا ان کے خلاف بھی تیاریاں کر رہا ہے۔ ہماری فوج مصطفیٰ کمال پاشا کی فوج کا بڑی خوبی سے مقابلہ کر سکتی ہے۔ یونانی وزیر اعظم نے صاف طور پر کہہ دیا ہے کہ یونان کو سمرنا میں اتحادیوں نے جو حقوق دئیے ہیں۔ ان سے وہ کبھی دست بردار

نہیں ہو سکتا۔

برطانیہ نے اس جنگ میں اپنے غیر جانبدار رہنے کا اعلان کر دیا۔

یونانی کامیابی

لندن ۲۸۔ مارچ ۱۹۲۱ء ایتھنز کا ایک تار مظہر ہے کہ غیر سرکاری طور پر کہا جاتا ہے کہ یونانیوں نے افیون قرہ حصار پر قبضہ کر لیا ہے۔ ترکوں نے یہ مقام خالی کر دیا تھا۔ اگر اس کی تصدیق ہو گئی تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ یونانیوں نے ایک اہم مقام حاصل کر لیا ہے۔ جہاں سے انگورہ کی طرف پیش قدمی ہو سکے گی۔

ایتھنز ۲۹۔ مارچ ۱۹۲۱ء ایشیائے کوچک کا یونانی کمانڈر رقم طراز ہے کہ غنیم نے افیون قرہ حصار پر سخت مقابلہ کیا۔ مگر وہ بزک سنگین پسپا کیا گیا۔ اور قونیہ کی طرف دھکیل دیا گیا۔ غنیم کو سخت نقصان جان اٹھانا پڑا۔ یونانیوں نے بے شمار قیدی اور کثیر التعداد سامان حرب چھینا۔

ایتھنز ۲۹۔ مارچ ۱۹۲۱ء افیون قرہ حصار کی تسخیر کی اب سرکاری طور پر تصدیق ہو گئی ہے۔

ترکوں کی فتح عظیم

قسطنطنیہ ۴۔ اپریل ۱۹۲۱ء ترکوں اور یونانیوں کے درمیان اسکی شہر کی شمالی جانب نہایت خوفناک جنگ جاری ہے۔ ترک بیس ہزار کی تعداد میں ہیں۔ ان کے پاس گولی بارود کا سامان اور ۶ انچ کے دہانے کی بڑی توپیں کافی تعداد میں موجود ہیں جن سے وہ غنیم کے حملوں کا ترکی بہ ترکی جواب دے رہے ہیں۔ اس معرکہ میں یونانیوں کے میمنہ کو رک جانا پڑا لیکن اس کے میسرہ نے تین دن کے سرگرم معرکہ کے بعد کو ویستھا کی پہاڑی پر قبضہ کر لیا۔ اور ترکوں کی فوج کو ہٹنے پر مجبور کیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یونانیوں کے اس جنگ میں کئی ہزار آدمی مارے گئے۔

قسطنطنیہ ۴۔ اپریل ۱۹۲۱ء یونانیوں کی پسپائی کی اطلاع مصدقہ ہے۔ یونانی بروصہ والے خط سے پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جس پر انہوں نے

دروں پر حملہ کرنے سے قبل قبضہ کر رکھا تھا۔ یونانیوں کا شدید نقصان جان ہوا ہے وہ سراسیمگی کے ساتھ پسپا ہو رہے ہیں۔ اور ترک ان کا تعاقب کر رہے ہیں۔

شاہ یونان کے بھائی کی ہلاکت

لندن ۴۔ اپریل ۱۹۲۱ء قسطنطنیہ کا ایک تار مظہر ہے کہ ترکوں نے اطلاع دی ہے۔ کہ شاہ قسطنطین کا بھائی شہزادہ انڈریو زخموں کی وجہ سے بروصہ میں فوت ہو گیا ہے۔

یہ شہزادہ چند روز پیشتر میدان جنگ میں آیا تھا۔ مگر زخمی ہو کر ترکوں کے پاس قید ہوا اور مر گیا۔

یونانی پسپائی کی تصدیق

لندن ۵۔ اپریل ۱۹۲۱ء ایک یونانی سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ کہ اسکی شہر کی جنگ اختتام پذیر ہو گئی ہے۔ ہم اس مقام پر واپس آ گئے ہیں جہاں سے ہم نے حملہ شروع کیا تھا۔ ترکوں نے شدید نقصانات کے باعث واپسی کی مزاحمت نہیں کی۔

قسطنطنیہ۔ ۶۔ اپریل ۱۹۲۱ء۔ کہا جاتا ہے کہ یونانی قرہ حصار خالی کر رہے ہیں۔

ایتھنز ۶۔ اپریل ۱۹۲۱ء یونانی وزیر نے کہا ہے۔ کہ اسکی شہر پر چند روز میں پھر حملہ کیا جائے گا۔

لندن ۷۔ اپریل ۲۱ء اخبار ٹائمز کا نامہ نگار سمرنا سے رقمطراز ہے۔ کہ یونانیوں کو اسکی شہر سے اس لئے پسپا ہونا پڑا۔ کہ وہاں ترکوں کی فوج بہت زیادہ تھی۔ یونانیوں کا شدید نقصان ہوا ہے۔ وہاں کی حالت نہایت خطرناک ہے۔ ترک اپنی زبردست فوجیں محاذ پر لا رہے ہیں۔ مصطفےٰ کمال پاشا بہ نفس نفیس اس جنگ میں شامل ہیں۔ اور یونانیوں پر پے در پے حملے ہو رہے ہیں۔

لندن ۶۔ اپریل ۱۹۲۱ء قسطنطنیہ سے اخبار ٹائمز کا نامہ نگار اطلاع
دیتا ہے۔ کہ ترکوں نے آسکی شہر کی شمالی مغربی جانب قبضہ کر لیا ہے۔ تمام
یونانی فوج بدحواسی کے عالم میں پسپا ہو رہی ہے۔ یونانی کوشش کر رہے
ہیں کہ اپنی مزید فوج میدان جنگ میں لائیں۔ لیکن پسپائی جاری ہے۔ اور
مزید کمک اب تک نہیں پہنچی۔

لندن ۹۔ اپریل یونانی سپہ سالار نے ان غیر ملکی افسروں کی شہادت
پیش کی ہے۔ جو پسپائی کے چشم دید گواہ تھے۔ ان لوگوں کا بیان ہے۔ کہ یونانی
فوجیں آسکی شہر سے کامل ترتیب کے ساتھ پسپا ہوئیں۔ ان کی اخلاقی حالت
اور حوصلہ بھی بڑھا ہوا ہے۔

لڑائیوں کی مزید کیفیت

لندن کا مشہور اخبار نیر ایسٹ اپنی ۱۴
اپریل کی اشاعت میں رقمطراز ہے۔ کہ
پچھلے دنوں آسکی شہر کے نزدیک یونانیوں اور کمالیوں کی فوج کے درمیان جو
خونریز معرکہ ہوا ہے۔ اس سے یونانیوں کے چھکے چھوٹ گئے ہیں۔ یونانیوں
نے اس جنگ کو معمولی جنگ تصور کیا تھا۔ وہ یہ خیال کئے بیٹھے تھے۔ کہ ہم
بہت جلد ترکان احرار کی فوجوں کو شکست دے کر ایشیائے کوچک پر تسلط
جما لیں گے مگر ترکوں کے شدید حملوں اور زبردست مدافعت نے یونانیوں
کو پسپا ہونے پر مجبور کیا۔ یونانیوں کی خواہش ہے کہ کسی طرح انگورہ کو مسخر
کر لیں۔ خواہ اس کے لئے کئی ہزار جانیں کیوں نہ ضائع کرنی پڑیں۔ ادھر ترکان
احرار یہ خیال کئے بیٹھے ہیں۔ کہ یونانیوں کو ایشیائے کوچک سے ایسا نکالیں
جیسا مکھن سے بال نکالا جاتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کون فتحمند ہوتا ہے۔
بظاہر ترکوں کا پلہ بھاری ہے۔

ایشیائے کوچک سے جو آخری اطلاع موصول ہوئی ہے۔ اس
سے پایا جاتا ہے۔ کہ آسکی شہر کے نزدیک یونانیوں اور ترکوں میں جو

خوفناک جنگ جاری تھی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یونانیوں کو بدحواسی کے عالم میں شہر خالی کر کے پسپا ہونا پڑا۔ فتح کی بیوی نے مصطفیٰ کمال پاشا کے قدم چومے اور نہایت شان و شوکت سے اسکی شہر میں داخل ہوئے۔ یونانیوں کی پسپائی کا سلسلہ جاری ہے۔ بروصہ میں بہ تعداد کثیر مجروح ہیں۔ یونانیوں کی جو فوج شمالی جانب ترکوں کے مقابلہ میں خندق زن تھی۔ وہ نہایت بے ترتیبی کے ساتھ پیچھے ہٹ رہی ہے۔ ترکی فوجی رسالہ یونانیوں کا تعاقب کر رہا ہے۔

قوم پرستوں کا سرکاری اعلان

ترکان احرار کا ایک نیم سرکاری اعلان مظہر ہے کہ پانچ دن کی خونریز جنگ کے بعد یونانیوں کو شکست فاش ہوئی۔ یہ جنگ نہایت خوفناک طریقے پر جاری رہی ہے۔ چنانچہ اور کراکوئی پر ہماری فوجوں نے دوبارہ قبضہ کر لیا ہے۔ علاوہ بریں ہم نے یونانیوں کے کئی ہزار سپاہی گرفتار کر لئے ہیں۔ ابھی تک یونانیوں کے متعلق مزید کیفیت معلوم نہیں ہوئی۔ البتہ اتنا کہا جا سکتا ہے کہ ان کی فوجوں کی پسپائی کا سلسلہ بدستور جاری ہے یونانیوں میں اب اتنی طاقت نہیں۔ کہ وہ اسکی شہر کو دوبارہ لے سکیں۔ غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ اور عوام سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ فوج میں بھرتی ہو کر غنیم کا مقابلہ کریں۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اگر یونانیوں کو ایک شکست اور ہو گئی۔ تو پھر ایشیائے کوچک میں جنگ کا خاتمہ سمجھنا چاہیے۔ ریوٹر کا ایک برقی پیغام سمرنا سے مظہر ہے کہ اسکی شہر کی جنگ میں یونانیوں کے سات ہزار آدمی مارے گئے۔

(اسلامک نیوز)

ترکوں کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ اسکی شہر کی جنگ جب شروع ہوئے ایک ہفتہ گذر گیا نہایت خونریز ختم ہوئی۔ ترکوں نے یونانی

فوج پر جان گسل حملے شروع کر دیئے۔ جن کی تاب نہ لاکر یونانی پسپا ہو گئے
اس جنگ میں بہت سامان غنیمت اور سامان حرب ہمارے ہاتھ آیا۔
غنیم پسپا ہو رہا ہے۔ اور رستے میں تمام گاؤں کو آگ کی نذر کر رہا ہے۔
(ڈیلی اکسپرس)

یونانی سرگرمی کا از سر نو آغاز

لندن ۲۱۔ اپریل۔ رائٹر کو معلوم ہوا ہے کہ یونانی فوج نے بروصہ کے محاذ پر پھر جارحانہ کارروائی شروع کر دی ہے۔ مگر ۱۴ اپریل سے ترکوں کی زبردست جمعیتیں اوشک کے محاذ پر یونانیوں پر حملے کر رہی ہیں۔ اوشک کے محاذ پر یونانی اپنے مورچوں پر قائم ہیں۔ بعد میں اس خبر کی تصدیق نہیں ہوئی۔

یونانی فوج کی بے بسی

فرانس کے مشہور نیم سرکاری اخبار "طان" نے یونانی فوج کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا۔ کہ جب تک یونانی فوج کو مزید کمک نہ پہنچ جائے وہ ترکوں پر حملہ نہیں کر سکتی۔ تھریس اور مقدونیہ میں بھی یونان کو اپنی افواج میں اضافہ کرنا پڑے گا۔ اگر سمجھ لیا جائے کہ ایشیائے کوچک میں یونانیوں کے کم از کم یہ نقصانات ہیں کہ ان کے سات ہزار سپاہی اور دو سو افسر مارے گئے ہیں تو اس کمی کو پورا کرنے کے لئے مزید فوج درکار ہے۔ آثار و قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یونان کی انتہاہی پر ترکی یونانی جنگ کا خاتمہ ہوگا۔ اور اتحادی حکومتوں کو مداخلت کرنی پڑے گی۔

شہر سقاریہ کے زبردست معرکے

۱۱۔ جولائی کو یونانیوں نے اپنا زبردست حملہ شروع کیا۔ جس میں ایک لاکھ اسی ہزار یونانی سپاہ شریک تھی۔ اس زبردست حملہ آور یونانی سپاہ کے مقابلہ میں ترکی سپاہ کی تعداد صرف ایک لاکھ تھی۔

تھی۔ ترکوں نے جو خط جنگ بنایا تھا۔ وہ صرف مدافعت اور ترکی سپاہ کی حفاظت کے کام کا تھا۔ اس سے ترکوں کا مقصود یہ تھا کہ وہ یونانیوں کو آہستہ آہستہ آگے بڑھنے کا موقع دے کر اپنے ان خطوط پر بحفاظت تمام پہنچ جائیں جو انہوں نے فیصلہ کن معرکہ کے لئے تیار کئے ہیں ممکن ہے کہ اس سے ترکوں کی یہ بھی غرض ہو کہ وہ جنگ کو طول دے کر آخری فتح حاصل کرنے کا موقع بہم پہنچائیں۔

یونانیوں کی پیش قدمی جاری تھی اور ترک برابر انتظام کے ساتھ پیچھے ہٹ رہے تھے۔ اس پیش قدمی اور پسپائی کے سلسلہ میں کوئی زبردست معرکہ وقوع میں نہیں آیا۔ یہاں تک کہ ۱۳۔ جولائی ۱۹۲۱ء کو یونانیوں نے افیون قرہ حصار پر قبضہ کر لیا۔ اور پھر ایک سخت معرکہ کے بعد یونانی ۱۸ جولائی کو کوتاہیہ پر بھی قابض ہو گئے۔ ترکوں کا مقصد ابتدائی خط جنگ پر کسی زبردست معرکہ میں حصہ لینے کا نہ تھا۔ لیکن کوتاہیہ پر انہیں اس غرض سے ایک شدید جنگ کرنی پڑی۔ کہ وہ اپنی سپاہ کو بغیر کسی نقصان کے پیچھے ہٹا سکیں۔ چنانچہ کوتاہیہ پر انہوں نے ایک زبردست مدافعت کی اور یونانی سپاہ کو جنگ میں مشغول رکھ کر اپنی بقیہ سپاہ کو مع سامان حرب اور تمام ضروری اشیا کے ان خطوط جنگ پر لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔ جو انہوں نے فیصلہ کن جنگ کے لئے قرار دئے تھے۔

۲۰ جولائی ۱۹۲۱ء کو یونانی اسکی شہر میں داخل ہوئے۔ اور پھر اس ریلوے لائن کے سامنے جو اسکی شہر سے افیون قرہ حصار کو جاتی ہے یونانی آگے بڑھے اور ۲۹ جولائی کو سید غازی پر پہنچے۔

سید غازی کے سامنے ترکی سپاہ مدافعت کے لئے تیار تھی اور یونانیوں کے پہنچنے سے پہلے حملہ کا مکمل انتظام کر چکی تھی۔ چنانچہ سید غازی پر یونانیوں کے پہنچتے ہی ترکوں نے ان پر ایک سخت حملہ کیا اور

شاریہ جنگ وقوع میں آئی۔ جس میں بارہ ہزار یونانی قتل و گرفتار ہوئے۔ اس جنگ نے یونانیوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ اور ترک نہایت اطمینان کے ساتھ اپنے مضبوط و مستحکم مورچوں پر جو انہوں نے فیصلہ کن جنگ کے لئے نہر سقاریہ پر تیار کئے تھے۔ پہنچ گئے۔

چند روز بعد یونانیوں نے آگے بڑھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ نہر سقاریہ کو عبور کر کے ان مورچوں کے سامنے پہنچ گئے جو ترکوں نے فیصلہ کن معرکے کے لئے قرار دئے تھے۔ اور یونانیوں کے وہاں پہنچتے ہی ترکوں نے ان پر زبردست حملہ شروع کیا اور وہ جنگ شروع ہو گئی جو اناطولیہ کے معرکوں میں سب سے زبردست اور معرکہ آرا جنگ تھی اس جنگ سے فریقین کی امیدیں وابستہ تھیں۔ اور اس معرکہ کے انجام پر طرفین کی کامیابی و ناکامی کا انحصار تھا۔ اگر خدانخواستہ یونانی اس جنگ میں کامیاب ہو جاتے تو انگورہ پر قبضہ کر لینا پھر ان کے لئے کچھ مشکل نہ تھا۔ نہ صرف یہی بلکہ وہ آسانی کے ساتھ ترکوں کی قوت کا بھی خاتمہ کر دیتے اور ترکوں کو ایسی دردناک حالت پر پہنچا دیتے۔ جس کا پھر کوئی علاج نہ تھا اسی طرح ترکوں کی فتح یونانیوں کی امیدوں کا خاتمہ کر دینے والی تھی جس کے بعد وہ اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔

نہر سقاریہ کا عظیم الشان معرکہ ۲۳۔ اگست ۱۹۲۱ء کی صبح کو شروع ہوا۔ فریقین نے اس معرکہ میں اپنے تمام وسائل ساری فوجی طاقت اور جو کچھ حصول کامیابی کے لئے ان کے امکان میں تھا۔ سب سے کام لیا۔ ترک اپنے مرکز پر نہایت مضبوطی سے قائم تھے۔ اور عثمانی سپاہ لوہے کی دیواروں کی مانند یونانیوں کے سامنے کھڑی تھی۔ یونانیوں نے ہر چند کوشش کی اور پوری طاقت سے کام لیا۔ لیکن یہ کیا معلوم

سے زیادہ آگے بڑھنے کا ان کو موقع نہ مل سکا اور یہ پیش قدمی بھی جو بجائے خود بے حقیقت تھی۔ ایک فوجی نقل و حرکت کا نتیجہ تھا۔

معرکہ شدت کے ساتھ جاری تھا۔ فریقین کی فوجیں پوری قوت سے جنگ میں حصہ لے رہی تھیں۔ اور ہر ایک فریق دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش میں تھا۔ لیکن کسی ایک فریق کو بھی اپنی جگہ یا مرکز سے جنبش نہ ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ کئی روز کی مسلسل جنگ اور رات دن کے سخت معرکوں میں شدید یونانی نقصانات نے یونانیوں کی ہمتوں کو پست کر دیا۔ کامیابی سے وہ مایوس ہو گئے۔ اور محسوس کرنے لگے کہ اب ان کا وہ مقصد حاصل ہونا دشوار ہے جس کو وہ اپنا مطمح نظر بنائے ہوئے تھے۔ اور جس کا بار بار ذکر کرکے وہ دنیا کو اپنا ہمنوا بنا رہے تھے۔ یعنی انگورہ پر قبضہ کرنا اور ترکوں کی فوجی قوت کو تباہ کر دینا۔

غرض جب یونانی فوجی افسروں کو جنگ کی حالت دیکھ کر اس کا یقین ہو گیا۔ کہ عثمانی سپاہ پر غلبہ حاصل کرنا اور شہر سقاریہ کے معرکہ میں کامیاب ہونا ناممکن ہے۔ اور اس وقت تک اس مقصد کے حصول میں جو شدید نقصانات برداشت کئے گئے ہیں۔ وہ محض بے کار و عبث ہیں۔ تو انہوں نے جنگ کو ختم کر دیا۔ یہ معرکہ ۲۳۔ اگست ۱۹۲۱ء سے شروع ہو کر ۸ ستمبر ۱۹۲۱ء تک مسلسل ۱۷ دن جاری رہا۔ اور رات دن کے ۲۴ گھنٹوں میں ۱۷ دن تک ایک لمحہ کے لئے بھی جنگ بند نہیں ہوئی۔ ٹائمس کے قول کے مطابق ان شدید معرکوں میں ۱۸۰۰۰ یونانی اور ۱۲۰۰۰ ترک مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ لیکن دوسرے اعداد و شمار سے جو زیادہ قرین صواب ہیں۔ نقصانات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ یعنی ۴۵ ہزار یونانی مقتول و مجروح

اور اسیر ہوئے۔ اور ترکوں نے ان نقصانات کے مقابلہ میں خفیف نقصانات اٹھا کر سقاریہ کے زبردست معرکہ میں یونانیوں پر شاندار فتح حاصل کی۔ معرکہ سقاریہ کے ختم ہونے اور قوم پرور ترکوں کے شاندار فتح حاصل کرنے کے بعد یونانیوں کا اپنے خطوط جنگ پر ٹھہرنا ناممکن ہوگیا۔ اور وہ پوری تیزی سے واپس ہونے لگے۔ ترکوں نے یونانیوں کی پسپائی سے معقول فائدہ اٹھایا۔ اور ترکی سپاہ نے جنرل نورالدین پاشا۔ جنرل عصمت پاشا۔ جنرل حلمی پاشا اور کاظم پاشا وغیرہ کی رہنمائی میں چاروں طرف سے یونانیوں کو گھیرنا اور ان پر حملہ کرنا شروع کیا۔ یونانی اس تازہ مصیبت سے گھبرا گئے۔ اور نہایت ہی پریشانی کی حالت میں ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ یہاں تک کہ ۱۹ ستمبر کو ترکوں نے سیوری حصار پر قبضہ کرلیا۔

تسخیر انگورہ کی خبر

یونان اور ترکان احرار کے درمیان جنگ کا سلسلہ بہت دنوں سے جاری تھا۔ اور عام حالت یہ تھی کہ ترک مصلحتہ برابر پسپا ہو رہے تھے۔ اور یونانی فاتحانہ جوش میں اندھا دھند آگے بڑھتے چلے جاتے تھے۔ آخر انہوں نے ستمبر کے پہلے ہفتے میں تسخیر انگورہ کی غلط خبر بدیں الفاظ دنیا میں مشتہر کر ہی دی۔

سمرنا ۶۔ ستمبر ۱۹۲۱ء بیان کیا جاتا ہے کہ یونانیوں نے دس دن کی متواتر جنگ کے بعد انگورہ کو فتح کرلیا ہے۔ اور فریقین کو سخت نقصانات اٹھانے پڑے ہیں۔ یونانیوں کی نسبت ترکوں کی تعداد کم تھی۔ تاہم انہوں نے آخر وقت تک سختی سے مقابلہ کیا۔ اور تسخیر شدہ مقامات سے یونانیوں کو باہر دھکیلنے کی انتھک کوشش کی۔ بہت دیر تک دست بدست جنگ ہوتی رہی۔

مسلمانوں پر اس خبر کا اثر

یونانی خبر رسانوں نے یہ خبر کچھ ایسے الفاظ میں گھڑ کر بھیجی تھی کہ لوگوں

کو ایک حد تک اس کی صداقت کا یقین ہو گیا تھا۔ کیوں کہ اس میں نہایت ہوشیاری سے یہ الفاظ بھی داخل کر دیے گئے تھے۔ کہ ترکوں کی تعداد یونانیوں سے کم تھی۔ اور انہوں نے حتی الوسع دشمن کا سختی سے مقابلہ کیا اور اسے پیچھے ہٹانے میں پوری کوشش صرف کر دی۔ اس خبر نے تمام دنیائے اسلام پر بہت برا اثر ڈالا تھا۔ ہندوستان میں ہر مسلمان نے اسے خاص طور پر محسوس کیا تھا۔ اور تھوڑی دیر کے لئے یہ سمجھ لیا تھا کہ ایک آزاد اور خود مختار سلطنت کی حیثیت میں ٹرکی کا بحال و برقرار رہنا مشکل ہے۔ ابھی ہندوستان میں اس خبر کے متعلق اظہار رائے ہی ہو رہا تھا کہ لندن سے اس مضمون کا تار موصول ہوا۔

لندن ۸ ستمبر ۱۹۲۱ء۔ انگورہ کے مسخر ہو جانے کی خبر ابھی تک تصدیق طلب ہے۔ رائٹر کا نامہ نگار مقیم اتھنز اپنے برقی پیغام مورخہ ۵ ستمبر ۲۱ء میں اطلاع دیتا ہے۔ کہ یونانی افواج کا دستہ ہراول متفرق لڑائیوں میں مشغول ہے۔ اور یونانی ہوائی جہازوں نے انگورا ریلوے سٹیشن پر بم گرائے ہیں۔

لندن ۹ ستمبر ۱۹۲۱ء۔ تسخیر انگورہ کی تصدیق طلب خبر قطعاً بے بنیاد ہے۔ لندن میں جو تازہ ترین اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے پایا جاتا ہے کہ یونانیوں نے دریائے سقاریہ کے مشرق کی طرف جو حملہ کیا تھا۔ وہ بالکل رک گیا ہے۔ گذشتہ چار روز سے شدید جنگ جاری ہے۔ اور آثار و قرائن سے پایا جاتا ہے کہ یونانی پسپا ہو رہے ہیں۔ یونانی افواج ابھی تک انگورہ سے چالیس میل جنوب مغرب کی طرف ہیں۔

فریقین تھک گئے

سمرنا ۱۱ ستمبر ۱۹۲۱ء۔ تازہ ترین سرگرم جنگ کے باعث فریقین تھک گئے ہیں۔ اور سردست لڑائی ملتوی کر دی گئی ہے۔ اخبار ٹائمز کے نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ نے اطلاع دی ہے۔ کہ انگورہ پر حملہ کرنے کے بعد اب یونانی مغرب کی طرف ہٹ رہے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جنگ میں یونانیوں کے ۱۸ ہزار اور ترکوں کے

۱۴۱ ہزار سپاہی کام آئے۔ اسی اخبار کے نامہ نگار متعینہ سمرنا نے اطلاع دی کہ یونانی گورڈیس کی چوٹی پر شرق کی طرف اہم مقامات پر قبضہ کرکے اب انگورہ کی طرف مزید پیش قدمی کر رہے ہیں۔ مگر انہیں سخت نقصان اٹھا کر پیچھے ہٹنا پڑا ہے۔ غازی مصطفٰے کمال پاشا سخت مدافعت کر رہے ہیں۔

یونان کی ذلت آفریں شکست

لندن ۱۵ ستمبر ۱۹۲۱ء۔ ڈیلی ایکسپریس کے نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ کا ایک برقی پیغام جو یونانی سنسر کی قطع و برید سے محفوظ رکھنے کے لئے بذریعہ جہاز لندن بھیجا گیا تھا۔ مظہر ہے کہ ایشیائے کوچک میں تازہ ترین جنگ کا نتیجہ اہل یونان کے حق میں یقینی تباہی کا باعث ہوا ہے۔ چونکہ ترکان احرار کا سامان باربرداری اعلیٰ نہ تھا۔ اس لئے انہوں نے حالات کو کافی فوائد حاصل نہ کئے۔

قسطنطنیہ میں ۱۴ ستمبر کو غازی مصطفٰے کمال پاشا کی فتح و نصرت کے لئے دعا مانگی گئی۔ تمام مساجد مسلمانوں سے بھری ہوئی تھیں اور بہت سی خواتین بھی دعا میں شامل تھیں۔ اسی اثنا میں ترکان احرار کی فتح و نصرت کی خبر بھی موصول ہو گئی۔ اس لئے نماز شکرانہ بھی ادا کی گئی۔

انگور کھٹے ہیں

لندن ۱۶ ستمبر ۱۹۲۲ء سفیر یونان مقیم لندن نے ایک ملاقات کے دوران میں بیان کیا کہ ترکان احرار نے حال ہی میں ایک زبردست حملہ کیا۔ مگر وہ یا تو پسپا کیا گیا۔ یا ترکوں کو کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ مگر یہ ظاہر ہے۔ کہ ترکوں نے یونانیوں کے سلسلہ آمد و رفت کی صف کے ایک حصے کو تباہ کر دیا ہے۔ مگر یونانی دوبارہ تیار ہو رہے ہیں اگرچہ تاخیر کا اندیشہ ہے۔ یونانی سفیر کا بیان ہے کہ یونانی از سر نو تیاریاں کر رہے ہیں۔ یونانیوں کا مقصد انگورہ نہیں ہے بلکہ ان کی خواہش ہے۔ کہ ترکی افواج تباہ کر دی جائیں۔

لندن ۱۵ ستمبر ۱۹۲۱ء ایک تازہ ترین اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ

اناطولیہ میں یونانیوں کو حقیقی نہیں بلکہ اخلاقی شکست ہوئی ہے یہ یقین نہیں ہوسکتا کہ ترکان احرار کسی وسیع پیمانے پر جارحانہ کارروائی کریں گے۔ قسطنطنیہ کے خطہ کو کسی قسم کا خوف نہیں ہے۔ مصالحت کا تذکرہ قبل از وقت ہے۔ اس کے برعکس قسطنطنیہ سے بار بار یہی خبریں آ رہی ہیں کہ یونانی افواج اسکی شہر اور کوتاہیہ کے خط کی طرف پسپا ہو رہی ہیں۔

لندن ۲۰۔ ستمبر ۱۹۲۱ء ایشیائے کوچک کی اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ باربرداری کی مشکلات اور محاذ کی وسعت کے باعث یونانی افواج بغیر شدید نقصانات کے دریائے سقاریہ کے مغرب کی طرف پسپا ہو گئی ہیں۔

یونانیوں نے تسلیم کیا ہے کہ ان کے بیس ہزار سپاہی مارے گئے ہیں۔ جن میں سے دو تہائی صرف ماہ ستمبر ہی میں کام آئے۔ ترکان احرار کے نقصانات کا اندازہ ناممکن ہے۔ غالباً یونانی اسکی شہر کی طرف پسپا ہوں گے۔ اور کوشش کریں گے کہ سیوری حصار پر قبضہ رکھیں۔ یونانی افواج کے افسر اس امر کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ یونانی پسپائی کی وجہ سیاسی ہیں۔ اور ان کا بیان ہے کہ یورپ کی بعض طاقتیں ترکان احرار کو کثرت سے گولہ بارود اور دیگر سامان بھیج رہی ہیں آثار و قرائن سے پایا جاتا ہے کہ فریقین آخر کار انجمن الاقوام سے اپیل کریں گے۔

وزیر اعظم یونان کی آشفتہ بیانی

لندن ۲۵۔ ستمبر ۱۹۲۱ء۔ ترکان احرار صلح کے معاملہ پر غور کر رہے ہیں۔ مگر مصطفےٰ کمال کے اعلان سے پایا جاتا ہے۔ کہ ترک اسکی شہر کے سامنے عظیم الشان جنگ کا انتظام کر رہے ہیں۔ یونانی وزیر اعظم موسیو گونریس اخبار نویسوں کو بتا رہا ہے۔ کہ یونانیوں نے دریائے سقاریہ پر فتح یابی حاصل کرنے کے بعد انگورا کی مہم کو کیوں چھوڑ دیا۔ وزیر اعظم نے بیان کیا کہ یونانی مقاصد حاصل ہو چکے ہیں۔ کیونکہ دشمن معینہ حدود سے بہت دور

پھینک دیا گیا ہے۔ اور اس کی آمد ورفت کے تمام ذرائع تباہ کر دیئے گئے ہیں۔ اور اب دشمن کا خطرناک حملہ اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو گیا ہے۔ وزیر یونان نے یہ بھی کہا کہ انگورہ کی طرف پیش قدمی کرنا مفید تھا۔ مگر دشمن کی سخت مزاحمت کے باعث تاخیر ہو گئی اور موسم سرما کی آمد کی وجہ سے حاصل شدہ فوائد قربانیوں کی قیمت کے برابر ثابت نہ ہوئے۔ یونانی افواج اب اس خط پر قائم ہیں۔ جو ایشیائے کوچک میں قبضہ رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ اس وقت جو علاقہ یونانیوں کے قبضہ میں ہے اس میں لیڈا اور یلوی کا بہت سا حصہ شامل ہے۔ اب اہل یونان اس مقبوضہ علاقے کے انتظام میں مصروف ہو جائیں گے۔ تاکہ نہایت تھوڑے خرچ اور قربانیوں سے وہاں امن قائم رکھ سکیں۔

شاہ قسطنطین کی شیخی

ایتھنز ۲۹ ستمبر ۱۹۲۱ء۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ بروصہ سے رخصت ہوتے وقت شاہ قسطنطین نے افواج کے نام ایک اعلان میں ظاہر کیا۔ کہ یونانی افواج نے یونان کی شجاعانہ روایات کو قائم رکھا ہے۔ اور دشمن کو ایک سخت چوٹ لگائی ہے۔ شاہ قسطنطین نے یہ بھی کہا کہ انہوں نے یونانی سپاہیوں کو یہ کہتے سنا کہ "انگورہ کی طرف" مگر شاہ یونان نہیں چاہتے کہ مزید کارروائی جاری رہے۔ کیوں کہ جو کچھ ہو چکا ہے۔ وہ ضروریات کے لئے کافی ہے۔ شاہ قسطنطین نے امید ظاہر کی کہ یونانی افواج فتح شدہ علاقے پر قبضہ رکھیں گی۔ اور جس شان وشوکت کا اظہار کیا گیا ہے اسے ضائع نہ ہونے دیں گی۔

رائیٹر کے نامہ نگاروں کا بیان

سمرنا ۲۸ ستمبر ۱۹۲۱ء۔ رائیٹر کا نامہ نگار مقیم سمرنا جنگ اناطولیہ کے حالات ماہ اگست پر تبصرہ کرتا ہوا رقمطراز ہے کہ اب یہ امر صاف طور پر عیاں ہے۔ کہ یونانیوں کو اناطولیہ میں شکست فاش ہوئی ہے۔ اور انہیں سخت

نقصانات اٹھانے پڑے ہیں۔ دریائے سقاریہ کو عبور کرتے وقت یونانیوں
کا دہنا بازو بہت پھیلا ہوا تھا۔ اور ترکوں نے حملہ کر کے ان کے دو ڈویژنوں
کو نہایت بے ترتیبی سے پسپا کیا۔ ان میں یونانیوں کا توپ خانہ بھی شامل تھا
ترکان احرار کی دوسری صف نے یونانیوں کو روک دیا۔ اور ترکی علاوہ بہت
زیادہ ملکی افواج کی مدد سے تھکے ہوئے یونانیوں کے خلاف کامیاب ہو گیا۔
آخرکار یونانیوں کے جنرل سٹاف نے فوری فیصلہ کیا۔ کہ دریائے سقاریہ
سے ہٹ جانا چاہیے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ اس خونریز جنگ میں یونانیوں
کے کئی ہزار سپاہی مارے گئے ہیں۔ ترکوں کے نقصانات بھی کافی تھے۔

یونانیوں کی طرف سے صلح کی درخواست

لندن ۲۳ ستمبر ۱۹۲۱ء ڈیلی نیوز کو نہایت
ہی معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ یونانیوں نے غازی مصطفیٰ کمال پاشا
سے صلح کی درخواست کی ہے۔ مگر معلوم ہوا ہے۔ کہ غازی موصوف نے
جواب دیا ہے کہ وہ براہ راست یونانی نمائندوں کے ساتھ صلح کی گفت
و شنید نہیں کر سکتے یقین کیا جاتا ہے کہ شاہ قسطنطین غیر ملکی سیاست دانوں
کی مدد طلب کریں گے۔ یونان کی حالت کا صحیح اندازہ وہاں کی مالی حالت
سے ہو سکتا ہے۔ جو روز بروز خراب تر ہو رہی ہے۔

ایک فرانسیسی بیان

پیرس ۲۲ ستمبر۔ ایک حقیقت ہے جو زیادہ
دیر تک پوشیدہ نہیں رکھی جا سکتی۔ کہ کئی مہینوں
کی مکمل تیاریوں کے باوجود یونانیوں کی جارحانہ کارروائیاں بالکل ناکام
ثابت ہوئیں۔ اور ۷ ستمبر کو ترکی کی منتشر فوج کو معلوم ہوا ہے کہ بہت
سے مقامات سے یونانی واپس جا رہے ہیں۔ یونانی دریائے سقاریہ
عبور کر کے انگورہ سے تیس میل کے قریب تک آ گئے تھے۔ لیکن
ترکوں کی مزاحمت کی وجہ سے ہر قدم پر ان کو سخت نقصان اٹھانا پڑا

اور جب ۱۰ - اکتوبر کو ترکوں نے فیصلہ کن جوابی حملہ کیا تو وہ تاب نہ لا سکے۔
اور ان کو ہر ایک مقام سے واپس ہونا پڑا۔ کئی روز جنگ ہونے کے بعد
عصمت پاشا نے اپنے پندرہ ڈویژنوں کو جن میں دو رسالے تھے متحرک
کیا۔ ہیپولیس (یونانی جنرل) نے پیالک کیوپرو کے پل کو اپنے قبضہ میں
رکھنے کے واسطے جوابی حملہ کیا۔ لیکن ترکوں کی توپیں فوج نے یونانیوں
کے قدم اکھیڑ دیئے۔ یونان کے بہت سے سپاہی میدان جنگ
میں مقتول ہوئے۔ بہت زیادہ مال غنیمت بشمول دو ٹینکوں۔ بہت
سی بندوقوں اور ہر قسم کے سامان جنگ کے ترکوں کے ہاتھ آیا۔
ترکوں نے چھبر دریائے سقاریہ کو عبور کیا۔ اور دریا پر پل تعمیر کرا رہے
ہیں۔ اور اس کام میں کشتیوں کو جو یونانی چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ استعمال
کر رہے ہیں۔ مقامات لوائی لابک دیو پرو اسپور سے حصار۔ تاچاہالی
عزیزی۔ مہالسجک پر ترکوں کے قبضہ ہو جانے کی اطلاع سرکاری طور
پر موصول ہوئی ہے۔ ترک اپنی مشہور فوجیں بولیس بلیڈ جک اور
افیون قرہ حصار کے علاقہ جات میں چھوڑ گئے ہیں۔ اب ان فوجوں کے
حملہ کی وجہ سے یونانیوں کو واپس ہونے میں بہت دقت ہو رہی ہے۔
کوڈجالی اور جزیرہ نما کے اسمارے ترکی فوجیں اسکی شہر کی جانب
جا رہی ہیں۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ بہت جلد شہر پر قبضہ کریں
گی۔ یونانی جنرل اسٹاف نے عرصے کوئی مراسلت شائع نہیں
کی ہے۔ اور یونانی اخبارات سختی سے اپنے شکست کی خبر چھپانے
کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔
اور چونکہ ترکوں نے انگورا سے سب چیزیں ہٹا دی ہیں اس لئے
شہر پر قبضہ کرنا محض بے سود ہوتا۔ یونانیوں کا بیان ہے کہ ان کے
جنگ کا مقصد محض ترکی مال پر قبضہ کرنا اور ان کی سپاہ کو تباہ کرنا تھا۔

بہرکیف یونانی سکوں کی قیمت میں کمی ہوتی جا رہی ہے۔ اور ترکوں کے سکہ کا رواج ترقی کرتا جا رہا ہے۔ حال میں جو خبر یونانی ذرائع سے موصول ہوئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنرل اسٹاف نے اپنے خطِ محاذ کو مختصر کرنا مناسب سمجھا۔ اس لئے یونانی فوجیں بلا کسی دقت کے واپس ہو گئیں۔ اور ترک اس کو یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ یونانی اس قدر تیزی سے بھاگ رہے ہیں۔ کہ ترکی فوجیں ان کا تعاقب نہیں کر سکتی ہیں۔ اور مزید برآں جلدی کی وجہ سے یونانی سپاہی رائفل۔ کارتوس سامان جنگ۔ گلہ اور توپیں وغیرہ میدان میں چھوڑ کر بھاگے جا رہے ہیں۔

سمرنا کا ایک برقی پیغام مورخہ ۸۔ اکتوبر مظہر ہے۔ کہ شہر کی سڑکیں مجروحین سے کھچری ہوئی ہیں۔ اور چار ہزار آدمی جو حال ہی کی لڑائیوں میں زخمی ہوئے ہیں۔ یہاں سے یونان بھیجے گئے ہیں۔ یونان ہر طرح سے دوسری سلطنتوں کے مداخلت کی کوشش کر رہا ہے۔ اور انگلستان کے اخبارات یہ خبر مشتہر کر رہے ہیں۔ کہ پیروان مصطفےٰ کمال پاشا اتحادیوں کی مداخلت کے خواہشمند ہیں۔ یہ خبر قطعی غلط ہے۔ یونانیوں کے لئے یہ ضرور مفید ہو سکتا ہے۔ کہ وہ ایک مرتبہ پھر سیاسی چالوں اور انگریزوں کی مدد سے ترکوں کو اپنی فتحیابی سے باز رکھیں۔ لیکن ترک ایک ایسی فتحمندی کے فوائد کو جس کے واسطے انہوں نے اس قدر نقصان اٹھایا ہے۔ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔

ترکی اخبارات کی تصریحات

بنزستاریہ پر اگست اور ستمبر میں جو زبردست معرکہ ہوا ہے۔ وہ فوجی نقطہ نظر سے دو دور پر منقسم ہے۔ پہلا دور ۲۳۔ اگست ۱۹۲۱ء سے ۳۱۔ اگست تک قائم رہا۔ دوسرا دور یکم ستمبر سے ۸ ستمبر تک رہا۔

پچھلے دو میں ترکی خط جنگ نہر سقاریہ کے مشرقی کنارہ پر ہلال کی شکل میں تھا جس کا شمالی حصہ جنوبی حصہ سے کسی قدر طویل تھا۔ مصطفیٰ کمال پاشا کا خیال تھا کہ یونانی شمال پر حملہ آور ہوں گے۔ اسی لئے انہوں نے ہلالی خط جنگ کے شمالی حصہ کو کسی قدر بڑا رکھا تھا۔ لیکن یونانیوں نے اس خیال کے برخلاف جنوبی حصہ پر پورا زور ڈال دیا۔ اور وہ دستوں کی زبردست فوجی طاقت سے وہ حملہ آور ہوئے ۔ جن میں سے دو دستے ترکی سپاہ کے میمنہ پر دو قلب پر اور کا تیسرا جنوب کی سمت میں حملہ آور ہوئے۔

یونانیوں کا مقصد اس سے یہ تھا کہ وہ ترکوں کو گھیر لیں۔ مصطفیٰ کمال پاشا نے یونانیوں کے ارادوں کو سمجھا اپنی سپاہ کو بتدریج پیچھے ہٹایا اور پھر سپاہ کو یونانی طریقہ پر تقسیم کر کے پوری قوت سے مدافعت کی۔ اور یونانیوں کو پیچھے ہٹانا شروع کیا۔

۱۰ اگست کو یونانی ترکوں کے اس خط مدافعت تک پہنچ گئے تھے۔ جو قوس کی صورت میں مقام "افلی قیقلی" ایک گاؤں جو انگورہ سے ۲۸ میل کے فاصلہ پر جنوب مغرب میں واقع ہے سے شروع ہو کر شمال میں ہوتا ہوا سیجاند تک چلا گیا تھا۔ اور پھر جلطاغ کے پہاڑوں کو قطع کر کے پولطلی کے مغرب میں ریلوے لائن تک وسعت پذیر تھا۔ یونانیوں کی پیش قدمی جنوب مغرب کی سمت میں تھی۔ اور وہ شمال مشرق میں بھی تیزی سے بڑھ رہے تھے۔

۳۱۔ اگست سنہ ۲۱ء تک یونانیوں کی پیش قدمی نہایت شاندار اور اچھی حالت میں تھی۔ لیکن دوسرے دن صبح کو ترکوں نے اس پر سخت حملہ کیا۔ اور ان سے جلطاغ کے اہم مواقع کو چھین کر پیچھے ہٹا دیا۔ اسی طرح مشرقی میدان کو بھی ان سے خالی کرا لیا۔ اس معرکہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ جلطاغ کا پہاڑ دو حصوں میں منقسم ہو گیا۔ نصف مشرق پر ترک قابض تھے۔

اور نصف مغربی یونانیوں کے قبضہ میں تھے۔

۲۰ ستمبر کو یونانیوں نے پھر پیش قدمی شروع کی اور "ارتیز طاغ" کے پہاڑ تک جو مقامات "افلی فیتلی" اور صیحانہ کے درمیان واقع ہے پہنچ گئے۔

۲۔ ستمبر کو ترکوں نے ان پر حملہ کر کے پھر میسرہ اور قلب کو پیچھے ہٹا دیا۔ ۴۔ ستمبر کو یونانیوں نے پھر پیش قدمی شروع کی اور ان کا بیڑہ آگے بڑھ کر باس کوی کے محلوں یا مابندیوں تک اور میمنہ "افلی فیتلی" تک پہنچ گیا۔ لیکن قلب نے کچھ زیادہ پیش قدمی نہ کی۔

ترکوں نے یونانیوں کو تلواروں پر رکھ لیا

مصطفےٰ کمال پاشا ۴۔ ستمبر کو فوج کی کمان خود کر رہے تھے۔ یونانیوں کو آگے بڑھتا دیکھکر انھوں نے پوری قوت سے حملہ کیا۔ اور ترکی سپاہ نے یونانیوں کو سنگینوں اور تلواروں پر رکھ لیا۔ اس معرکہ میں ترکی سپاہ نے جس قدر پھرتی شجاعت اور غیرت سے کام لیا تھا۔ وہ یادگار زمانہ ہے اور یونانی عمر بھر اس مصیبت کو یاد رکھیں گے۔ جو انہیں اس معرکہ میں ترک شجاعوں کے ہاتھوں اٹھانی پڑی۔ اس معرکہ کی نسبت یورپ کے تمام وقائع نگاروں کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ مصطفےٰ کمال پاشا نے مدافعت کے فرض کو اس خوبی سے انجام دیا کہ دوسرا کوئی شخص ادا نہیں کر سکتا تھا۔ ٹائمز کے وقائع نگار نے لکھا ہے کہ یونانی فوجی افسر کمال پاشا کی بے مثل مدافعت اور شاندار مقابلہ کی تعریف کرتے ہیں۔ اور اس کا بھی وہ اقرار کرتے ہیں کہ یونانی سپاہ کو اس معرکہ میں سخت مصائب اٹھانے اور نہایت شدید نقصانات برداشت کرنے پڑے۔ معرکۂ سقاریہ کے دوسرے دور کا آغاز اسی حملہ سے ہوا۔ یہ حملہ اناطولیہ کی جنگ میں سب سے زبردست تھا۔ اور ترکوں نے اس معرکہ میں اپنی مشہور شجاعت و بسالت کو پھر ایک دفعہ ثبوت کے طور پیش کیا تھا۔"

یہ معرکہ ۴۔ ستمبر سے شروع ہو کر ۸۔ ستمبر تک مسلسل جاری رہا۔ اور ان ایام میں رات دن برابر سخت جنگ جاری رہی۔ یہاں تک کہ فریقین نے ایک منٹ کو بھی جنگ نہیں روکی۔ ۵۔ ستمبر کو یونانیوں نے اپنی قوت کو کمزور پا کر خطہ جنگ کے دونوں پہلوؤں کو طاقتور رکھنے کے لیے مزید احتیاطی فوج طلب کی۔ اور جنگ کو شدت کے ساتھ جاری رکھا۔

دست بدست جنگ میں یونانیوں کو شکست

۷۔ ستمبر کو جنگ شدت کے ساتھ جاری تھی۔ اور قریب تھا کہ ترکی سپاہ کا حوصلہ ٹوٹ جائے۔ اور وہ جنگ کو روک کر پیچھے ہٹ جائے۔ کہ مصطفےٰ کمال پاشا اور عصمت پاشا میدان جنگ میں داخل ہوئے۔ اور سامان جنگ کو اختتام کے قریب پا کر انہوں نے سپاہ میں جوش شجاعت پیدا کیا۔ اور دست بدست جنگ کی طرح ڈالی۔ اور ترک سپاہ جوش میں بھر کر تلواروں نیزوں اور آبدار خنجروں کو لے کر آگے بڑھی۔ اور یونانیوں پر جا پڑی۔ یہ دست بدست جنگ اتنی سخت تھی۔ کہ یونانیوں کے حواس باختہ ہو گئے۔ اور تھوڑی ہی دیر میں ان کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ آخر یونانی سراسیمہ ہو کر بھاگے اور میدان ترکوں کے ہاتھ آیا۔

اس پانچ روزہ مسلسل اور سخت جنگ نے فریقین کو تھکا کر چور کر دیا تھا۔ اس لئے یونانیوں کی پسپائی کے بعد جنگ فوراً ختم ہو گئی اور فریقین کی سپاہ نے آرام لینے کے لیے جسم سے ہتھیار کھول دئے۔

تازہ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ یونانیوں نے اس معرکہ میں اپنی ساری طاقت کو جمع کیا تھا۔ جس کا ثبوت اس سے ملتا ہے۔ کہ ان کی سپاہ کے دو دستے تھریس میں مقیم تھے۔ اس نے ان دستوں کو روڈوستو کی بندرگاہ سے سمرنا طلب کر کے میدان جنگ میں بھیج دیا تھا۔ لیکن

جس غرض سے اس نے ان دستوں کو طلب کیا تھا۔ اس میں اُسے کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ اور آخر کار یونان سخت نقصان اٹھا کر میدان جنگ سے ہٹ آنے پر مجبور ہو گیا۔ اور یہ معرکہ ختم ہو گیا۔

۲۰ ہزار یونانی مارے گئے

گذشتہ دو روز میں جو خبریں موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سقاریہ کے معرکہ میں ۲۰ ہزار یونانی مارے گئے ہیں۔ یونانی سپاہ کا یہ نقصان بلاشبہ سخت نقصان ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اس معرکہ میں جو ۴ ستمبر سے شروع ہو کر ۸ ستمبر تک جاری رہا۔ یونانیوں کی چوتھائی سپاہ ترکوں نے تباہ و غارت کر دی۔ ممکن ہے یونانی نقصانات کی یہ تعداد مبالغہ سے خالی نہ ہو لیکن یہ فرض کر لینے کے بعد کہ اس تعداد میں مبالغہ ہے۔ تب بھی نقصان کی تعداد بیس ہزار سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ اور اتنا نقصان بھی ناقابل برداشت نقصان ہے۔

یونان چوں کہ اس محاربہ میں حملہ آور تھا۔ اس نے اس کو زیادہ نقصانات برداشت کرنا پڑے کیوں کہ فریق حملہ آور ہمیشہ فریق مدافع سے زیادہ نقصان ... برداشت کرتا ہے۔ بہر حال ان شدید نقصانات کے بعد یونانیوں نے جنگ کو ملتوی کر دیا ہے۔ اور اب وہ اس کمی کو پورا کرنے میں مشغول ہیں۔ جو اس نقصان سے سپاہ میں پیدا ہو گئی ہے۔ ممکن ہے کچھ عرصہ بعد یونانی پھر حملہ شروع کریں۔

معرکہ سقاریہ میں کامل فتح حاصل کرنے کے بعد خیال تھا کہ ترکوں کی آئندہ جنگ کے متعلق کوئی اطلاع وصول ہو گی۔ لیکن اس وقت تک اس قسم کی کوئی اطلاع نہیں ملی۔ کہ مصطفےٰ کمال پاشا کیا کرنا چاہتے ہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب یونانی انگورہ کی طرف بڑھنے کے بجائے ان مقامات پر جم جائیں گے جن پر انہوں نے ابتدا میں قبضہ کیا تھا۔ لیکن

ترکوں کو بھی فیصلہ کن جنگ کے لئے کہیں کوئی موقع تلاش کرنا پڑے گا۔
ترکوں کی موجودہ جد و جہد سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یونانیوں کو اسی حالت میں منتشر رکھ کر موسم سرما کا انتظار کریں گے۔ تاکہ موسم سرما میں یونانیوں کی کوششوں اور قربانیوں کو آسانی سے تباہ کیا جا سکے۔

ترکی شجاعت کے حیرت انگیز نمونے

جنگ اناطولیہ کے ان معرکوں میں جن کا مختصر تذکرہ ہم اوپر کر آئے ہیں قوم پرور ترکوں نے جس شجاعت و بسالت سے کام لیا ہے اس کے دیکھتے ہوئے گذشتہ نامور فاتحوں اور بہادر و جاں باز لوگوں کے واقعات زندگی یاد آجاتے ہیں۔ اور یہ کہنا پڑتا ہے کہ دنیا بہادروں سے اب بھی خالی نہیں ہے۔ اور ترکی نسل اپنے آبا و اجداد کی سچی جانشین ہے۔

ان معرکوں میں چند ایسے واقعات وقوع میں آئے ہیں جن کا ذکر ترکوں کی شجاعت و جانبازی کے سلسلہ میں اس جگہ ضروری ہے۔ اور وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) افیون قرہ حصار سے جس وقت ترکی سپاہ پیچھے ہٹ رہی تھی اس وقت ترکی سپاہ کا ایک دستہ جو نجم الدین بک کی ماتحتی میں تھا ترکی سپاہ سے جدا ہو کر یونانیوں میں گھر گیا۔ ترکی دستہ کے پاس صرف پانچ توپیں تھیں۔ اور یونانیوں کی طاقت اس سے چار گنی بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ تھی۔ یونانیوں نے چاروں طرف سے گھیر کر اس پر حملہ کیا تھا۔ ترکوں نے باوجود ہر طرف سے گھرے ہونے کے اپنے کو یونانیوں کے حوالہ نہیں کیا۔ بلکہ نجم الدین بک نے دستہ کے دو حصے کر کے یونانیوں پر آگے اور پیچھے دونوں طرف سے سخت حملہ کیا۔ آخر بارہ مرتبہ سخت حملوں کے بعد ترکوں نے یونانی جمعیت کو پریشان کر دیا۔ اور ایک جانب سے ان کے احاطے کو توڑ کر صحیح و سالم نکل گئے۔ اور پھر اپنی قوت کو جمع کر کے

اور توپوں کو درست کر کے یونانیوں پر آزادی کے ساتھ حملہ کیا اور سخت نقصان پہنچا کر اور مال غنیمت حاصل کر کے اپنی سپاہ سے جا ملے۔

(۲) ترکوں کا ایک سوار دستہ جو قفقاز سے آرہا تھا۔ شمالی اناطولیہ میں اپنے لشکر سے جدا ہو گیا جس کو شمال میں یونانی سواروں نے اور جنوب میں پیدل یونانی سپاہ نے دو چند قوت سے گھیر لیا۔ اس ترکی دستہ نے یونانیوں میں گھر کر جو شجاعت دکھائی ہے وہ ہمیشہ یاد رہے گی۔ اس نے نہایت جوش سے یونانیوں پر حملہ کیا۔ اور دونوں سمتوں کی یونانی سپاہ پر سخت آتشباری کر کے اسے پیچھے ہٹا دیا۔ آخر یونانی نقصان اٹھا کر ہٹ گئے۔ اور ترکی دستہ اپنا راستہ نکال کر باہر نکل آیا۔ اور پھر میدان میں پہنچ کر یونانی پیدل سپاہ پر سخت حملہ کیا اور یونانیوں کو سخت نقصان پہنچا کر واپس آگیا۔ اور اپنے لشکر سے مل گیا۔

اسی قسم کے اور بھی کئی واقعے ظہور پذیر ہوئے ہیں جن میں ترکوں نے مافوق العادت شجاعت سے کام لے کر دنیا پر اپنی جانبازی کا سکہ بٹھا دیا ہے۔

فریقین کی افواج کا اندازہ

یونانی سرکاری اطلاعات سے معلوم ہوا کہ سقاریہ کے معرکہ اول میں یونانیوں نے ترکوں پر جس سپاہ سے حملہ کیا تھا اس میں ۹ دستے تھے دو دستے میسرہ پر۔ دو قلب پر اور پانچ میمنہ کی جانب یہ سپاہ اس فوج کے علاوہ تھی جو صبانہ کی طرف سے پیش قدمی کر رہی تھی۔ اور جس کا مقصد ترکوں کے میسرہ کو جو تدلیوم کے مقام پر گھیرہ میں لینا تھا۔ فرض کر لو کہ یہ فوج دو دستوں پر مشتمل تھی اس حساب سے سقاریہ کے پہلے معرکہ میں یونانیوں کی فوج کے گیارہ دستے شریک تھے۔ اور یونانی سپاہ کے ایک دستہ میں ۱۲۲۵ سپاہی ہوتے ہیں۔ اس حساب سے گیارہ دستوں کی مجموعی تعداد ایک لاکھ پینتیس ہزار ہوتی ہے۔

اس کے بعد یونانیوں نے اپنے میسرہ اور میمنہ کو اپنی محفوظ فوج سے مزید قوت پہنچائی۔ یہ قوت تعداد میں کتنی تھی۔ اس کے متعلق کوئی سرکاری اطلاع نہیں ملی۔ البتہ قیاساً اس کی تعداد کم از کم دو دستوں پر مشتمل تھی اس قیاس کی اس خبر سے تائید ہوتی ہے جو یونان نے سرکاری طور پر شائع کی تھی۔ یعنی یہ کہ یونانی فوج کے دو دستے تھریس سے نہر سقاریہ کے معرکہ کے لئے روانہ کئے گئے تھے۔ ان دونوں دستوں . . . . . کی تعداد . . . یونانی اطلاع کے مطابق ۲۴ ہزار تھی۔ اس طرح سے یونان کی تمام سپاہ ایک لاکھ ستر ہزار ہو جاتی ہے۔ جو یونان کے سرکاری اعلان کے مطابق یونان حکومت کی تمام فوج کی مجموعی تعداد ہے۔

نہر سقاریہ کے ابتدائی معرکہ میں ترکوں کی تعداد قیاساً ۷۰ ہزار قرار دی گئی تھی۔ اس کے بعد ترکی امدادی فوج کے شامل ہو جانے سے مجموعی تعداد ایک لاکھ ۲۸ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔

اس حساب سے ظاہر ہے کہ یونانی فوج جو نہر سقاریہ کے معرکوں میں ترکوں سے مصروف تھی۔ وہ ترکی سپاہ سے ۴۰ یا بیالیس ہزار زیادہ تھی۔ سرکاری اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ نہر سقاریہ پر یونانیوں کا ۲۵ اور ۳۰ ہزار کے درمیان نقصان ہوا اور ترکوں کے نقصانات کی مجموعی تعداد ۱۲ اور ۱۵ ہزار کے درمیان رہی۔

ان نقصانات کو منہا کر . . . . یونان سپاہ کی تعداد ایک لاکھ ۴۳ ہزار اور ترکوں کی ایک لاکھ ۱۳ ہزار رہ جاتی ہے۔

مذکورہ بالا اعداد و شمار کے لحاظ سے ترکوں کی تعداد یونانیوں سے کسی حالت میں بھی نہیں بڑھی اور یونانی شکست کی وجہ ترکوں کی تعداد کی زیادتی نہیں۔ بلکہ کوئی اور وجہ ہے۔ ممکن ہے کہ اس کا سبب وہ بددلی ہو جس کے یونانی فوج مصائب برداشت کر رہی ہے۔ اور فتوحات میں ناکامی نے اس کی ہمت کو تو

بالکل پست کر دیا ہے۔

ایک ترکی ہوائی جہاز کی شاندار خدمات

ایک یونانی اخبار کا نامہ نگار رنا طویہ کی

گذشتہ لڑائیوں میں ایک ترکی ہوائی جہاز کی ان کارگذاریوں پر تبصرہ کرتے ہوئے۔ جو اس نے میدان جنگ میں انجام دیں لکھتا ہے۔

دشمن کے فضائل کا اعتراف گویا حق کے مخصوص لوازم کا پورا کرنا اور تاریخ کے اخلاص کی تکمیل ہے۔ اس لئے میرا فرض ہے کہ میں اس موقع پر ایک ترکی ہوائی جہاز کے ان عجیب وغریب اور شاندار کارناموں کا ذکر کروں جو اس نے اس وقت انجام دیئے جب کہ ہماری سپاہ انگورہ کی طرف تیزی سے بڑھ رہی تھی۔

یونانی سپاہ میں چھوٹے سے لے کر بڑے تک کوئی شخص ایسا نہیں ہے۔ جس نے اس ترکی ہوائی جہاز کی کارگذاریوں کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا ہے۔ لیکن بایں ہمہ ہر شخص اس کی اس خاص آواز سے جو اس کی مشینری سے پیدا ہوتی تھی۔ اس کے پرواز کے خاص طریقوں نیز اس وقت معینہ سے جس پر وہ روزانہ ہماری سپاہ کے حالات دریافت کرنے کے لئے آتا تھا۔ واقف تھا۔ اور ہر شخص اس سے آشنا ہو گیا تھا۔ سب سے پہلے میں نے اس ترکی ہوائی جہاز کو اپنی آنکھوں سے یونانی سپاہ کی پہلی پلٹن کے لشکر گاہ میں دیکھا۔ وہ ترکی ہوائی جہاز پرواز کرتا ہوا آیا۔ اور آسکی شہر کی جنگ میں ہماری سپاہ کو آگے بڑھتے دیکھ کر اور ضروری حالات معلوم کر کے واپس چلا گیا۔

ہماری سپاہ اس کی عادی ہو گئی تھی کہ جب یہ ترکی ہوائی جہاز صبح کے وقت آتا اور وہ اس کی مخصوص آواز کو سنتی تو بے اختیار وہ آگیا، وہ آگیا کا شور بلند کرتی تھی۔

کچھ دنوں تک تو یہ ہوائی جہاز دور دور رہا۔ لیکن پھر ہم سے اس قدر

مانوس ہوگیا کہ بعض وقت ہماری سپاہ کے درمیان اتنا نیچا اُترتا تھا کہ ہم آسانی کے ساتھ اس کے ان دو سرخ دائروں کو جو اس کے پروں پر منقوش تھے۔ دیکھ سکتے تھے۔

۱۲۔ ستمبر کی صبح کو جب کہ ہماری سپاہ نے واپسی شروع کی ہے ہمارے کان میں ترکی طیارہ مذکور کی بھنبھناہٹ کی آواز پڑی۔ ہم اس وقت موضع عماری ظلیل میں خیموں کو نصب کرانے میں مشغول تھے اور میں سامان کی تیاری و فراہمی کے افسر اعلیٰ کے قریب کھڑا ہوا تھا۔ طیارہ مذکور کی آواز سنتے ہی ہماری سپاہ نے شور بلند کیا "وہ آگیا، وہ آگیا" یہ شور کم نہ ہوا تھا۔ اور سپاہی فقرہ کو پورا بھی کرنے پائے تھے کہ طیارہ مذکور نے دو گولے ہماری اس سپاہ پر گرائے۔ جو توپوں کے صیغہ سے تعلق رکھتی ہے۔ پھر تیسرا گولہ اس نے ایک بلندی پر چھوڑا۔ جو میرے خیمہ سے ۵۰۔۶۰ میٹر کے فاصلہ پر تھی۔ اس گولے کے شرارے ہمارے سروں تک پہنچے۔ اور بعض لوگ گھبرا کر ہماری ٹانگوں میں بیٹھ گئے۔ اور بہت سے بھاگ گئے۔ لیکن ہم اپنی جگہ پر ثابت قدم رہے۔ اور سپاہیوں کو اطمینان دلانے لگے۔ کہ وہ گھبرائیں نہیں۔ اور اپنی اپنی جگہ پر ڈٹے رہیں۔ اس کے بعد سپاہیوں نے بندوقوں سے ترکی طیارہ پر گولیاں برسانی شروع کیں۔ لیکن یہ گولیاں بالکل بے کار ثابت ہوئیں۔ اور ایک بھی نشانہ پر نہ بیٹھی۔ ترکی طیارہ نے پھر چوتھا گولہ مارا۔ جو تیرھویں دستہ کی صفوف کے درمیان آکر گرا۔ اسی طرح یہ ہوائی جہاز ہمارے سارے لشکر گاہ پر اُڑتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم نے اپنی توپوں کو نصب کر لیا۔ اور ایک توپ کو سیدھا کر کے ترکی طیارہ پر گولہ پھینکا۔ یہ دیکھ کر طیارہ مذکور واپس چلا گیا۔

۱۳۔ ستمبر کو ہماری سپاہ نہر سفاریہ کو فارنجی کے پل پر سے عبور کر رہی تھی۔ کہ ہمارا دوست (ترکی ہوائی جہاز) آگیا۔ اور ٹھیک اُسی وقت آیا جس وقت کہ روزانہ آیا کرتا تھا۔ ہماری سپاہ نے اس کی آواز سنتے ہی اپنی توپوں

طرابلیوز اور بندوقوں کے رُخ اس کی طرف پھیر دئے۔ یہ دیکھ کر وہ اس سمت سے چلا گیا۔ اور تیرھویں یونانی دستہ کی طرف رخ کیا۔ یہ دستہ نہر کو عبور کرنے میں مصروف تھا۔ ترکی طیارہ نے اس موقع سے فائدہ اُٹھایا۔ اور بم گولے گرائے جن سے ۸ یونانی سپاہی زخمی ہوئے۔

اس کے بعد ترکی طیارہ نے اپنی عادت کے خلاف ایک یہ کام کیا کہ وہ دوبارہ اپنی زیارت کرانے ہماری سپاہ میں آیا۔ اس دفعہ اس نے ہماری سپاہ کو بہت پریشان کیا۔ گاڑیاں موٹر لاریاں پریشان ہو کر راستہ سے بھٹک گئیں۔ گھوڑے اور خچر بھاگ اُٹھے۔ اور جس کا رخ جدھر ہوا اُدھر چلدیا۔ غرض اس مرتبہ اس نے سارے لشکر میں ابتری پیدا کر دی۔ اور سخت نقصان پہنچایا۔ سپاہیوں نے بندوقوں سے اس پر بہت گولیاں برسائیں لیکن سب بے کار ثابت ہوئیں۔ اور ایک گولی بھی اس پر جا کر نہ لگی۔

فیلڈ مارشل فواد پاشا کی رائے

فیلڈ مارشل فواد پاشا ترکی فوجی افسر نے ایک گفتگو کے دوران میں اناطولیہ کی موجودہ حالتِ جنگ پر حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا۔

”نہر سقاریہ کے بعد اناطولیہ کی جنگ کا ایک نیا دور شروع ہوا ہے۔ یونانی نہر سقاریہ سے بھاگ کر اسکی شہر اور سید غازی کے خط پر پناہ گزین ہوتے ہیں۔ ترکی سپاہ برابر ان کا تعاقب کر رہی ہے۔ لیکن ترکوں کا تعاقب زیادہ شاندار نہیں رہا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ترکی سپاہ کو آئندہ فیصلہ کن جنگ کی تیاریاں کرنی تھیں۔ اور اس کا بیشتر حصہ ان تیاریوں میں مصروف تھا۔ فیلڈ مارشل غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے آئندہ جنگ کی نسبت مجلس وطنی کے ایک جلسہ میں بیان کیا ہے کہ ترکی سپاہ موسم سرما میں بے کار نہیں رہ سکتی۔ وہ سردی کی شدت کو برداشت کرنے کی عادی ہے۔ اور موسم سرما میں وہ برابر جنگ میں شریک رہے گی۔ اور ایک بیان میں غازی ممدوح نے کہا ہے کہ اناطولیہ کی جنگ کا

تو حقیقت میں اگست ۱۹۲۱ء کے آخر میں شروع ہوئی ہے اور اس سے پہلے جو لڑائیاں ہوتی رہی ہیں۔ وہ لفر کا سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔

خطوط جنگ پر آج جو سکون چھایا ہوا ہے اس سے میں (فواد پاشا) اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ سقاریہ پر جو شکست یونانیوں کو نصیب ہوئی ہے۔ اس کے اسباب کا تجسس فضول ہے کیوں کہ اس کے اسباب عنقریب خود معلوم ہو جائیں گے یعنی آئندہ فیصلہ کن جنگ خود بتا دے گی کہ یونانی شکست کا باعث کیا تھا۔

یونانیوں نے ابتدا میں زبردست حملہ اناطولیہ میں شروع کیا۔ اس حملہ سے ان کی غرض یہ تھی کہ جلد جنگ میں کامیابی حاصل کر لیں۔ اور کمالیوں کو صلح کر لینے پر مجبور کریں۔ جیسا کہ گورنمنٹ یونانی بار بار اس کا اعادہ کرتی رہی ہے۔ وہ (یونانی) اپنی غرض کو حاصل کرنے کے لئے انگورہ کی شہر پناہ تک پہنچے۔ ان کی تعداد ترکی سپاہیوں سے بہت زیادہ تھی۔ ان کا سامان ترکوں سے تین گنا زائد اور وسائل نقل و انتظام مکمل و قابل اطمینان تھے۔ لیکن بایں ہمہ وہ اپنی غرض کو حاصل نہ کر سکے۔ ترکوں کی حالت اس وقت جب کہ یونانی پوری رفتار سے پیش قدمی میں مصروف تھے۔ نہایت کمزور تھی۔ نہ ان کے پاس کافی لشکر تھا۔ اور نہ ضروری سامان جنگ۔ توپوں ہوائی جہازوں اور گولہ بارود کا تو ذکر ہی فضول ہے۔ ان کے پاس تو بندوقیں اور تلواریں تک کافی تعداد میں نہ تھیں۔ ایسی حالت میں کسی فیصلہ کن معرکہ کا متوقع ہوتا بالکل خلاف عقل تھا۔ اس لئے ترکی سپہ سالار نے یہی مناسب سمجھا۔ کہ اپنی سپاہ کو بحفاظت تمام پیچھے ہٹالے جائے۔ اور اس وقت تک کہ ترکی سپاہ یونانیوں کے مساوی نہ ہو جائے یونانیوں کو کسی معرکہ کا موقع نہ دے۔ چنانچہ ترکی سپاہ پیچھے ہٹنے لگی۔ اور یونانی شہروں قصبوں اور دیہات پر قبضہ کرنے لگے۔ ترکی سپاہ کی [illegible] پسپائی سے یونانیوں نے فائدہ ضرور اٹھایا۔

لیکن فائدہ سے زیادہ انہیں نقصان اٹھانا پڑا یعنی وہ اپنے جنگی مرکز سے دور ہوکر مشکلات میں مبتلا ہوگئے اور فتح و نصرت حاصل کرنے کے ذرائع کو ہاتھ سے کھو بیٹھے۔

دوسری غلطی یونانی فوجی افسروں سے یہ ہوئی کہ انہوں نے اپنی سپاہ کو آئندہ جنگوں کے لئے کافی طور پر تیار نہیں کیا۔ ایک تجربہ کار سپہ سالار کا فرض یہ ہے کہ جب وہ آگے بڑھے تو اس کا خیال ضرور رکھے۔ کہ واپسی میں اس کے لئے مشکلات پیدا نہ ہوں۔ یونانی سپہ سالار نے اس کا خیال نہیں رکھا اور برابر پیش قدمی کو جاری رکھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ نہر سقاریہ کے معرکہ میں یونانی سپاہ ایک ایسے خطرہ میں مبتلا ہوئی جس سے اس کو نجات نہ مل سکی۔ اور ترکوں کو اس پر آسانی سے قابو حاصل ہوگیا۔ یعنی ترکوں نے ان کے وسائل آمد و رفت کو منقطع کر دیا۔ اور وقت پر اس کو رسد و ذخیرہ نہ پہنچنے دیا۔

مختصر یہ کہ ترکی سپہ سالار نے یونانی سپہ سالار سے بہت زیادہ قابلیت سے کام لیا۔ اور فتح و نصرت کو اپنا حلیف بنا کر یونانیوں کو شکست فاش دی۔ ترکی سپہ سالار نے انتظام کے ساتھ ترکی سپاہ کو پیچھے ہٹایا۔ اور اس قابلیت سے اس مہم کو انجام دیا۔ کہ تاریخ کے اوراق ہمیشہ اس پر فخر کریں گے۔ حالاں کہ جنگ کی حالت میں سب سے زیادہ مشکل بات سپاہ کی واپسی ہوتی ہے۔

فرض کر لیا جائے کہ یونانی نہر سقاریہ میں فتح حاصل کر کے انگورہ پر قبضہ کر لیتے۔ لیکن کیا اس فتح اور قبضہ سے ان کا مقصد حاصل ہو جاتا نہیں ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ شہروں پر قبضہ حاصل کر لینے کا نام فتح نہیں ہے۔ فتح اور کامل فتح اسی وقت ہو سکتی ہے جب کہ فریق مقابل کی قوت کو بالکل تباہ و برباد کر دیا جائے۔ اور اس کے ہر قسم کے جنگی سامان کو فنا کر دیا جائے۔ ترک چوں کہ واقف تھے کہ یونانی ان کی تباہی کے درپے ہے۔ اس لئے جب تک وہ مقابلہ کے لئے پورے طور پر تیار نہ ہوگئے انہوں نے مقابلہ نہیں کیا۔ بلکہ برابر پیچھے ہٹتے رہے

اور کسی ایک جگہ بھی یونانیوں کو انہوں نے ایسا موقع نہیں دیا۔ کہ وہ ترکی سپاہ کو تباہ و برباد کر سکتے۔

اسی کے ساتھ واپسی کی حالت میں ترکوں نے اس کا خیال بھی رکھا کہ دشمن کو ممکن نقصان پہنچایا جائے۔ چنانچہ جہاں اور جس وقت ان کو موقع ملا انہوں نے یونانیوں کو سخت نقصانات پہنچائے۔ یہاں تک کہ سقاریہ پہ ان سے زبردست مقابلہ کر کے ان کی قوت کو ترکوں نے بالکل توڑ دیا۔ اور وہ سخت نقصان اٹھا کر اسکی شہر اور سید غازی کے خطوط پر واپس چلے گئے۔

یونانیوں کے موجودہ خطوط (اسکی شہر و سید غازی) اگرچہ نہایت مستحکم خطوط ہیں۔ لیکن میرا اور بہت سے تجربہ کار فوجی افسروں کا یہ عقیدہ ہے کہ یونانی ان خطوط پر بھی زیادہ عرصہ تک نہ ٹھہرنے پائیں گے۔ میں نہایت اطمینان کے ساتھ بلاخوف تردید اس موقع پر یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ حصہ کا خط ہرگز اس قابل نہیں ہے۔ کہ یونانی وہاں ٹھہر سکیں۔

بہرحال اناطولیہ کے آئندہ معرکے جن کا وقوع دور نہیں ہے نہایت اہمیت رکھتے ہیں۔ اور میرا خیال ہے کہ آئندہ فیصلہ کن جنگ افیون قرہ حصار کے خط پہ ہوگی۔ اور ترکی اور یونانی فوجی افسر اس سے اچھی طرح واقف ہیں۔

مصطفیٰ کمال پاشا کا اعلان

سقاریہ کے زبردست معرکے میں یونانیوں پر کامل فتح حاصل کرنے کے بعد غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے حسب ذیل فرمان شائع فرمایا۔

"یونانی سپاہ ہمارے مقدس وطن میں اس ارادہ سے داخل ہوئی تھی کہ اس کی حرمت کو برباد کرے۔ انگورہ پر قبضہ جمائے۔ اور ہماری بہادر و جانفروش سپاہ کو جو آزادی و استقلال کی راہ میں جان کو قربان کرنا معمولی بات سمجھتی ہے۔ تباہ و غارت کر دے۔ لیکن خدا کا شکر ہے۔ کہ وہ اپنے ارادہ میں ناکام رہی۔ اور ہم نے اس کو ایک ایسے زبردست معرکہ

میں جو ۱۳ دن مسلسل جاری رہا۔ نہایت ذلت کی شکست دی اور خدا کے فضل و کرم سے اس کی قوت کو تقریباً تباہ کر دیا۔ یونانی سپاہ کو شکست دینے کے بعد ہم نے پیش قدمی اور تعاقب کا سلسلہ شروع کیا۔ اور بہت کثیر تعداد میں یونانی سپاہیوں کو اپنے آلات حرب کا شکار بنا کر میدان صاف کر دیا۔ واپسی میں جو یونانی سپاہ ہمارے پیچھے چڑھی۔ ہم نے اس کو تباہ کر دیا۔ اور اس بڑی طرح بقیہ یونانی سپاہ کو پیچھے دھکیلا کہ اس کا نظام بالکل درہم و برہم ہو گیا۔ ہماری بہادر سپاہ اب بھی اپنے فرائض کو خوبی سے ادا کر رہی ہے۔ اور یونانیوں کو چین سے بیٹھنے دینے کے بجائے ان پر حملہ کر کے ان کی زندگی کے دائرے کو محدود کر رہی ہے۔ اور پورے جوش و جذبہ حب وطن اور شوق سے اس نامراد دشمن کا قلع قمع کرنے میں مصروف ہے۔ جو ترکی قوم کی زندگی۔ اور وطن عزیز کے استقلال کو تباہ کرنے کے ارادہ سے آیا تھا۔

واضح ہو کہ وطن کی ایک خاص دشریہ جماعت نے وطن مقدس کی پاک منافع کو اپنے نفع کی خاطر اپنے ناپاک قدموں سے کچلا اور آستانہ کی حکومت کو بازی کا آلہ بنا کر ایک ایسا کھیل کھیلا تھا جیسا کہ بچے گیند کے ساتھ کھیلتے ہیں ان نامراد دشمنوں اور وطن فروشوں نے اجنبی طاقتوں کو موقع دیا کہ وہ ہمارے عزیز ترین شہر سمرنا پر قبضہ کر کے ہمارے سینہ پر مونگ دلیں۔ لیکن یہ بدنصیب دشمن جو خائنان ملک کی خیانت سے سمرنا پر قابض ہو گیا تھا یہ بھی نہ دیکھ سکا۔ کہ ہم آزادی کی زندگی بسر کرنے کے قابل رہیں۔ اس لئے اس نے ترکی قوم کو تباہ و برباد کر دینے کے ارادہ سے اناطولیہ پر حملہ کیا۔ ہم نے اپنے دشمن کو سقاریہ کے معرکے سے قبل دو زبردست شکستیں دیں۔ یعنی ایک مقام این اونی پر اور دوسری مقام دولمو بہنار پر۔

ان شکستوں نے دشمن کو اگرچہ ایک عبرت انگیز سبق دیا تھا۔

لیکن اس نے اس سبق کو جلد بھلا دیا۔ اور شاہ یونان نے ملک و دولت اور تاج کی حرص میں پڑکر پھر ہم پر حملہ آوری کا ارادہ کیا۔ اور اپنے تمام مالی و فوجی وسائل کو ہمارے مقابلہ پر میدان جنگ میں لے آیا۔ اس کی حملہ آوری کی جرأت کو اس سے بھی تائید حاصل ہوئی۔ کہ اس کو خفیہ طور پر ہمارے بعض اجنبی دوستوں نے مدد دی۔ ان دوستوں نے جو ہمیشہ اپنا مطمح نظر یہ رکھتے ہیں کہ اپنے سیاسی منافع مشرق کے حصول میں بیگناہوں کا خون بہانا اور منافع کو حاصل کرنا جائز بلکہ ضروری ہے۔ شاہ یونان نے اس خفیہ مدد کے مل جانے پر ایک زبردست لشکر ترتیب دیا۔ اور یہ سوچے سمجھے بغیر کہ ترکوں کے قلوب حب وطنی سے لبریز ہیں۔ اور وہ وطن کی حفاظت میں دشمن سے مقابلے کے لئے لوہے کی دیواروں کی طرح سینہ سپر ہو جاتے ہیں۔ اناطولیہ میں اپنی شقاوت قلبی کا ثبوت دینے کے لئے داخل ہو گیا۔ اس نے اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے تمام اخلاقی باتوں کو طاق پر رکھ دیا۔ اور بے رحمی و شقاوت سے کام لے کر ترکوں پر ان ترکوں پر جن کی آزادنہ گی اور استقلال اس کی نظروں میں کھٹکتی تھی۔ اور وہ ان کی حریت و استقلال کو غصب کر کے اپنے انتقام کو پورا کرنا چاہتا تھا۔ حملہ کر دیا۔

ہماری عزیز قوم نے دشمن کا مقابلہ پوری قوت سے کیا۔ مال و دولت کو بے دریغ قوم اور ملک کے منافع پر خرچ کیا۔ اور ہر شخص نے خواہ وہ دولت مند ہو یا تنگ دست اپنی ضروریات کو ترک کر کے سپاہ کی امداد پر تیار ہو گیا۔ کثیر تعداد میں قوم نے آدمیوں کو فراہم کیا اور اسلحہ باربرداری کی گاڑیاں، مواشی، اور ضروریات کے موافق کارآمد جانور بہم پہنچائے۔

باشندگان اناطولیہ کی مدنیت اور وطن پروری کا یہ ایک معقول

ثبوت ہے۔ اور ہم اس کو ایک بڑا معجزہ سمجھتے ہیں۔ سب سے بڑی بات جو قوم کی کوششوں سے ہم کو حاصل ہوئی۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس نے بہت تھوڑے عرصے میں ترکی سپاہ کو یونان کی سپاہ کے برابر کر دیا۔ اگرچہ ہماری سپاہ اتنی آراستہ اور مسلح نہ تھی۔ جتنی کہ یونانی سپاہ لیکن بایں ہمہ وہ کسی طرح دشمن سے کم نہ تھی۔ قوم نے اپنی حمیت و غیرت کا اور جذبہ حب وطن کا یہ گراں قدر ثبوت دے کر دنیا کو بتا دیا ہے۔ کہ وہ حضرت خالد بن ولید کی بھی جانشین ہے۔ اور اس کے اس کارنامہ پہ اس کی آئندہ نسلیں ہمیشہ فخر و مباہات کریں گی۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف ترکی قوم کی ادبی قوت کا ایک کرشمہ تھا۔ جس نے ترکی سپاہ کے قلوب میں حمیت و غیرت کی آگ کو بھڑکا دیا۔ اور وہ منافع وطن پر قربان ہو جانے کے لئے تیار ہو گئی۔ اور اپنے نامراد دشمن پہ بجلی کی طرح ٹوٹ پڑی۔ اور اس کی بڑی قوت کو فنا کر دیا۔ دشمن کی ذلت اور ہماری غیرت و شہامت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ جس یونانی سپاہ کو ہم نے وادی جیمانہ میں گرفتار کیا تھا وہ نہایت ذلیل اور خستہ حالت میں تھی۔ یہ یونانی سپاہ اگرچہ ہماری تباہی اور ذلت کے لئے آئی تھی لیکن ترکوں کی فطری مروت و شہامت اس کو اس حال میں نہ دیکھ سکی۔ ترکوں نے جب ان یونانی سپاہیوں کو دیکھا کہ وہ بھوکوں مر رہے ہیں اور ترکی سپاہ سے روٹیوں کے ٹکڑے مانگ مانگ کر پیٹ کی آگ کو بجھانا چاہتے ہیں تو انہوں نے ان کے لئے کافی سامان غذا بہم پہنچایا۔ اور ہر ممکن راحت ان کو پہنچائی۔ کیا یونانی سپاہ کی یہ دردناک حالت یہ ظاہر نہیں کرتی کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ اور اس جنگ کی بدولت یونان اور اس کی رعایا کن حالوں کو پہنچے گی۔

وہ قوم جو ہماری عزیز قوم کی طرح مدافعت وطن کے لئے ایثار و

وجاں بازی دکھلائے۔ بیشک اس کی مستحق ہے۔ کہ وہ اپنے اوپر فخر و مباہات کرے۔ یونانی قوم جو اپنے سپاہیوں کو اس ذلیل حالت میں رکھتی ہے کیا فخر و مباہات کر سکتی ہے۔

ہم اپنے خدائے بزرگ و برتر کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہماری کوششوں میں برکت بخشی۔ اور اس جنگ میں جو ہم نے اپنے استقلال کو قائم رکھنے کے لئے دشمن کی شرارت سے شروع کی تھی شاندار کامیابی عطا فرمائی۔ ہم ایک لمحہ کے لئے بھی عنایت خداوندی اور فضل الٰہی سے مایوس نہ ہوئے تھے۔ کیونکہ ہمارا قضیہ حق و عدالت پر مبنی تھا۔ اور ہم نے کسی کا حق نہیں چھینا تھا۔ ہم نے کسی کے ملک پر قبضہ کرنے کا خیال نہیں کیا تھا۔

ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ دنیا ہمارے استقلال کا احترام کرے اور ایک زندہ قوم کی طرح ہمیں زندگی بسر کرنے دے۔ ترکی قوم صرف یہ چاہتی ہے کہ ہمارا ملک اپنی حدود طبیعیہ کے ساتھ قائم رہے۔ اور کوئی اجنبی قوم اندرونی معاملات میں کسی قسم کی مداخلت نہ کرے۔ میں آپ کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے۔ جب کہ متمدن دنیا ہمارے حقوق کا احترام کرے گی۔ اور ہمارے استقلال کو مستحکم بنانے کے لئے ہمارے عدل و انصاف پر مبنی حق کو تسلیم کرے گی۔ لیکن وہ زمانہ جب تک آئے اس وقت تک ہماری قوم کو چاہیئے کہ وہ اسی طرح ایثار و جانبازی سے کام لیتی رہے۔ جس طرح وہ ہمیشہ اس پر تیار رہی ہے۔ ترکی قوم کا ہر فرد یہ دیکھنے لگا کہ اس کی جد و جہد اور ایثار ملک کی خدمت کے لئے ضروری اور نہایت ضروری ہے وہ وقت اگرچہ زیادہ دور نہیں ہے لیکن ترکی قوم جس قدر زیادہ ایثار سے کام لے گی اور اپنی عزیز ترین پونجی کو قربان کر دینے پر آمادہ ہو کر پوری جد و جہد کرے گی۔

اسی قدر کامیابی کی ساعت قریب ہوتی جائے گی۔

ہم میں سے ہر ایک شخص کو یہ عہد کر لینا چاہیئے۔ کہ وہ اپنی کمر سے اس وقت تک ہتھیار نہ کھولے گا جب تک کہ اپنے اغراض و مقاصد کو حاصل نہ کر لے گا۔ ہم کو خداوند بزرگ و برتر سے ہر وقت دعا کرنی چاہیئے۔ کہ وہ ہماری دستگیری فرمائے۔ اور اپنا حق حاصل کرنے کی جدوجہد میں ہم کو پوری طاقت سے کام لینے کی توفیق دے۔ ہم کو خدا کے فضل و کرم پر کامل بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ کہ وہی حق کی حفاظت کی قوت دیتا اور عدل و انصاف کی حمایت کرتا ہے۔

(مصطفیٰ کمال)

سپہ سالار عام و رئیس مجلس الوطنی الکبیر
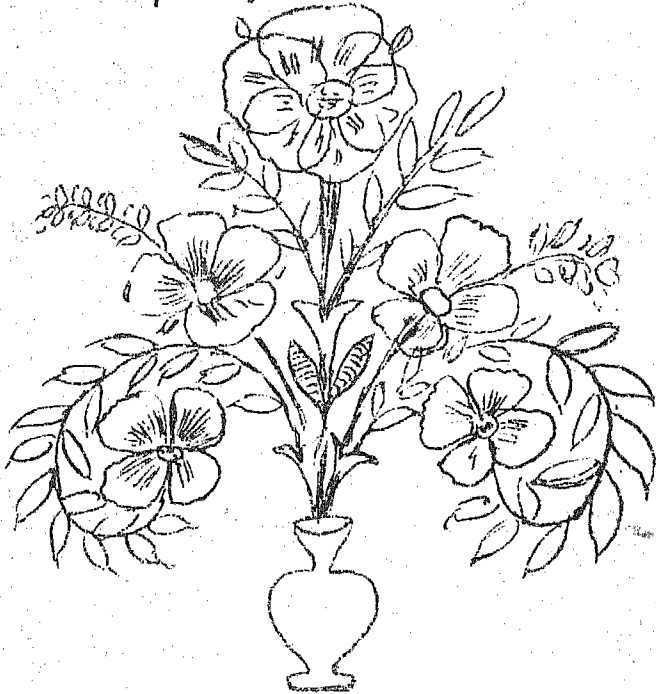
مصطفےٰ کمال پاشا کو غازی کا خطاب

انگورہ کو واپسی

غازی مصطفےٰ کمال پاشا معرکہ سقاریہ میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد ستمبر کے آخری ہفتہ میں انگورہ واپس تشریف لائے۔ اگرچہ آپ کی آمد کی اطلاع مشتہر نہ کی گئی تھی لیکن پھر بھی بے شمار آدمی اسٹیشن پر پہنچ گئے تھے۔ اور اپنے عظیم الشان ہیرو کے دیکھنے کو بے چین تھے۔ جب گاڑی پہنچی۔ تکبیر کے نعرے بلند ہوئے اور فوجی باجے نے خیر مقدم گایا۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا انتہائی خاکساری و سادگی سے اترے اور اپنی سواری پر روانہ ہو گئے۔ مجمع نے تین مرتبہ نعرے لگائے کہ "ہمارا مصطفےٰ ہمیشہ زندہ رہے" سرکاری اخبار نے اس تقریب میں یہ الفاظ شائع کئے ہیں۔ کہ "اے سپہ سالار اعظم! اب سے دو برس پہلے تو نے اپنے مضبوط ہاتھوں سے موت کے ان سیاہ بادلوں کو چھانٹ دیا تھا۔ جو تیرے وطن کی فضا پر چھائے ہوئے تھے اور آفتاب کا روشن قرص جو ان بادلوں کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ اسلام کو دکھایا تھا۔ اب پھر تیرے انہیں ہاتھوں نے ان آندھیوں کو ناپید کر دیا ہے۔ جو ہمارے اڑانے کے لئے آئی تھیں۔ اور ہماری مردہ روحوں کو تو نے زندہ کر دیا ہے۔ لہٰذا اے ہمارے سردار! تیرا سایہ ہم پر ہمیشہ قائم رہے"

مصطفےٰ کمال پاشا کی زبردست تقریر

یونانیوں کو شکست فاش دینے کے بعد جب مصطفےٰ کمال پاشا انگورہ واپس ہوئے تو قومی پارلیمنٹ میں ایک پرزور تقریر کی جس کا کچھ حصہ مصری و قسطنطنیوی اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ جسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:-

حضرات ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ اپنی ملکی سرحدوں کے اندر آزاد و
خود مختار ہوں۔ ہم یورپ سے صرف یہ چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے حقوق پر
دست درازی نہ کرے۔ جنگ عظیم میں اپنے اتحادیوں کی شکست کا خمیازہ
ہم اچھی طرح بھگت چکے۔ اور کافی سے زیادہ سزا ہمیں دی جا چکی۔ ہم
نے شام و عراق جیسے وسیع و زرخیز علاقے ان کے باشندوں کے لئے
چھوڑ دیے کہ جیسی حکومت اپنے ہاں پسند کریں قائم کریں۔ کس
مغلوب سلطنت کو اتنی سزا دی گئی ہے۔ جتنی خاص طور پر ہمیں دی گئی
ہے؟ اور کس کا اتنا ملک چھینا گیا ہے؟ یورپ کی کون سلطنت ہم سے
زیادہ خوش انتظام ہے؟ اور کس کے متعلق وہ تمام شکایتیں نہیں کی جاتیں
جو ہمارے متعلق کی گئی ہیں؟ لیکن سب کی سلطنتیں تقسیم و تجزی سے
محفوظ ہیں۔ اور ہماری سلطنت کے حصے بخرے کر لیے ہیں۔ ہماری
نسبت ہمیشہ سے یہ دروغ بیانی بھی بطور قضیہ مسلمہ کے دہرائی جاتی
ہے۔ کہ ترک اپنی مسیحی رعایا کے ساتھ نہایت وحشیانہ سلوک کرتے
ہیں۔ دنیا میں کون حکومت دعویٰ کر سکتی ہے۔ کہ وہ ہم سے زیادہ غیر
مذہب کا احترام کرتی ہے؟ ہماری قومی روایات اور مذہبی احکام ہمیں
مجبور کرتے ہیں۔ کہ اپنی غیر مسلم رعایا کے ساتھ بھی عمدہ برتاؤ کریں۔
مجھے دلائل بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر شخص ہماری قلمرو
کا دورہ کر کے دیکھ سکتا ہے۔ کہ چھوٹے سے چھوٹے گاؤں میں
بھی مسیحیوں کو پورا آرام و اطمینان ہے۔ اور وہ ہر جگہ اپنے مسلمان
ہم وطنوں سے زیادہ خوشحال و فارغ البال ہیں۔ اگر ہم ان سے
وحشیانہ سلوک کرتے ہیں۔ تو کیا ان کی حالت یہی ہوتی؟
بے شک ہماری مسیحی رعایا کفران نعمت کرتی اور انتہائی
نمک حرامی کے ساتھ وطن مقدس میں ناپاک اجنبیوں کو داخل کرنا چاہتی ہے

تو ہم اسے ضرور تنبیہ کرتے ہیں۔ جس پر ہمیں کوئی ملامت نہیں کر سکتا کیونکہ یورپ کی مہذب و متمدن، سلطنتیں ایسے موقعوں پر ہم سے کہیں زیادہ سخت گیری سے پیش آیا کرتی ہیں۔ لیکن باقی پُر امن شہری ہماری سلطنت میں نہایت آزاد ہیں۔ اور مسلم و غیر مسلم کی کوئی تفریق نہیں ہے۔

یونانی مدعی ہیں۔ کہ جن علاقوں پر انھوں نے غاصبانہ حملہ کیا ہے ان میں اکثریت یونانی قوم کی ہے۔ یہ ایک سفید جھوٹ ہے۔ اور غیر جانبدارانہ مردم شماری کے کاغذات بھی اس کی تردید کرتے ہیں۔ اور بین الاقوامی تحقیقاتی کمیشنوں نے بھی اس کی تکذیب کی ہے۔ اسی بنا پر لندن کانفرنس میں ہمارے نمائندوں نے یہ تجویز کر لی تھی۔ کہ ان علاقوں میں پھر غیر جانبدار کمیشن جا کر تحقیقات کرلے۔ مگر یونانیوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ وہ اپنے جھوٹ سے آگاہ تھے۔

اس کے بعد یونانیوں نے چاہا تھا کہ حق کو اپنی مادی قوتوں سے کچل ڈالیں۔ مگر حق کا حامی اللہ تھا۔ اور اسی کی مدد و توفیق سے قومی فوجوں نے یونانی لشکر عظیم کی دھجیاں اڑا دیں۔ اور اب اس کے ٹکڑے اِدھر اُدھر اڑتے پھرتے ہیں۔ مگر کہیں پناہ نہیں ملتی! دنیا یہ نہ خیال کرے کہ اس شاندار فتح کے بعد ہم تلوار نیام میں کر لیں گے۔ ہرگز نہیں ہماری تلوار کا اس وقت تک نیام میں جانا حرام ہے جب تک وہ انصاف نہ حاصل کرے۔ کوئی یہ نہ کہے کہ ہم خونخوار ہیں۔ اور انسانی خون بہانا پسند کرتے ہیں۔ حاشا و کلا ہم ہرگز ایسے نہیں ہیں۔ اور نہ جنگ کو پسند کرتے ہیں۔ ہم تو ہر ایک کے ساتھ صلح کرنے کو تیار ہیں۔ اور کسی سے بھی دست گریباں نہیں ہونا چاہتے۔ ہم نے بڑی کوشش کی۔ کہ ہماری فریادیں سُن لی جائیں۔ اور بلا خونریزی کے ہمیں انصاف مل جائے۔ مگر دشمنوں

نے ہماری التجاؤں کو ٹھکرا دیا۔ ہمارے مطالبات کا مضحکہ اڑایا۔ ہمیں ہر طرح
بدنام کرنے کی کوشش کی۔ اور اپنے ظلم و جبر کے سامنے سر جھکانے پر ہمیں
اپنی وحشیانہ تدبیروں اور حقیر دھمکیوں سے مجبور کرنے لگے۔ اس وقت ہم نے
اللہ کے بھروسہ پر عزت کے ساتھ اپنا سر اونچا کر لیا۔ اور اپنی مقدس تلوار
نکال لی۔ کہ اس کے ذریعہ سے اپنے حقوق کی حفاظت کریں۔ پس تمام مہذب
دنیا کان کھول کر سن لے۔ کہ ترکی قوم اور اس کی قومی حکومت اس برتاؤ کو
کسی طرح بھی قبول نہیں کر سکتی۔ جس کے مستحق بجز غلاموں کے آزاد انسان
کبھی نہیں ہو سکتے۔ ترکی قوم نے عزم مصمم کر لیا ہے۔ کہ دنیا سے اپنی آزادی
و خود مختاری تسلیم کرا کے رہے گی۔

بس ہمارا معاملہ صرف اس قدر ہے۔ نہ تو ہم جنگ کے شیدائی
ہیں۔ نہ خونریزی کے دلدادہ ہم امن کی تمنا میں لڑائی لڑ رہے ہیں جو اگر
آج ہمیں ملے۔ تو ہم اسے لے لیں۔ اور تمام کشت و خون موقوف ہو جائے۔

یہ بھی دنیا کو معلوم ہونا چاہیے۔ کہ ہم روس کے دوست ہیں کیونکہ
کہ اسی نے سب سے پہلے ہماری آزادی تسلیم کی تھی۔ اور ہمارے ساتھ
منصفانہ برتاؤ کیا تھا۔ اور اسی بنا پر روس کو بھی حق ہے۔ کہ وہ ہماری
مدد پر بھروسہ کرے۔ آج بھی۔ اور کل بھی۔ اور اس وقت تک جب تک
وہ اپنے وعدوں پر قائم ہے۔ اسی طرح ہم اتحادی حکومتوں کو بھی
یقین دلاتے ہیں۔ کہ اگر وہ ہماری آزادی و خود مختاری اور جائز خواہشات
تسلیم کریں گے۔ تو ہمارے اور ان کے مابین کوئی جھگڑا باقی نہ رہے
گا۔ اور فوراً امن بحال ہو جائے گا۔

حضرات میں اس ذمہ دارانہ مقام پر کھڑا ہوں اور وہ تمام
اختیارات اور طاقتیں اپنے قبضہ میں رکھتا ہوں جو آپ نے اور آپ کی موقر
مجلس نے مجھے بخشی ہیں۔ اپنی تمام حیثیتوں پر نظر ڈالنے اور اپنی ذمہ داریوں

پورے طور پر محسوس کرنے کے بعد میں اعلان کرتا ہوں کہ ہم جنگ نہیں چاہتے۔ امن چاہتے ہیں۔ اور ہر وقت منصفانہ صلح کے لئے طیار ہیں۔ معلوم نہیں۔ انتظار کس بات کا کیا جارہا ہے۔ کیا لوگ اس انتظار میں ہیں۔ کہ یونانی فوج ہمیں مغلوب کر کے ذلت آمیز صلح پر مجبور کردیگی؟ محال۔ قطعاً محال! اور اسی طرح محال جس طرح سوئی کے ناکے سے اونٹ کا نکلنا محال! بحث و مباحثہ کی حاجت نہیں۔ گذشتہ سفر کے زبان حال سے بھی شہادت دے رہے ہیں۔

حضرات! ۱۲۔ اگست کو مسٹر لائڈ جارج نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ "فریقین میں سے جو غالب ہوگا۔ اس کے ساتھ لازمی طور پر رعایت کی جائے گی" اب ہم غالب ہوگئے ہیں۔ اور یونانی مغلوب۔ دیکھا جائے کہ وزیر اعظم برطانیہ کہاں تک اپنے وعدے کے سچے ہیں۔ لیکن اے حضرات! ہمارا اعتماد انسانوں پر نہیں ہے۔ اور نہ ان کے وعدہ وعید سے ہم متاثر ہوتے ہیں۔ ہمارا اعتماد تو صرف اپنے خدا پر ہے۔ اور اپنی تلوار پر ہے۔ بس یہی دو بہترین محافظ ہیں۔ اور یہی ہمیں منزل مقصود تک پہنچا سکتے ہیں۔ ہماری کامیابی یقینی ہے۔ کیوں کہ ہمارے معاملہ سے زیادہ کوئی دوسرا معاملہ برحق اور قانون قدرت کے موافق نہیں ہے۔

آخر میں میں اپنی جنگی کارروائیوں کی روئداد ان مختصر الفاظ میں سنائے دیتا ہوں۔ کہ ہم نے فتح حاصل کرلی ہے۔ دشمن بھاگ رہا ہے۔ ہم اس کا پیچھا کر رہے ہیں۔ اور اس وقت تک اس کا تعاقب نہ چھوڑیں گے جب تک اس کے ایک ایک سپاہی کو اپنے پاک ملک سے نکال باہر نہ کردیں۔

قومی پارلیمنٹ کی طرف سے خطاب

یوں تو ہر ترک خطاب غازی کا مستحق ہے۔ کیوں کہ وہ خدا و رسول کی راہ میں ہر وقت اپنی جان قربان کر ڈالنے پر آمادہ رہتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ معزز ترین اسلامی خطاب حکومت کی طرف سے انہیں خوش نصیب جرنیلوں کو عطا ہوتا ہے جو میدان جنگ میں دشمن کے مقابلہ پر فوق العادت شجاعت و شہامت اور غیر معمولی جرات و جسارت کا ثبوت دیتے ہیں۔ گذشتہ جنگ بلقان کے موقع پر یہ عظیم و جلیل خطاب صرف غازی شکری پاشا مدافع ادرنہ (ایڈریانوپل) کے حصہ میں آیا تھا۔ فتح سقاریہ اور مندرجہ بالا تقریب کے بعد انگورہ کی قومی پارلیمنٹ نے مصطفےٰ کمال پاشا کو اس خطاب سے سرفراز کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ اور ترکی کی پہلی روایات کو بحال و برقرار رکھا۔ اس کے متعلق رائٹر ایجنسی نے لندن میں حسب ذیل برقی خبر شہر کی تھی۔

قسطنطنیہ ۲۳ ستمبر ۱۹۲۱ء حکومت انگورہ کی پارلیمنٹ نے مصطفےٰ کمال پاشا کو مارشل کے اعزاز اور "غازی" کے خطاب سے ممتاز کیا ہے غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہم اس وقت تک جنگ بند نہ کریں گے۔ جب تک ترکی سرزمین سے تمام یونانی نہ نکل جائیں گے

جنرل عصمت پاشا کی تصریحات

دوران جنگ میں ایسوسی ایٹڈ پریس امریکہ کے نامہ نگار مسٹر ہوائیٹ جنرل عصمت پاشا سے ملے تھے۔ اور انہوں نے اس ملاقات کی کیفیت حسب ذیل الفاظ میں شائع کرائی تھی۔

عصمت پاشا نے مجھ سے بڑے اخلاق سے فرمایا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ کہ میدان کارزار گرم ہے۔ اور ترک باتوں کے بجائے فولادی تلوار میں بول

رہی ہیں۔ تاہم میری خواہش ہے کہ آپ سے کچھ گفتگو کروں، کیوں کہ دنیا کو
اپنی پوزیشن سمجھانے میں ہمیں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہم اس کوہستانی
علاقے میں باقی دنیا سے بالکل الگ کر دئیے گئے ہیں۔ اور مجھے یہ معلوم
کرنے کا بڑا اشتیاق ہے کہ لوگ ہماری نسبت کیا کہہ رہے ہیں۔ مجھے
آپ سے جو کچھ کہنا ہے وہ یہ ہے کہ اس جنگ میں ہم فتح حاصل کرنے پر
مجبور ہیں۔ ہم اس میں زبردستی دھکیلے گئے ہیں۔ التوائے جنگ کے
بعد ہمارا ارادہ ہرگز ہتھیار اٹھانے کا نہ تھا۔ مگر ہم پر سخت ظلم کیا گیا۔ اور
ہمارے سر کو اجنبی غلامی کے نیچے جھکانے کی کوشش کی گئی۔ جسے ہم کسی
طرح بھی قبول نہ کر سکتے تھے۔ نتیجتاً ہم نے لڑائی شروع کی۔ اور اپنی
پوری طاقت سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ سپاہیوں کو ہمیشہ ظالم اور خونریز
کہا جاتا ہے۔ لیکن جو لوگ میدانِ جنگ تیار کرتے اور سپاہیوں کو اس
میں لاتے ہیں وہ سب سے زیادہ ظالم اور خونریز ہیں۔ یونانی لشکر اور
ہمارے ملک پر چھوڑ دئیے گئے ہیں تاکہ وحشیانہ خونریزی کریں۔ انہیں
پکڑ کر کھینچ لایا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے بادشاہ قسطنطین کے لئے قربان ہوں۔
شاہ قسطنطین کو دعویٰ ہے کہ وہ فنونِ جنگ کا ماہر ہے۔ لیکن اس جنگ
میں اس کی مہارت کچھ بھی کام نہ دے گی اور اسے شکست کی ذلت
سے دوچار ہونا پڑے گا۔ شاہ قسطنطین میدانِ جنگ کو اپنا گلستان
سمجھتا تھا۔ مگر اب اسے اس گلستان کے پھول بھی کانٹے معلوم ہونے
لگے ہیں۔ یونانی ہرگز فتح کا منہ نہ دیکھیں گے۔ کیوں کہ جنگی منطق ان کے
خلاف ہے۔ یونانی جنگ کے ساز و سامان سے آراستہ ہیں۔ لیکن ان
کا یہ تمام سامان ہمارے لئے مالِ غنیمت ہوگا۔ اگر دشمن کو یہ ناز ہے کہ
میدانِ جنگ میں ان کی فوج دُگنی بڑی ہے تو ہماری قوت بھی اتنی ہی
ہے۔ لیکن ہم میں اور ان میں فرق یہ ہے کہ ہم اپنی قوت ان کے بالمقابل

اور اپنی آبادی سے بڑھا سکتے ہیں۔ اور وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ اور وہ کبھی
بھی ہمارے برابر فوج نہیں لا سکتے۔ وہ اٹھارہ اٹھارہ سال کے لڑکوں کو
بھی وردی پہنا کر لے آئے ہیں۔ اور اب ان کا ترکش خالی ہو گیا ہے۔ بر
خلاف اس کے ہماری فوج میں تمام سپاہی تندرست توانا اور پورے
جوان ہیں۔ اور ہم لڑکوں کے بھرتی کرنے پر مجبور نہیں ہوئے ہیں۔ التوائے
جنگ کے وقت ہمارے پاس پانچ لاکھ مسلح فوج تھی۔ جسے ہم نے منتشر
کر دیا تھا۔ ہم پھر اتنی ہی سپاہ میدان میں لا سکتے ہیں۔ پھر یونانی ہمارا
مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں؟

نامہ نگار کہتا ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ کیا ترکی فوج میں جرمنی
یا روسی بھی موجود ہیں؟ عصمت پاشا نے جواب دیا۔ ہرگز نہیں! کیا تم
نے اپنی سیاحت کے دوران میں ایک جرمنی یا روسی سپاہی بھی اس
ملک میں دیکھا؟ ہمیں کسی کی مدد کی احتیاج نہیں ہے۔ جس فوج میں روحانی
قوت نہیں ہوتی وہ شکست کھاتی ہے۔ ہم اگرچہ اپنی فوج کو جدید آلات
جنگ سے آراستہ نہیں کر سکے ہیں لیکن ہماری بہادر فوج روحانیت
سے لبریز ہے۔ اُسے اپنے برسرِ حق ہونے کا حق الیقین ہے۔ اگر
ہمارے پاس جنگی آلات جنگ نہیں ہیں تو کیا پروا ہے۔ ہمارے شیر
اچھی طرح جانتے ہیں کہ کس طرح دشمنوں کا شکار کر سکتے ہیں! وہ اس
وقت تک لڑتے رہیں گے جب تک فتح مکمل نہ ہو جائے۔ اگرچہ اس
میں پچاس برس ہی کیوں نہ گزر جائیں! اب ہم اتنی طویل جنگ کے
لئے پوری تیاری کر چکے ہیں!

التوائے جنگ کے بعد یونانیوں اور انگریزوں نے چاہا تھا کہ
ہمیں اچانک کچل ڈالیں۔ مگر ہم فوراً ہوشیار ہو گئے۔ ہم نے اپنی منتشر
فوجیں اکٹھا کیں۔ غصب شدہ ہتھیار واپس لئے سامان جنگ بھی

دشمنوں سے چھین لیا۔ اور جنرل ڈنکن کا تمام سامان ہمارے ہاتھ لگ گیا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہماری بے نظیر فوج کو معلوم تھا۔ کہ کس طرح طیار ہو۔ چنانچہ فوراً طیار ہو گئی۔ اور اب ہمارا خدا کے بعد اسی پر بھروسہ ہے۔ اور ہم پورے اطمینان و یقین کے ساتھ فتح کا انتظار کر رہے ہیں۔
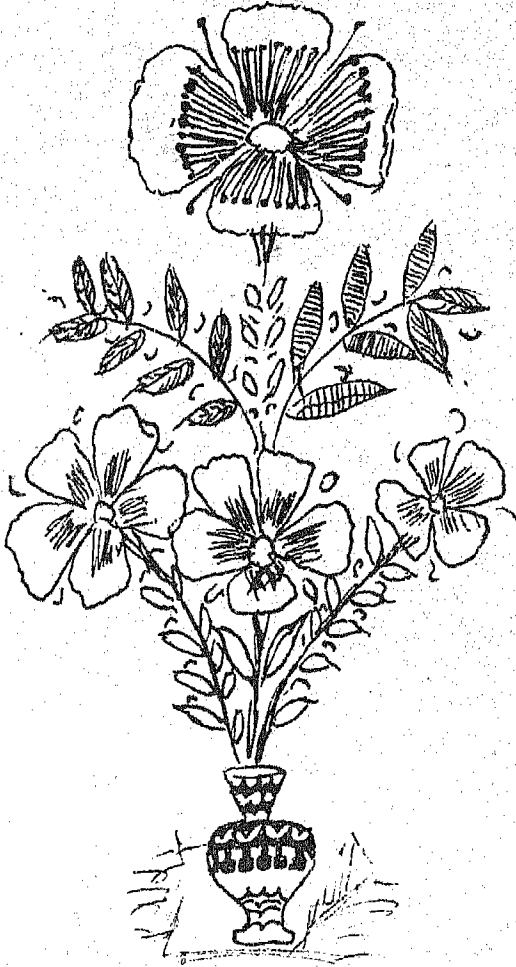
یونانی سپہ سالار کا خواب انگورہ

۱۴ ستمبر تک انگورہ پر قبضہ

یونانی فوجی افسر نے اپنے ایک خط میں شکست کی وجہ یہ بھی بیان کی ہے کہ ہم ترکی طاقت اور اس کے ذرائع جنگ سے بالکل لاعلم تھے۔ جنرل پاپولاس یونانی افسر سے کہا کرتا تھا کہ "اب ہم انگورہ پر پہنچنے والے ہیں۔ ہم بآسانی دریائے سقاریہ پر پہنچ جائیں گے اور پھر ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک بغیر کسی مقابلہ کے قابض ہو جائیں گے۔ ممکن ہے کہ اس کے بعد ہمیں کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ لیکن یہ مشکلات چنداں اہم نہ ہوں گی۔ اور ہم دشمن پر ضرور غلبہ حاصل کر لیں گے۔ اور اس طرح ہم ۱۴ ستمبر تک اس مہم کا خاتمہ ہو جائے گا۔

جب ہم ذرا بھی ترکی فوجی قابلیت پر غور کرتے ہیں۔ تو ہماری سمجھ میں یہ بھید فوراً آجاتا ہے کہ ترکوں نے یونانی فوجوں کو اندرون اناطولیہ میں آنے دینے میں بڑی ہوشیاری کا ثبوت دیا۔ اور عثمانی سرداروں نے جو اعلان میں اپنے اوپر بھروسہ کیا تھا۔ اس کا سبب ظاہر ہو گیا۔ حالانکہ اس وقت کریٹل کونیس جیسے یونانی فوج کے فتح کا راگ آلاپ رہے تھے۔ اور کہہ رہے تھے کہ کمالیوں کا شیرازہ بکھر گیا۔ اور ان کے منہ بند ہو گئے۔ اور اسی قسم کی بہت سی باتیں اور بے بنیاد افسانے یونانی اخبارات میں اول سے آخر تک موٹے حرفوں سے لکھے جاتے تھے۔

بلا شبہ شاہ قسطنطین اور جنرل پاپولاس اور یونانی قوت کی نیت انگورہ کی طرف پیش قدمی کرنے کی تھی۔ چنانچہ عملاً انہوں نے پیش قدمی کر بھی دی تھی۔ اور دریائے سقاریہ کو عبور کر بھی چکے تھے۔ بلکہ ایک حد تک انگورہ کے دروازے پر پہنچ گئے تھے۔ اور ان کو یقین ہو چکا تھا

کہ وہ قومی دارالحکومت میں اب داخل ہو جائیں گے اس لیے کہ وہ اس کے قریب آ چکے ہیں۔ پھر کس بات نے ان کو حصول مقصد سے روکا۔ اور کیا چیز ان کے آڑے آئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ ترکی قوت نے اپنے مغرور دشمن کے واسطے قبر تیار کی تھی۔ تاکہ دشمن کو اس میں ڈال دے اور وہ اس دہکتی ہوئی آگ میں بھنتا رہے۔ چنانچہ دشمن اس کے پیچھے روانہ ہوا اور یہ خیال کیا کہ ترکی فوج کی تعداد کم ہے۔ اس لئے وہ اس کے مقابلہ کی ہرگز تاب نہیں لا سکتی ہے۔ لیکن جب ان کی حملہ کن طاقت جواب دے چکی اور ان پر یہ بات روشن ہو گئی کہ وہ عاجز ہو گئے ہیں۔ تو پھر ان کو اپنی تباہی کا یقین ہو گیا۔ چنانچہ تباہ ہو گئے۔ ایسی صورت میں کیا کرنل کونڈیس اور ان کے ہم خیال یہ چاہتے ہیں۔ کہ شاہ اپنی ہزیمت کا اعتراف بھی کرے اور ببانگ دہل یہ بھی کہے کہ ہم چونکہ اندرون اناطولیہ میں ترکی فوج کے پیچھے ہٹنے کی مصلحت کو نہیں سمجھتے تھے۔ اس لئے ہم فتحمند ہیں؟ بیشک وہ یہ نہیں چاہتے ہوں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ فوجی ذرائع کو کام میں لا کر ان بدنامیوں پر پردہ ڈالا جائے۔ اور ہزیمت کو چھپایا جائے اس خدمت کو انجام دینے میں شاہ اور سیاست دان اور فوجی سردار یکساں مشتاق ہیں۔ جیسا کہ وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ صرف پردہ پوشی کے تنبیہی اقوال ہیں۔ تاکہ شاہ میدان جنگ سے باعزت و آبرو اپنے دارالحکومت میں واپس آ کر بے خوف و خطر امن چین سے زندگی بسر کرے

اس میں شک نہیں کہ شاہ کی واپسی ایک نہایت شرمناک واپسی ہے۔ لیکن کیا ہو سکتا ہے جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ اب بے عزتی کی تشریح سے کیا فائدہ؟ یونانی قوت نے ہر وہ بات کی۔ جو یونانی قوت کر سکتی تھی عام اس سے کہ وہ قسطنطین کی قوت ہو۔ یا دینزو [illegible] کی اس لئے کہ دونوں کے سرداروں میں نہ باعتبار جنگی مہارت کے فرق ہے اور نہ

کسی اُٹھاتا ہے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ وینزلاس بعض حکومتوں کی جماعت سے
علانیہ فائدہ اُٹھاتا تھا۔ اور اسی طرح وینزلاس کی حکومت کی بات۔ اس جماعت
سے قسطنطین کی حکومت فائدہ اٹھاتی ہے اس کے متعلق ہم شرح و بسط سے
لکھ چکے ہیں۔ اس لئے اب اس کے دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

اس روشن حقیقت کا چھپانا ناممکن ہے کہ یونانی لشکر کا خواہ وہ
قسطنطین کا ہو یا وینزلاس کا اور خواہ اس کو خفیہ امداد ملتی ہو یا علانیہ۔ اناطولیہ
میں قدم جمانا اور وہاں ٹھیرنا ناممکن ہے۔ اور وینزلاس نے اپنی قسمت آزمائی
کی۔ اور ناکامیاب ہوا۔ قسطنطین نے قسمت آزمائی کی تو   طرح ناکامیابی
کی اس کو نصیب ہوئی۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ ع

کون معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

یونان کے لئے صرف ایک ہی ذریعہ ایسا ہے جس سے وہ اس
مصیبت کے پنجے سے نکل سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ترکی قومی معاہدہ
کے دفعات کو منظور کر لے جو صلح کی بنیاد ہے۔

اگر یونان نے ضد کیا تو کبھی بھی وہ بہبودی حاصل نہیں کر سکتا۔
بلکہ وہ دیکھ لیگا کہ اناطولیہ آخر دم تک لڑائی جاری رکھے گا۔ یہاں تک
کہ یونانی خود اور ان کے مددگار اور ان کے سردار قومی معاہدہ کی دفعات
کو بھی بین الاقوامی معاہدہ کے مانند قبول کر لیں گے۔ اور یونان یہ بھی
جانتا ہے کہ اس کا کس قدر سخت نقصان ہوا ہے۔ اور کتنے انسان
زخمی ہوئے ہیں۔ اور پھر بھی اپنے ارادہ کو وہ حد تک پورا نہ کر سکا۔ لیکن
اس پر بھی اس کو کف افسوس ملنا پڑا۔ کہ اس کے نوجوان ضائع ہوئے۔
مال غارت ہوا اور کچھ نہ ہوا۔

حواس باختہ یونانی سپاہی	الاخبار، مصر کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے ۲۔ اکتوبر کو رقم طراز ہے۔

ہم نے اپنے گذشتہ خط میں لکھا تھا کہ جنرل ہاپولاس اپنے جنگی مقاصد میں بہت حد تک گھبرایا ہوا ہے۔ اور نیز اس کی لغت میں لفظ "ٹھہرنے" کے کیا معنی ہیں۔ ہم نے ثابت کر دیا تھا۔ کہ کچھ دن گذرنے کے بعد کہاں تک اس کے مقاصد میں تبدیلی ہو گی۔ چنانچہ ایک وقت میں اس کا مقصد یہ تھا۔ کہ انگورہ پر قبضہ کرے۔ لیکن وہ مقصد فوت ہو گیا۔ پھر اس نے کہا کہ اس کا مقصد مشرقی سقاریہ پر "ٹھہرنے" کا ہے۔ لیکن یہ بھی نہ ہو سکا۔ پھر کہا کہ اس کا مقصد "قارتال تارغ" پر رک جانے کا ہے۔ لیکن یہ بھی نہ ہوا۔ پھر اس نے کہا کہ اس کا مقصد "اسکی شہر" کے مشرق میں ٹھہرنے کا ہے۔

ہم نے اپنے گذشتہ خط میں یہ لکھا تھا۔ کہ یہ مقصد بھی اس کا فوت ہو گا۔ نیز اس کے علاوہ اسی طریقے کے جو اور مقاصد ہوں گے وہ سب فوت ہوں گے۔ یہاں تک کہ ایک وقت میں وہ جہاز کی سطح کو اپنا مستقر قرار دے گا۔ اور وہ جہاز اس کو اس کی مملکت میں پہنچا دے گا۔

یونانی جنگی سٹاف کی قابلیت

ایک یونانی افسر بیان کرتا ہے۔ کہ یونانی ارکان حرب (چیف آف دی جنرل سٹاف) کے افلاس اور عدم واقفیت کی اعلیٰ دلیل یہ ہے کہ اس نے زخمیوں کے متعلق کافی تدابیر نہیں اختیار کیں۔ اس لئے کہ یونانی فوجی مرکز کو ایسے سخت مقابلہ کی امید نہیں تھی۔ جیسا کہ ہم کو پیش آیا۔ اس لئے اس نے صرف تین ہزار زخمیوں کی مرہم پٹی کے لئے ضروری انتظام کیا تھا۔ لیکن جب یونانیوں کے پچیس ہزار فوجی لقمۂ اجل ہوئے۔ اس وقت یونانی فوجی باگ کے ذمہ دار طبقہ کی آنکھیں کھل گئیں۔ دو اور تین ہزار زخمیوں کو بالحاظ حفظان صحت موٹروں میں جو بحیثیت "متحرک شفاخانہ جات" نہیں بھر دیا گیا۔ چنانچہ ایک روز جنرل ہاپولاس اور پرنس جارج ان کی طرف سے گذرے تو ان زخمیوں نے ان کا چیخ پکار سے خیر مقدم کیا۔

یونانی مالی شکست

اخبار "ڈیپا" نے اپنی یکم اکتوبر ۱۹۲۱ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ موسیو ایکسوس ڈائرکٹر نیشنل بنک یونان نے تمام یورپ کا دورہ کیا۔ تاکہ یونان کے واسطے قرض حاصل کرے۔ لیکن اس نے تمام دروازے بند پائے۔ البتہ لندن کی سرمایہ دار جماعت اس کے لئے تیار ہو گئی۔ چنانچہ اس جماعت نے دو سخت شرطوں پر قرض دینے کا اقرار کیا۔ اول یہ کہ اس کا سود ۱۲ فی صدی ہوگا۔ یہ ایسی شرح تھی کہ آج تک کسی حکومت نے اس شرح پر قرض نہیں لیا۔ دوسرے یہ کہ یونان برطانیہ کے مالی بنکوں کے حقوق اقتصادی سے دست بردار ہو جائے۔

یہ ہے جو کچھ کہ "ڈیپا" نے لکھا۔ کچھ تعجب نہیں ہے اگر موسیو ایکسوس کو ان مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہو۔ باوجودیکہ وہ یہ کوشش کر رہا ہے۔ کہ یونانی حکومت کے لئے عام قرض کا اپیل کرے۔ یا کم از کم ایتھنس کی حکومت کی ضمانت پر قومی مالک کے لئے قرض حاصل کرے۔

جنگ اناطولیہ کے برے اثرات میں ایک یہ بھی اثر ہے کہ یونانی سکہ (درخمہ) اپنے اصلی مرکز سے بہت گر گیا۔ یہاں تک کہ اس کی قیمت نصف تک پہنچ گئی۔ حتیٰ کہ فرانسیسی سکہ (فرانک) کے مقابلہ میں یونانی سکہ (درخمہ) سو فیصدی گھٹ گیا۔ یہ نرخ پیرس کے سرکاری اکسچینج میں ہے۔ اور اکسچینج سے باہر ہر سو فرانک ۲۰۰ (درخمہ) یونانی سکہ کے برابر ہے۔ اسی طرح ہم دوسرے ممالک کے نرخ مبادلہ پر قیاس کر سکتے ہیں۔
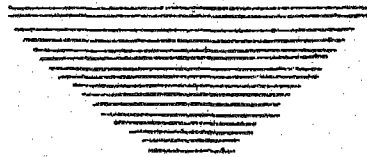
شاہ قسطنطین کی واپسی

استنبول کی فوجی انجمنیں اور سیاسی مجلسیں قسطنطین کی واپسی کا خیال نہ کرتی تھیں۔ بلکہ ان کا خیال تھا کہ وہ فوج کے ساتھ آخر دم تک رہے گا۔ لیکن اس نے اس معرکہ میں جو اندوہناک تجربے حاصل کئے اور جو تاریخی واقعات عبرت خیز اس نے بچشم خود دیکھے وہ اس کی قسمت میں تھے اسی لئے کل یونانی استنبولی۔ فوجی اور سیاسی انجمنیں سخت پریشان ہوئیں جب کہ ان کو بادشاہ (قسطنطین) کی واپسی کا یقین ہوگیا اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی یقین ہوگیا کہ اس کی شرمناک واپسی شاہ قسطنطین کی فوجوں کی دل شکستگی کا پیش خیمہ ہے۔ اس لئے کہ اگر اس کو ذرہ برابر بھی فتح کی امید ہوتی تو وہ ہرگز دار السلطنت کو لوٹ کر نہ آتا۔ حالانکہ ایسے وقت میں جب کہ اس کی فوج کو سخت ہزیمت اور پسپائی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اور جب کہ قومی لشکر نے اس کی فوجوں کی کمر توڑ دی۔ اور مزید نقصان جان پہنچانے کی دھمکی دے رہا تھا۔ واپس آ گیا۔

جب شاہ قسطنطین واپس چلا گیا تو ہر شخص نے نا چار اس کی واپسی کی یہی تعبیر کی۔ بالخصوص یونانی۔ استنبولی سیاسی اور فوجی انجمنوں نے اس تعبیر کی تائید کرتے ہوئے اس کی ایسے زمانے میں واپسی پر غیظ و غضب کا اظہار کیا۔ خیر اس کے اس گذشتہ اعلان پر جس کو اس نے "سمرنہ" سے روانہ ہوتے شائع کیا تھا۔ بے انتہا مضحکہ اڑایا۔ یہ غیظ و غضب اس درجہ بڑھ گیا کہ اخبار زیبروتیا نے اپنے ایک مضمون میں کرنیل کو نسلیس پر چوٹ کرتے ہوئے حسب ذیل لکھا ہے۔ کہ

"جاؤ دوڑو مجھ سرپر چھوڑ دو کر لوں"

"شاہ اسٹیفنس کو سالڑے تین ماہ کے قیام اناطولیہ کے بعد واپس آتا ہے۔ اس نے سمرنا اور بروصہ کے طویل قیام کے دوران میں جو کچھ کیا وہ ان اعلانات کے بالکل خلاف تھا جو اس نے شائع کئے۔ شاہ کی نیت یہ تھی۔ جیسا کہ ہم کو جنگی نامہ نگاروں نے اطلاع دی تھی۔ کہ مصطفیٰ کمال پاشا کو گرفتار کرکے (خدانخواستہ) صفایا کر دے۔ مگر اس کے برعکس پاشائے موصوف کا رتبہ اور بلند ہوگیا۔ کہ "شیر" (فیلڈ مارشل) کا عہدہ اور غازی کا خطاب انہوں نے حاصل کیا۔

شاہ کا یہ خیال تھا کہ وہ ٹرکی کی معنوی قوت کو برباد کر دے گا۔ لیکن وہ قوت دوگنی ہوگئی۔ اور مصطفیٰ کمال پاشا پر ان کا اعتماد اور بھروسہ اور زیادہ ہوگیا۔ شاہ کا خیال تھا کہ وہ جنگ کو موسم سرما سے قبل ختم کر دے گا۔ مگر فوراً ہی یونانی مرکز ترکی جنگی نمائش کے قریب ہوگیا۔ اور جنگ میں مشکلات اور زیادہ ہوگئیں۔

غازی مصطفیٰ کمال پاشا کو زندہ گرفتار کرنے کا بیہودہ خیال

"جنرل پاپولاس چاہتا تھا کہ دریائے سقاریہ کو عبور کرنے کے بعد مصطفیٰ کمال پاشا کو دھوکے میں ڈال دے۔ اور اس کے بعد یہ اعلان کر دے۔ کہ جنگی کارروائی اب ختم کر دی گئی۔ تاکہ ترکی جنرل کو زندہ گرفتار کر سکے۔ اس گرفتاری کا انتظار بہت سے لوگوں کو تھا۔ بلکہ مقامی اخبارات میں اس قسم کی خبر شائع بھی کر دی گئی تھی۔ مورخین اس زمانہ کو "جھوٹ کا زمانہ" سمجھیں گے۔

انگورہ کا قبضہ ضروری نہیں سمجھا گیا

"قسم ہے کہ جب کبھی عقل انسانی نے شاہ قسطنطین کے پھٹوؤں کی ایجاد کردہ جھوٹی باتوں پر غور کیا جن کی وجہ سے یونانی قوم کی شان میں بٹہ لگا۔ حقیقت کو فراموش کر کے اس سے

صاف انکار کیا۔ چنانچہ جب آئندہ مورخ اس زمانہ کو خاص خطاب دینا
چاہیں گے تو وہ ضرور اس زمانہ کو "جھوٹ کا زمانہ" کہا کریں گے۔ کیوں کہ
اس زمانے کے لوگوں نے جھوٹ میں خاص مہارت حاصل کی ہے تاکہ
اپنی بد نامیوں پر پردہ ڈال کر قوم کی ہر شکایت کا مقابلہ کر سکیں۔ جیسا کہ
ہم آج کل دیکھ رہے ہیں۔ کہ ان کو یہ اعلان کرتے ہوئے ذرا شرم
نہ آئی کہ "انھوں نے انگورہ پاس تعقب نہیں کیا۔ کہ یہ قبضہ ضروری نہیں تھا۔
اب رہا یہ کہ جو قربانیاں انھوں نے اس کے لئے کیں وہ اس نفع کے
مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں۔ جو انگورہ کے قبضہ کے بعد حاصل ہوتا۔ کیا
ان لوگوں کو یہ خیال بالکل نہیں ہوا۔ کہ حسب ذیل سوالات کا کیا جواب
دیں گے؟۔

(۱) جب کہ انگورہ پر تمہارا قبضہ کر لینے کا ارادہ نہیں تھا۔ تو پھر
تم نے دریائے سقاریہ کو عبور کرنے کے لئے کیوں سخت قربانیاں کیں؟

(۲) انگورہ کے نواح میں تم نے کمالی اہل وحرکت کے ذریعوں
کو کیوں نہیں تباہ کیا۔ کہ دشمن "اسکی شہر" کے گرد اپنی قوت نہ جمع
کر سکتا۔ اور ریلوے لائن کو استعمال کر کے اپنے دوسرے مرکز
کو قوی نہ کر سکتا۔

(۳) اس قدر خون بہانے کے بعد دریائے سقاریہ کو عبور
کرنے سے کیا فائدہ تھا؟

(۴) کیا اس سے تمہارا مقصد یہ تھا کہ مصطفٰی کمال پاشا کا مرتبہ
بڑھایا اور ان کو فیلڈ مارشل بنایا جائے؟

(۵) تمہاری اناطولیہ کی کارروائی سے حقیقی نتائج برآمد ہوئے۔

شاہ یونان کے اعلانات کا موازنہ	اس کے بعد شاہی اعلان کا سیاق اس بات کو ثابت

بتاتا ہے۔ کہ شاہ یونان کو اپنی حرکت کے نتیجہ کا علم تھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ اناطولیہ کے دوران قیام میں یونانی ڈویژنوں کے سامنے نہیں آیا۔ اور نہ دریائے سقاریہ کے معرکوں کے بعد ڈویژنوں سے بات چیت کی۔ یہ یقینی امر ہے کہ شاہ کو بالخصوص جنگ سقاریہ کے بعد یہ اندیشہ ہو گیا تھا کہ فوج میں بغاوت ہو جائے گی۔ اور اسی لئے جب وہ سمرنا پہنچا تو اس نے "فرمان" کے ذریعے پیٹھ ٹھوکی۔ اور جب اس سے جدا ہوا اس وقت بھی "فرمان" کے ذریعے ان کو شاباشی دی۔ لیکن "رخصتی فرمان" میں نہ تو فوج کے احترام کا ذکر تھا۔ نہ اعتدال مزاجی کے آثار پائے جاتے تھے۔ کیا کاتب فرمان کو یہ خوف تھا کہ فوج بگڑ جائے گی؟ اس فرمان میں مثل سابقہ فرمانوں کے یہی نہیں تھا کہ "فوج اور قوم شاہ کے حسن انتظام پر فخر کرتی ہے" اور "تم مجھکو ہر وقت اپنے سر دار پر پاؤ گے۔" اور اس کو گمان ہے کہ الفاظ اس کے احساسات کی صحیح ترجمانی نہیں کر سکتے۔ اس لئے صرف یہی کہنا کافی ہے کہ "بحمد اللہ وہ یونانی ہے" اور اسی قسم کے بہت سے جملے جن کو ہم نے کبھی قسطنطین کی زبانی نہیں سنا" اسی قسم کے جملے یونانی کرنل کو نہیں کرتا ہے۔ حالانکہ اپنے انتہائی غصے اور بے انتہا جوش کی وجہ سے بہت سے واقعات سے غافل ہے۔ اس کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ ترکی اعلیٰ کمان میں اور یونانی کمان میں زمین و آسمان کا فرق ہے اس لئے کہ یونانی فوج میں نہ جنگی تربیت ہے۔ نہ اس نے فوجی تاریخ میں کبھی جنگی تعلیم حاصل کی۔ یہی وجہ ہے جو کچھ انہوں نے حاصل کیا وہ عثمانی سرداروں کی چوٹیوں کے طفیل میں اس عام جنگ میں یونانیوں نے کوئی قابل ذکر حصہ نہیں لیا۔ لیکن ترکی فوجی قابلیت کے لئے فوجی تاریخ شاہد ہے اور اس کے فوجی تجربے زمانوں کی تاریخ کو فیضیاب کر رہے ہیں۔

ایتھنس میں شاہ یونان کا استقبال نہیں ہوا

شاہ قسطنطین جب جنگ اناطولیہ کی شکست کی پشیمانی کو لیئے ہوئے ایتھنس میں واپس آیا۔ تو اس وقت تمام اخباروں نے یہ بات ثابت کردی کہ شاہ نے مقصد کو فوت کردیا۔ چنانچہ باوجودیکہ لوگوں نے اس بات کی بے انتہا کوشش کی کہ شاہ کا استقبال فتح جنرل کی طرح کیا جائے۔ لیکن دارالحکومت کی بڑی آبادی نے اس استقبال میں شرکت سے گریز کیا۔ صرف زخمی فوجی مع اپنے تیمارداروں کے اور دینی مدارس کے طلباء جن پر شاہ کا اقتدار ہے استقبال میں شریک ہوئے۔

اخبار "بیدتریش" (وطن) رقمطراز ہے کہ پرجوش استقبال کے نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یونانیوں کو حکام پر بھروسہ نہیں رہا۔ اخبار "ریزوباسیس" رقمطراز ہے کہ یونانی قوم میں اب بیداری پیدا ہوگئی ہے۔ اور اصلی حالت کو سمجھنے لگی ہے۔ یونانی حکام جو فوج پر بلا سمجھے بوجھے حکومت کررہے ہیں۔ اور کرتے چلے آئے ہیں عنقریب ایک سخت ترین مصیبت اور مشکلات کا سامنا ہوگا۔

یونانی اخبارات کا ماتم

یونانی اخبار "بروتھیا" مقالہ افتتاحیہ میں جنگ اناطولیہ پر بحث کرتا ہوا رقمطراز ہے کہ یونانی پیش قدمی کا مقصد حقیقی انگورہ پر قبضہ کرنا تھا۔ لیکن جب اس میں سخت شرمناک ناکامی ہوئی تو مسیو گوناریس اور جنرل پاپولاس نے کہنا شروع کردیا۔ کہ انگورہ پر قبضہ کرنے کا ہمارا ارادہ ہی نہ تھا۔ حالانکہ یہ نہایت مضحکہ انگیز بات ہے۔ اور اس سے مقصود یونانی قوم کو احمق بنانا ہے۔ کیونکہ اسکی شہر پر قبضہ کرنے کے بعد یونانی سپہ سالار نے اعلان کیا تھا۔ کہ وہ عنقریب انگورہ پر قبضہ کرکے ترکوں کی تمام جنگی کارروائیوں کو درہم برہم کردے گا۔ اور انہیں اس قابل نہ چھوڑے گا۔ کہ دوبارہ حملہ کرسکیں۔ اس وقت مصطفیٰ کمال پاشا کو مجبوراً قزل ایرماق کی جانب بھاگ جانا پڑے گا اور انگورہ کی فتح سے ترکوں کی ہمتیں پست ہوجائیں گی۔

اُس وقت یونانی سپہ سالار کئے یہ دعوے تھے۔ مگر اب وہ ان سے منکر ہیں کیوں کہ ان میں سے ایک بات بھی نہ ہوئی۔ بلکہ الٹا یہ ہوا کہ (۱) مصطفےٰ کمال پاشا نے سقاریہ کو عبور کر لیا۔ اور یونانی فوجوں پر ایسی سخت ضرب لگائی۔ کہ اب سنبھلنا مشکل ہو گیا ہے۔ (۲) نہ ترکوں کی کسی جنگی تدبیر کی کاٹ ہوئی۔ اور نہ ان کے حملے کے راستے مسدود ہو گئے۔ صرف چند پل ٹوٹے ہیں۔ جو چند ہفتوں میں بن جائیں گے۔ اور اس وقت ترکوں کو اپنی جنگی کارروائیوں میں اور بھی زیادہ آزادی حاصل ہو جائے گی۔ (۳) یونانی فوجیں ترکوں کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکیں (۴) بلکہ ان جنگوں کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ترکوں میں از سر نو زندگی پیدا ہو گئی۔ اور مصطفےٰ کمال پاشا کے قدم پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط ہو گئے۔ یہ نتائج ہیں۔ انگورہ کے فتح نہ ہونے اور یونانی فوج کے پیچھے ہٹنے کے ہم سے کہا جاتا ہے کہ بیشک ناکامی ہوئی ہے۔ لیکن ہزیمت نہیں ہوئی ہے۔ لیکن ہم اسے تسلیم نہیں کر سکتے۔ یونانی فوج کا کوئی قصور نہیں ہے۔ کیوں کہ وہ پہنچ جا کر دشمن پر فتح حاصل نہیں کر سکتی تھی۔ مصطفےٰ کمال پاشا نے عظیم الشان پیمانہ پر جنگ کی تیاریاں شروع کی ہیں۔ اور زبردست فوجیں بنائی جا رہی ہیں۔ صرف فوجیں ہی نہیں بلکہ جنگی بیڑا بھی مہیا کر لیا ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ہمارے وزیر اعظم موسیو گوناریس نے کیا کیا ہے؟ جنگی حرکات کی موقوفی کا اعلان کیا ہے۔ پھر ترکی یونانی قضیہ کس طرح طے ہو سکے گا؟ مفتوحہ علاقوں کی کیوں کر حفاظت کی جائے گی۔ اور کسی تیاری کے بغیر ترکوں کی یلغار کو کس صورت سے روکا جائے گا۔

شکست یونان پر یونانی اخبارات کی رائے

قسطنطنیہ کا متعصب یونانی اخبار "پرودس" لکھتا ہے۔ اب تک ہمارے پاس سرکاری اطلاعات نہیں پہنچی ہیں جن سے معلوم ہو کہ مغربی سقاریہ سے پیچھے ہٹنے کے بعد یونانی فوج کی پوزیشن کیا ہوئی ہے۔

لیکن اس میں کلام نہیں کہ مصطفےٰ کمال پاشانے ہماری شکست خوردہ فوج خصوصاً اس کے میمنہ پر ایسی سخت ضرب لگائی ہے کہ جس کی تلافی ناممکن ہے جنگ کا نتیجہ ہماری امیدوں کے برخلاف نکلا۔ اور دشمن کی طاقت کا اب توڑنا ناممکن سا ہوگیا ہے۔

یونانی اخبار "گریکس" لکھتا ہے "یونانی سپہ سالار کا خیال تھا کہ قوم پرست بالکل کمزور ہوگئے ہیں۔ اور ان کے پاس نہ تو فوج ہے۔ اور نہ سامان جنگ۔ اسی زعم باطل کی بنا پر وہ آنکھیں بند کرکے آگے بڑھتا چلا گیا۔ جس کا نتیجہ وہی ہوا۔ جو ایسے اندھے سپہ سالار کی ایسی اندھی حرکت کا ہونا چاہیے تھا۔ قوم پرستوں کی اس فتح نے شاہ قسطنطین کی تمام امیدوں پر بجلی گرادی ہے۔

یونانی سپہ سالار کا اعتراف

عربی اخبار "اقدام" رقمطراز ہے یونانی افواج کے سپہ سالار پاپولاس نے غازی مصطفےٰ کمال پاشا اور ترکی افواج کی نسبت مندرجہ ذیل الفاظ میں اظہار رائے کیا ہے "اگر یونانی افواج کے پاس ترکی افواج سے زیادہ ہتھیار نہ ہوتے تو اس صورت میں یقینی طور پر غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی افواج کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے یونانی افواج بہت طاقتور نہیں۔ بدقسمتی سے آلات جنگ کی قلت کے باعث وہ اپنے مقصد میں ناکام رہے۔ ترکی افواج کی عام حالت بھی ہماری افواج سے کہیں بہتر تھی۔ میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ ترکی پیادہ پلٹن اس قدر منظم تھی کہ وہ اپنے سپہ سالار کے حکم سننے سے پیشتر ہی ہماری افواج پر حملہ کردیتی تھیں اس بات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ترکی افواج ہمارے ساتھ جنگ آزمائی کرنے کے لئے کس قدر بے قرار و آتش بجاں تھیں۔ کئی ایک لڑائیوں کے پے در پے تجربات نے مجھ پر حقیقت بالکل واضح کردی ہے اس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ کہ اگر میں نے جنگ جاری رکھنے کے

لئے اپنی حد سے زیادہ کوشش صرف نہ کرتی تھیں۔ اور بعض بعض لڑائیوں
میں خاص احکام جاری نہ کر دیئے ہوتے تو یہ عصمت پاشا کے ہاتھ قید ہو گیا
تھا۔ جنہیں متعدد بار جنگ میں شکست نصیب ہوئی۔ اور اس کا باعث یہ نہ
تھا کہ جنہیں اپنی افواج پر بھروسہ نہ تھا۔ بلکہ فقط اس لئے کہ ترکی افواج
ہماری افواج سے کہیں زیادہ طاقتور اور منظم تھیں۔ جنرل پاپولاس نے
اس امر کا اعتراف کیا ہے۔ کہ غازی مصطفیٰ کمال پاشا واقعی دنیا کے سب
سے بڑے اعلیٰ سپہ سالاروں میں سے ایک ہیں۔

مسئلہ صلح
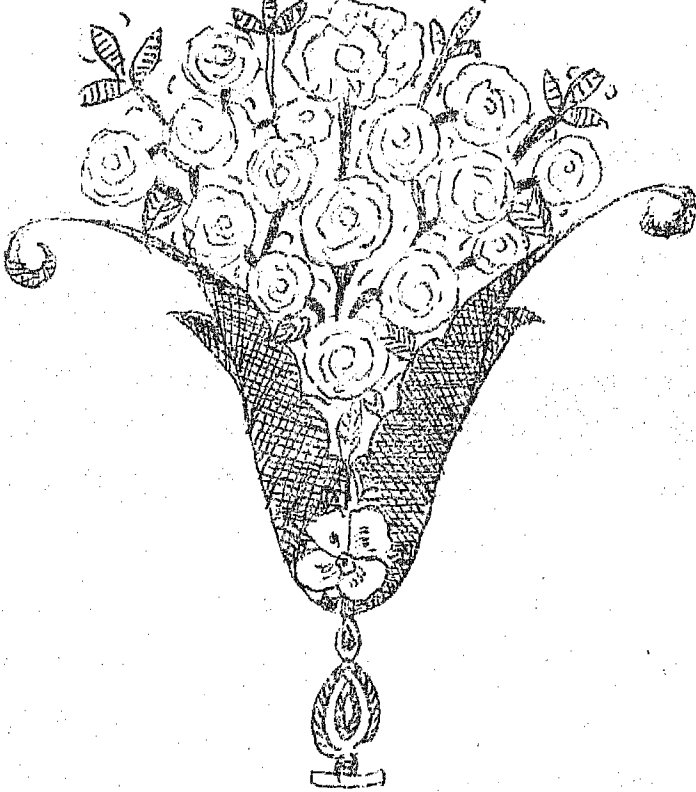
غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے خیالات

ایسوسی ایٹڈ پریس امریکہ کے نامہ نگار نے غازی مصطفےٰ کمال پاشا سے ملاقات کی تھی۔ اور اس کی کیفیت حسب ذیل الفاظ میں اخبارات کے نام بغرض اشاعت بھیجی تھی۔

" مصطفےٰ کمال پاشا نے مجھے اپنے محل واقع انگورہ میں شرف ملاقات بخشا۔ معمولی مراسم ملاقات کے بعد پہلا لفظ جو ان کی زبان سے نکلا تھا وہ یہ تھا: "ٹرکی ہم ترکوں کے لئے ہے" پھر انہوں نے پوری متانت سے فرمایا "ہاں ٹرکی ہماری ہی ہے اور ہم سے کبھی جدا نہیں ہو سکتی۔ ہم محب وطن ترک صرف اسی مقصد کے لئے لڑ رہے ہیں۔ اور اپنے وطن کو اجنبی غلامی سے بچانا چاہتے ہیں۔ اجنبی قومیں اپنے ملکوں کو آزاد دیکھنا چاہتی ہیں۔ مگر ہمارے ملک کو اپنی غلامی کی زنجیروں میں جکڑنا چاہتی ہیں۔ ہم ایک لمحے کے لئے بھی اسے منظور نہیں کر سکتے۔ اگر اتحادی ہمارے مطالبات قبول نہیں کرتے ہیں تو نہ کریں۔ ہم بھی کسی طرح ان کی زیادتیوں کو قبول کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہیں۔ اور نہ ان سے اس باب میں بے بنیاد گفت و شنید کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ کیسے ممکن ہے۔ کہ ہماری قوم کا گلا گھونٹ دیا جائے۔ اور ہم خاموش بیٹھے رہیں۔ اسی لئے ہم نے عزم بالجزم کر لیا ہے۔ کہ اس وقت تک برابر ہنگامہ کرتے رہیں گے۔ جب تک ہمارے حقوق تسلیم نہ کئے جائیں اور اس دن تک تلوار نہ رکھیں گے۔ جب تک ایک یونانی بھی فاتحانہ حیثیت سے ہماری سرزمین پر رہے گا۔ اگرچہ اس راہ میں ہمیں سالہا سال خون بہانا پڑے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ بعض لڑائیاں سو برس تک جاری رہی ہیں۔ بیسویں صدی کو بھی ہم ایک ایسی ہی لڑائی دکھا دیں گے۔ مغلوب کو تاوان

جنگ اور ناپڑتا ہے۔ یونانی جو بعض حریص قوموں کے بہتے پر ہمارا ملک فتح کرنے
کے لئے آئے ہیں۔ انہیں نتیجے سے باخبر رہنا چاہیے۔ ٹرکی کے ٹکڑے ٹکڑے
کرنا۔ اور اس کے ایک حصے کو یونان کے حوالہ کر دینا سخت ظلم ہے۔ اور ایسا
ظلم ہے جسے شریف ترکی قوم برداشت نہیں کر سکتی۔ ہمارا اجنبی تصفیہ بالکل واضح ہے
سمرنا ترکی ہے۔ اور ہمیشہ ترکی ہی رہے گا۔ اسی طرح مشرقی تھریس بھی ٹرکی
سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کی آبادی میں اکثریت ترکوں کی ہے۔ اس
کے علاوہ ترکی سلطنت کے بقیہ حصوں کے متعلق ہماری یہ خواہش منظور ہے کہ ان
کی آبادی سے استصواب رائے کر لیا جائے۔ لیکن قسطنطنیہ تو بہرحال ہمارے
پاس رہے گا۔ میری آخری رائے یہی ہے کہ دردانیال اور باسفورس بھی
ہمارے قبضہ و نگرانی میں رہیں۔ بین الاقوامی نگرانی بہت سی مشکلات کا موجب
ہوگی۔ اتحادی اگر دنیا میں امن و امان کے خواہاں ہیں۔ تو ہمارے ساتھ مل کر
کام کریں۔ ورنہ امن ناممکن ہے۔ اور ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ کہ قسطنطنیہ
کو مستثنیٰ کر کے آبناؤں کے متعلق نہایت مناسب شرائط پر سمجھوتہ کر لیں۔ کیونکہ
قسطنطنیہ ایک ایسی چیز ہے جو ترکی اور خلافت کے لئے بالکل ناگزیر ہے۔ اور
اسے ہم کسی طرح بھی چھوڑ نہیں سکتے۔ اور نہ کسی طرح کا اجنبی اقتدار اس میں
گوارا کر سکتے ہیں۔ میں بھی خوب سمجھتا ہوں کہ جنگ نہایت ناگوار شے ہے۔ اور
اس کے مصائب و آلام میرے قلب پر بھی وہی اثر ڈالتے ہیں۔ جو رحمدل سے
رحم دل انسان اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔ لیکن ہم کیا کریں؟ اگر ہتھیار رکھ
دیں تو ہمیں لوٹ لے جائیں۔ یہ ہماری تلوار ہی ہے جو ہمارے حقوق کی حفاظت
کر رہی ہے۔ اگر حریف قومیں ہمارا پیچھا چھوڑ دیں تو ہم بھی خاموش ہو جائیں
گے۔ اس وقت بھی ہم ملک کی حالت سدھارنے کی طرف سے غافل نہیں
ہیں۔ ہم نے شراب نوشی کا قطعی انسداد کر دیا ہے۔ تمام ملک شراب کی
لعنت سے پاک ہو گیا ہے۔ اور قمار بازی و بے حیائی کا یہاں نام و نشان تک

نہیں رہا ہے۔ ہم صدق دل سے متمنی ہیں۔ کہ امریکہ اناطولیہ کے ساتھ رشتہ محبت جوڑے اور تجارتی تعلقات قائم کرے۔ ہم اگرچہ اپنے ملک میں جمہوری حکومت قائم کرنا نہیں چاہتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ویسے ہی ڈیموکریٹک ہیں جیسے کہ امریکہ کے لوگ ہیں۔ میں ہرگز یہ خواہش نہیں رکھتا۔ کہ کسی جمہوری سلطنت کا صدر بنوں۔ ہمارے لئے تو بس ہمارا خلیفہ کافی ہے۔ اور ہماری پوری سرگرمی اس لئے ہے کہ ہم خلیفہ کے مقدس و بلند پایہ مرکز سے تمام عالم اسلامی کے ساتھ وابستہ ہو جائیں۔ اور سب مل کر اسے معزز و سربلند بنانے کی سعی کریں۔ خلافت اسلامیہ ابدی ہے اور ہمیشہ باقی رہے گی۔ اس کا مرکز قسطنطنیہ ہی رہے گا۔ کیونکہ ہماری مذہبی روایات کا اقتضا یہی ہے۔ ہم سب کے سب متحد و متفق ہیں۔ ہمارے مابین کسی قسم کی پھوٹ نہیں ہے۔ اور نہ ہم میں کوئی ایسی پارٹی ہے۔ جو موجودہ قومی حکومت کو شکست کر کے اس کی جگہ پر الگ بادشاہ کو قائم کرنا چاہتی ہو۔ اس قسم کی جتنی خبریں بھی مشہور کی گئی ہیں۔ سراسر غلط اور بے اصل ہیں۔

حکومت انگورہ کے وزیر خارجہ کا بیان

ترکی اخبار "الیزی" نے انگورہ گورنمنٹ کے وزیر خارجہ یوسف کمال بک کی وہ تقریر شائع کی ہے جو ممدوح نے قومی مجلس کے ایک جلسہ میں کی تھی۔ وزیر موصوف نے ضروری مباحث کے بعد مسئلہ صلح پر بحث کرتے ہوئے فرمایا۔

حضرات! اب ہمارے سامنے دو راستے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم برابر جنگ کو جاری رکھیں۔ اور دوسرا یہ کہ ہم صلح کر لیں۔ معزز صلح سے ہم نے کبھی انکار نہیں کیا۔ اور نہ اب انکار ہے۔ ہم ایسی صلح کے لئے ہر وقت آمادہ ہیں جو ہماری قومی امیدوں اور مطالبات کے موافق ہو۔ اور ہمارے کامل استقلال (آزادی) اور پاکیزہ و آزاد زندگی کی ضامن ہو۔ ہم ایسی صلح پر

نہ صرف راضی بلکہ آمادہ ہیں اور آرزومند ہیں۔ لیکن یہ بھی ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے دشمنوں کو اس سے آگاہ کر دیں۔ کہ جب تک اناطولیہ خالی نہ کر دیا جائے گا اس وقت تک صلح کی کوشش بالکل فضول ہوگی۔

حضرات مجھے یقین ہے۔ کہ نیک نیتی کا ابھی دیوالہ نہیں نکلا ہے۔ یورپ میں اب بھی نیک نیت لوگ موجود ہیں۔ اور میں یہ بھی خیال کرتا ہوں کہ یورپ کی حکومتیں ہمارے حقوق قومی سے ناواقف نہیں ہیں۔ اور وہ اس سے بھی لاعلم نہیں ہیں۔ کہ ترکی قوم کیا چاہتی ہے۔ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ اب دول یورپ ہمارے حقوق کو تسلیم کرنے لگی ہیں۔ اور ہمارے انصاف پر مبنی مطالبات کی طرف وہ متوجہ ہوگئی ہیں۔ مجھے اس کا بھی یقین ہے کہ یورپ یہ بھی معلوم کر چکا ہے۔ کہ اناطولیہ میں جو جدوجہد پائی جاتی ہے اور ادنیٰ سے اعلیٰ تک افراد کے جذبات یکساں طور پر مشتعل ہیں۔ وہ جدوجہد طبعی ہے۔ اور ترکی قوم نے یہ ارادہ پختہ کر لیا ہے۔ کہ وہ دنیا میں رہ کر آزاد زندگی بسر کرے گی۔ اور آزاد رہے گی۔ اس لئے ترکی قوم کے جذبات کو فنا نہیں کیا جا سکتا۔

حضرات! یورپ کے اخبارات کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ یونان کی اخلاقی شکست نے امید سے زیادہ اس کو نقصان پہنچایا ہے۔ اور جو اتہام اس نے ترکی قوم پر لگائے ہیں وہ بالکل جھوٹ ہیں۔ یورپ کے اخبارات نے جو اپنے ملکوں کی سیاست کو نمایاں کرتے رہتے ہیں اس راز کو آشکارا کر دیا ہے۔ ترکی قوم آج صرف اس سعی میں ہے کہ اپنے ان شہروں کو واپس حاصل کرے جن پر یونانیوں نے ناحق قبضہ کر رکھا ہے اور یہ ایک ایسا امر ہے۔ جو سب پر ظاہر ہے۔ اگر یونان پھر سے صلح کی تحریک کرے گا۔ یا ایسی صلح کرنا چاہے گا جو ترکی قوم کے مطالبات کو پورا نہ کرتی ہو تو ہم اس سے قطعی انکار کر دیں گے۔ اور پھر اس خوفناک راستے کو

اختیار کرنے پر مجبور ہوں گے جو ہم کو ہماری منزل مقصود تک پہنچا دے یقینی ہوگی!

حضرات! ہم اس وقت تک اپنے ہتھیاروں کو نہ رکھیں گے جب تک کہ ہم اپنے مغصوبہ حق کو واپس نہ لے لیں۔ اور اس عظمت و عزت کو حاصل نہ کرلیں جو ہم سے چھین لی گئی ہے۔

حضرات! ہم نا تواں لڑنے ہیں اور ہمیشہ جنگوں میں شریک رہے ہیں اب بھی لڑیں گے۔ اور آخر تک لڑیں گے۔ اس وقت ہماری زندگی اور موت صرف اس جنگ پر موقوف ہے۔ ہمیں خدا سے بزرگ و برتر سے قوی امید ہے کہ ہم کامیاب ہوں گے۔ اور شاندار فتح حاصل کریں گے لیکن شرط یہ ہے کہ ہم متحد رہیں۔ ثابت قدم رہیں۔ اور صبر و استقلال کو ہاتھ سے نہ دیں۔ ہمارے استقلال مصائب و مشکلات پر صبر اور اس قوت ایمانی کو جو ہم کو ہر وقت فتح کا یقین دلاتی رہتی ہے دیکھ کر دنیا حیران ہے۔ اور تعجب میں ہے۔

" ترکی حکومت زندہ ہے اور زندہ رہے گی"

جنرل فوزی پاشا کی تصریحات

انگورہ کا ایک اخبار مصطر ہے کہ ہم نے اپنے ایک خاص نمائندہ کو جنرل فوزی پاشا رئیس ارکان حرب کی خدمت میں ان امور کی تحقیق کے لئے بھیجا تھا جو آج کل زیر بحث ہیں۔ یعنی معاملات صلح جن پر سیاسی دوائر میں خوب بحث ہو رہی ہے۔ دشمن کے مقابلہ میں انگورہ گورنمنٹ کی سیاسی و فوجی حالت اور ان غیر محدود وسائل (سازشوں) کی حقیقت جو آج کل سیاسی فضا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان امور پر جنرل ممدوح سے جو گفتگو ہوئی ہے۔ وہ سوال و جواب کی صورت میں ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

سوال۔ کیا جناب والا صلح کی ان خبروں کے متعلق جو آج کل سیاسی

حلقوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اپنے خیالات سے میری رہنمائی فرما سکتے ہیں؟

جواب۔ ترکی اسی طرح رہے گا۔ جس طرح اپنی تاریخ کے گذشتہ دور میں رہا ہے۔ وہ قبول صلح اور امن وسکون کے جھنڈے کو ربع مسکون پر نصب کرنے کے لئے مستعد ہے۔ لیکن اس کا ایک سیاسی پروگرام ہے۔ (جس پر وہ صلح چاہتا ہے) وہ سیاسی پروگرام اس کا قومی میثاق ہے۔ جس پر وطن نے حلف اٹھایا۔ اور جس کو اپنے ہاتھ اور قلم سے لکھا ہے۔ (اور اس قومی میثاق کا پورا کرنا) جیسا کہ تم کو معلوم ہے فولاد کے قبضہ میں ہے۔ ہم روزانہ صبح و شام اپنے مطالبات کا صاف الفاظ میں اعلان کرتے رہتے ہیں اور ہمارے مطالبات نہایت صاف و صریح ہیں۔ بہر نوع ہمارا یہی فرض ہے کہ ہم اپنی وسعت کے مطابق اپنی طرف بلانے والوں کی ندا کو لبیک کہیں اور ہم جو کچھ کہہ چکے ہیں یا آئندہ کہیں گے وہی کریں گے۔

اگر تم (نامہ نگار حاکمیت ملت) یہ چاہتے ہو کہ ہم گذشتہ سالوں پر نظر ڈالیں اور ان تمام حوادث کو تلاش کریں جن کو زمانہ نے لپیٹ لیا ہے۔ تو اس صورت میں یہ امر ہمارے سامنے روشن ہو جاتا ہے کہ ہمارا سیاسی مطمح نظر ایک صحیح مرکز رکھتا ہے۔ ہمارے وہ دشمن جنہوں نے ہم کو کل تک اس طرح گھیر رکھا تھا جس طرح کنگن ہاتھ کو چاروں طرف سے گھیر لیتا ہے اور ہم کو اس قدر تنگ گرفت میں لیا تھا کہ گویا وہ ہم کو بالکل تباہ کر دیں گے۔ اور دنیا سے ہمارے نشانات تک کو مٹا دیں گے۔ آج وہی دشمن اپنی مسرتوں اور امیدوں کو کھو چکا ہے۔ اور آہستہ آہستہ ایک کے بعد دوسرا پیچھے ہٹتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اب ان میں سے صرف یونان ہمارے مقابلہ پر رہ گیا ہے۔ اور باقی سب ہمارے سامنے سے ہٹ گئے ہیں۔

سوال۔ کیا جناب والا حربی حالت اور موجودہ صورت حال سے مجھے آگاہ فرما سکتے ہیں؟

جواب دشمن (یونان) اس وقت اپنی پوری کوشش میدان جنگ کو تقویت دینے میں صرف کر رہا ہے۔ اور معرکہ سقاریہ میں جو نقصانات اس کو اٹھانے پڑے ہیں۔ ان کو پورا کرنے میں اپنی پوری طاقت سے منہمک ہے۔ لیکن ہماری سپاہ نے بھی کسی ایسی چیز ...... کو نہیں چھوڑا ہے جس کی تیاری ضروری تھی۔ ہما را لشکر بھی پورے طور پر تیار ہے۔ اور یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے آخری تجربات کی بنا پر دشمن کو اچھی طرح کچلنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

سوال۔ کیا دول شرقیہ سے ہمارے تعلقات موجودہ سیاسی فضا میں کوئی تبدیلی پیدا کر دیں گے۔ دیکھا جاتا ہے کہ دول مغرب میں سے بعض نے ہماری جانب اپنی توجہ کو مبذول کیا ہے

جواب۔ ہم نے مغربی دول کے متفقہ و مشترکہ حملہ کے زمانے میں دیکھا ہے۔ کہ دول شرقیہ نے ہمارے ساتھ خالص محبت اور سچی دوستی کا اظہار کیا ہے۔ اور ہمارے ساتھ ایسی مہربانیاں کی ہیں۔ کہ ہمارے قلوب ان سے مسرور اور ہماری آنکھیں ان مناظر سے پرنور ہیں۔ غرض دول مشرق کی ہمدردی محبت اور اخلاص نے ہمارے قلوب میں جو اثر پیدا کر دیا ہے اس کو ہم کبھی نہیں بھلا سکتے۔

یہ امر کسی تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ کہ اس خطرناک جنگ میں ہم بلا وجہ شریک یا داخل نہیں ہوئے ہیں۔ اور وہ عظیم الشان قربانیاں جو ہم نے اس جنگ میں کی ہیں۔ بیکار نہیں گئی ہیں۔ ہماری غرض صرف اپنے مقاصد کو حاصل کرنا اور اس گم شدہ دولت کو دوبارہ پانا ہے۔ جس کو ہم نے کھو دیا ہے۔ اور وہ مقصد یا دولت کیا ہے۔ کامل استقلال جس کو ہم نے اپنے قومی میثاق میں رکن اول قرار دیا ہے۔ اور پختہ عہد کیا ہے کہ اس سے ایک بال برابر کم پر راضی نہ ہوں گے۔ ہم نے کامل

استقلال کے حاصل کرنے پر اپنے قومی میثاق میں اپنے آباؤ اجداد کی ہڈیوں کی قسم کھائی ہے۔ اور سخت سے سخت حلف اٹھا کر قرار دیا ہے کہ جب تک ہمارے جسم میں آخری سانس یا سرزمین وطن پر ہم میں سے ایک سپاہی بھی رہے گا اس وقت تک ہم قومی میثاق کے خلاف کوئی مصالحت نہ کریں گے۔ بہرحال اس وقت تک صلح ناممکن ہے۔ اور امن و سکون کے علم کا نصب ہونا محال ہے۔ جب تک کہ ہمارے دشمن ہمارے "حقوق کامل" کا اعتراف نہ کریں۔ اور جب وہ ہمارے حقوق کا اعتراف کریں گے تو بلاشبہ وہ ہمارے سچے دوست ہو جائیں گے۔

انگلستان کو فرانس کا مشورہ

فرانس کے اخبار طان نے ایک مضمون لکھتے ہوئے خواہش ظاہر کی ہے کہ یونان اور ٹرکی میں دوبارہ جنگ چھڑنے کو روکا جائے۔ اس کے بعد اس نے ظاہر کیا ہے۔ کہ ٹرکی سے صلح کے لئے جو شرائط مقرر کی گئی ہیں۔ ان کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اور ان سے قطع نظر کرنا چاہیئے۔ کیوں کہ دول حلفاء کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں ہے۔ کہ جو شرائط انہوں نے قبل ازیں قرار دی تھیں وہ اب بھی ان پر قائم رہیں۔ اور اس لئے کہ وہ ٹرکی جو ۱۹۱۴ء میں جرمنی کے ساتھ مل کر ہم سے جنگ آزما ہوا تھا۔ آج وہ اپنے قومی استقلال کی مدافعت کر رہا ہے۔ علاوہ ازیں تشدد اور سختی کی پالیسی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اور مشرق قریب میں سخت گیری کے اصول پر کبھی امن و سکون قائم نہیں کیا جا سکتا۔ مسٹر لائڈ جارج نے روس میں بہت کچھ فوجی طاقت سے کام لیا۔ لیکن جب انہوں نے یہ دیکھ لیا کہ فوجی طاقت سے کامیابی حاصل نہیں کی جا سکتی۔ تو وہ سوویٹ روس سے گفتگو پر آمادہ ہو گئے۔ اور تجارتی معاہدہ کی طرح ڈالدی۔ حالاں کہ روس علی الاعلان دنیا میں بغاوت و شورش پھیلانے کا مدعی تھا۔ اور رہنا آواز سے پکارتا

تھا کہ وہ دنیا کے نظام کو تبدیل کرنے کیلئے ساعی ہے جب برطانیہ نے
روس جیسے ملک سے جو ہر قسم کے عیب رکھتا ہے معاملہ کرنے میں تامل
نہ کیا۔ تو پھر انگورہ گورنمنٹ سے گفتگو کرتے ہوئے اسے کیوں تامل ہے۔
انگورہ گورنمنٹ نہ دنیا میں شورش پھیلانے کی مدعی ہے اور نہ حکومتوں کے
نظام کی تبدیلی کی خواہشمند ہے۔ اور اس کے علاوہ بھی اس نے کوئی ایسا
جرم نہیں کیا ہے۔ جو گفتگو میں حارج ہو سکے۔ بلکہ اس نے قلیل التعداد
اقوام کی پوری حفاظت کی ہے۔ اور ان کے حقوق کا احترام کیا ہے۔

جلالت مآب سلطان المعظم کی رائے

اخبار "اقدام" لکھتا ہے کہ توفیق پاشا صدر اعظم نے جنرل
ہیرنگٹن کو حضور سلطانی میں پیش کیا۔ جنرل اپنی شکل و صورت سے بہت
بھولے نظر آتے تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا کہ گویا ان کو ان شدائد و مظالم سے
سے کوئی واسطہ ہی نہیں۔ اگر خدا کی رحمت شامل حال نہ ہوتی تو ان مظالم
نے تمام ان لوگوں کا خاتمہ کر دیا ہوتا جو ترکی کے روح رواں ہیں۔ بہرحال
جنرل ہیرنگٹن کو شرف باریابی ملا۔ اور جنگ یونان کے بارہ میں گفتگو شروع
ہوئی۔

اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ یونانیوں نے عثمانیوں پر بے انتہا مظالم
کیے ہیں۔ اور اگر انگریزی گورنمنٹ ان کی مدد نہ کرتی تو یقیناً یونان کو کبھی
جرأت نہ ہوتی۔ کہ وہ ترکی کے مقابلہ میں کھڑا ہو۔ اعلیٰ حضرت نے اس جملہ کو
کئی بار دہرایا اور اس کے بعد دیر تک دربار میں خاموشی رہی۔ گویا ایک
جانب سے غصہ کا سکوت اور ایک جانب سے ندامت کی خاموشی تھی)
سلطان المعظم نے یہ بھی فرمایا کہ شاہی اقتدار صرف جسموں پر ہوتا ہے۔
دلوں کا پھیرنا ان کے اختیار میں نہیں ہے۔ جب تک یہ جنگ قائم ہے
بھلا کیونکر لوگوں کے احساس پر قابو پا سکتا ہوں۔ بات بالکل

انگلستان کے اختیار میں ہے۔ تو وہ یونان کو ترکی سرزمین سے نکل جانے کے لئے کہے اس وقت امن کا جھنڈا بلند کیا جا سکتا ہے۔

جنرل نے کہا کہ انگلستان مصالحت کرانے کے لئے آمادہ ہے۔ اور وہ عثمانیوں کی رائے جاننا چاہتا ہے۔ اور چوں کہ جلالت مآب کا اثر سارے عالم اسلامی پر ہے اس لئے ہماری خواہش ہے کہ سلطان المعظم بذات خاص خواہش امن و صلح کا ایک اعلان فرمادیں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ قسطنطنیہ کی حکومت اس جنگ سے علیحدہ ہے۔ اور جنگ کمالیوں اور یونانیوں کے درمیان ہے۔

جلالت مآب نے فرمایا کہ ایک ناطرفدار صرف توسط کا کام دے سکتا ہے میں اپنے فرائض اور حب وطن کے لحاظ سے سمجھتا ہوں کہ میرا بھی یہ فرض ہے کہ ایک معمولی عثمانی سپاہی کی طرح یونانی دست درازیوں کو روکوں تاوقتیکہ ترکی سرزمین کو خالی نہ کر دے۔

ہاں! ایک غیر جانب دار ہونے کی حیثیت سے میں یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ میں کبھی بھی مظلوم کو چھوڑ کر ظالم کی اعانت نہیں کروں گا۔

یونانیوں کے مظالم انسانیت سے بہت دور ہیں۔ ان کے لئے اب ہمارے دلوں میں مہربانی اور محبت کا کوئی ذرہ باقی نہیں رہا۔ ہمارے دیہاتوں اور آبادیوں پر یونانیوں نے جو مظالم توڑے ہیں تم ان سے خوب واقف ہو۔

اس موقع پر سلطان المعظم نے فرط جوش سے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ یونانیوں کا نام بھی اب میرے کانوں تک آئے۔ اس جلہ پر گفتگو ختم ہو گئی۔

دردانیال کے متعلق حکومت انگورہ کی شرائط

(۱) دردانیال اور باسفورس ترکی سیادت میں رہیں گے۔

(۲) تمام قوموں کے جہازوں کو ان میں سے گذرنے کی اجازت ہو گی۔

(۳) جن جہازوں پر بحر اسود کے گرد کی ریاستوں کے علم لہرا رہے ہیں ان سے کوئی محصول نہیں لیا جائے گا۔

(۴) جہاز جب کہ آبناؤں میں سے گذر رہے ہوں ہر قسم کے ضابطہ نظام سے بری ہوں گے۔

(۵) آبناؤں کی حفاظت ترکی سپاہ کرے گی۔

(۶) انتظام بندرگاہ کی تعمیر اور جہاز رانی کے لئے ایک مخلوط کمیشن قائم کیا جائے۔

(۷) جو ریاستیں بحر اسود کے گرد واقع ہیں اور دیگر دول عظمیٰ اس کمیشن میں اپنا ایک ایک نمائندہ بھیجیں گی۔ اور ترکی کے دو نمائندے ہوں گے۔ نمائندے اور صدر تین سال کے لئے منتخب ہوں گے۔ اور پہلا صدر عثمانی باشندہ ہوگا۔

(۸) اس کمیشن کا خرچ غیر معمولی جہازوں پر معمولی ٹیکس لگا کر پورا کیا جائے گا۔

یہ ٹیکس صرف پانچ سال کے واسطے لگائے جائیں گے۔

(۱۰) اثنائے جنگ میں آبنائیں بین الاقوامی جہاز رانی کے لئے حسب معمول کھلی رہیں گی۔ اور ان کی نگرانی اسی کمیشن کے سپرد رہے گی۔

(۱۱) اگر ترکی بھی جنگ میں شریک ہو تو بھی آبنائیں کھلی رہیں گی مگر اس بات کی ضمانت طلب کی جائے گی کہ آبنائیں محفوظ رہیں گی۔

(۱۲) معمولی اوقات میں جنگی جہاز آبناؤں میں سے گذر سکتے ہیں۔ مگر بایں شرط کہ وہاں ۲۴ گھنٹے سے زیادہ قیام نہ کریں۔

(۱۳) جنگی جہاز جو غیر ملکی دفود سے کرائیں۔ وہ وفود کی واپسی تک قیام پذیر ہو سکتے ہیں۔

(۱۴) اگر کوئی حکومت آبناؤں پر حملہ کرے خواہ وہ کوئی بھی کیوں

نہ ہو کیشن کے اراکین فوراً اپنی اپنی حکومتوں کو لکھیں گے۔ حملہ آور تمام نقصان جو اس کے حملے سے ہوا ہے۔ پورا کرے گا۔

یونان میں خطرناک خانہ جنگی

تا نچسٹر گارڈین کا نامہ نگار ایتھنز سے لکھتا ہے۔ کہ یونان کی تاریخ اپنے تکرار کے لئے بدنام ہے۔ موجودہ حالت اس حالت کے عین مشابہ ہے جو قسطنطین کے دوبارہ تخت نشین ہونے سے چند ماہ پیشتر تھی۔ لیکن اب موسیو گونارس دول متحدہ کے پایہ تختوں میں گھوم رہا ہے۔ اور ان کے دفاتر خارجہ کو اپنی امداد پر اکسا رہا ہے۔ اور حامیان وینزلوس اور امور داخلیہ کی طرف سے بے پرواہی کے خلاف چلا رہے ہیں۔

وینزلوس اور گونرس کی رقابت

شاید اس سے پیشتر فرقہ بندی کبھی ایسی سخت نہیں ہوئی۔ اور نہ اتفاق کی کوشش اتنی ناکام رہی ہیں۔ دونوں جماعتیں موجودہ بدنظمی کی حالت کا الزام اپنی رقیب جماعت کے سر تھوپتی ہیں۔ سرکاری اخبارات کے مقالات افتتاحیہ نگار اپنے ہمعصر حامیان وینزلوس پر خوب برسے دسے کرتے ہیں۔ اور خوب پانی پی پی کر کوستے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو دھمکیاں تک دیدیتے ہیں۔ ایک اخبار (اسپرینا) حامیان وینزلوس کو ایشیائے کوچک میں یونان کی تباہ حالی کا الزام لگاتا ہے۔ بلکہ وہ یہاں تک بے لگامی کرتا ہے کہ ان پر قسطنطنیہ میں ترک احرار کے ساتھ سازش کرنے کا الزام بھی لگاتا۔ جو اخبار وینزلوس کے حامی ہیں وہ انتقام لینے میں کسی سے پیچھے نہیں مگر وہ اتنے شدید حملے نہیں کرتے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہور کی رگیں بہت تن گئی ہیں۔ کینز کانفرنس کی شکست کے معنے یونان میں یہ لئے جاتے ہیں۔ کہ فرانس نے موسیو برائنڈ کی خلاف یونان کی پالیسی سے بھی زیادہ سخت پالیسی اختیار کر لی

البتہ انگلستان میں قرضہ حاصل کرنے کی اجازت کو خوش گوار نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ مگر اسے صرف اجازت ہی سمجھا جاتا ہے۔ اور بس! کیوں کہ انگریز سرمایہ داران ضمانتوں کو کافی نہیں سمجھتے۔ جو یونان پیش کرتا ہے۔ حامیان وینیزیلوس پر کھلم کھلا یہ الزام لگایا جا رہا ہے۔ کہ وہ انگلستان سے قرضہ نہ ملنے پر زور دے رہے ہیں۔ اب اگر اس پر کریٹ کی حالت کو مستزاد کیا جائے۔ تو حکومت کی حالت کچھ قابل رشک نہیں رہتی۔ کانڈیا ریتھیمو اور کانیا کے علاقوں پر سرکاری فوج نے قبضہ کر رکھا ہے۔ مگر وہ اپنے خیموں سے باہر اپنے منہ نہیں دکھا سکتی۔ باقی جزیرہ بالکل آزاد ہے۔ بھرتی کا سوال تو بالکل خارج از بحث ہے۔

مزید برآں انگلستان نے یونان کے بارہ میں جو روش اختیار کر لی ہے۔ وہ بھی تشویش و تردد پیدا کر رہی ہے۔ یونان میں انگلستان کو اور صرف انگلستان کو دوست خیال کیا جاتا ہے۔ مگر اناطولیہ کے مسئلہ کے بارہ میں انگریزی اخبارات نے حال ہی میں جو کچھ لکھا ہے اس نے یونان کی سٹی بھلا دی ہے۔ . . . یونان میں ہر شخص کی آنکھیں نئے وارے خطرہ کو دیکھ رہی ہیں۔ لیکن اگر سمرنا ان کے ہاتھ سے جاتا رہا۔ تو وہ خطرہ یقین سامنے آ جائے گا۔ حامیان وینیزیلوس تو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ گونرس نے ان شرائط کو قبول کر لیا ہے۔ جن میں سمرنا کا تخلیہ شامل ہے۔ لیکن ابھی پیشگوئی کی جا سکتی ہے کہ اس کی حقیقت کیا ہے۔

اس اثنا میں موسیو گونرس پر دور دور سے بھر رہا ہے۔ اور بالکل لب کشائی نہیں کرتا۔ خود اس کی جماعت میں تشویش کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔ سیاسی انجمنوں کے ایک جلسہ میں ایک قرارداد میں موسیو گونرس سے طالب کیا گیا ہے۔ کہ وہ اپنا نظام عمل پورا کرے۔ اور وینیزیلیسٹ کا کامل استیصال کرے۔ جو ملک کے لئے ایک حقیقی خطرہ ہے۔ یہ ظاہر نہیں کیا گیا۔

کہ ہر مقصد کن ذرائع سے حاصل کیا جائے۔ لیکن یہ نتیجہ نکالنا غیر معقول نہ ہوگا۔
کہ تنٹ دکو کار فرمایا جائے گا۔ لیکن ابھی اس سوال سے بھی بڑے بڑے سوالات
ابھی تو درپیش ہیں۔ مگر یہ مسئلہ بھی ایسا ہے کہ گونا ریوں "یونان صغیر" کی حکمت عملی
اسے بآسانی حل نہ کر سکے گی۔

حکومت کی کمزوری

یہ بات تو صاف ظاہر ہے کہ امن عامہ خطرہ میں ہے
اور یہ حکومت اور جمہور کی کمزوری کا لازمی نتیجہ ہے۔
حال میں جب امیر البحر کنڈوریوٹس اور موسیو پالس پر دو سپاہیوں نے قاتلانہ
حملہ کیا۔ تو نہ کوئی گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ نہ کوئی سرکاری بیان شائع ہوا۔

اس واقعے سے ۱۹۲۳ء کا واقعہ یاد آتا ہے۔ جس میں موسیو ڈریگومس
قتل ہوا تھا۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ اب کے امیر البحر کنڈوریوٹس اور موسیو
پالس جانبر ہوگئے۔ اور صرف خفیف سے زخمی ہوئے اور موسیو ڈریگومس مارا
گیا۔ حملہ کی وجہ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو اس کے بعد کسی گرفتاری کا عمل میں نہ آنا
اور نہ کوئی سرکاری بیان شائع ہونا یہ چیزیں عام تشویش پیدا کر رہی ہیں جس
پر مستزاد حال کے واقعات ہیں۔ مثلاً ایک شاہ پسند اخبار کے ایک مدیر نے اپنے
دوستوں اور پولیس کی مدد سے ایک حامی وینزیلاس اخبار کے دفتر پر دھاوا
کیا اور ان کاغذوں کو تباہ کرایا جو ابھی ٹائپ ہو رہے تھے۔ اس میں شک
نہیں کہ اس کا مقصد خالص سیاسی نہیں تھا۔ کیوں کہ جن کاغذوں کو خراب
کیا گیا۔ ان میں لاٹری میں جیتنے والے لوگوں کے نام تھے۔ جو حامی وینزیلس
اخبار اپنے رقیب سے پہلے شائع کرنے کا فخر حاصل کرا سکتا تھا۔ مگر اس
بات سے کہ مدیر ایک شاہ پسند تھا۔ جسے پولیس نے ایسا کرنے سے نہیں
روکا۔ اور بعد میں اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی۔ امن عامہ میں نقص کی
کافی شہادت ہے۔ بدقسمتی سے اس ملک میں صحافت کی روایات صد درجہ
پر با شکوہ ہیں۔ اسی طرح سالونیکا میں ایک حامی وینزیلوس کلب پر ایسا ہی حملہ

کر کے اسے برباد کر دیا گیا۔

یونان کی جمہوری زندگی میں اس وقت ایک ہستی موسیو سرگیادس کی ہے۔ جس کی حیرت انگیز غیر جانب داری بڑا گہرا اثر ڈال رہی ہے۔ اس تفرقہ انگیز سرزمین میں اس کا کسی جماعت میں حصہ لینے سے انکار کر دینا امید کی ایک شعاع ہے۔ کانتیا میں جب وہ گیا تو لوگوں نے اس کا خیر مقدم بڑے جوش سے کیا۔ اور اسے یونان کی امید و چھد بتایا۔ لیکن وہ ابھی تک سمرنا میں ہے۔ جہاں غالباً اس کی خدمات زیادہ مفید ہیں۔

یونان کی نازک حالت

ابھی یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ صورت حالات کونسا پہلو اختیار کرے گی۔ ایک بات البتہ واضح ہے۔ اگر موجودہ جماعت بندی فوراً نہ دور ہوئی تو ایک سیاسی بحران کا پیدا ہونا لازمی ہے۔ جس میں قتل و خونریزی ہوگی اور انجام کار یونان میں اس قدر تفرقہ اور فرقہ بندی ہو جائے گی اس کی حالت یاس انگیز ہو جائیگی۔ آئندہ کانفرنسوں کا نتیجہ خواہ کچھ بھی کیوں نہ ہو۔ یونان کو ان سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ وہ ایشیائے کوچک میں اپنے مقبوضہ علاقہ کو کسی حد تک محدود کرنے کو تیار ہے۔ لیکن اگر تھریس میں سے چپہ بھر بھی زمین واپس لی گئی تو یونان کی حالت سخت خطرناک ہو جائے گی۔ یونان کو بخوبی معلوم ہے کہ بلغاریہ اچھی حالت میں ہے۔ اور کسی کانفرنس سے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن یونان کے ہاتھ سے کوئی علاقہ لے کر اسے بلغاریوں کو دیدینا سخت ترین بلقانی جوش رقابت پیدا کر دے گا۔

پیرس میں صلح کی کانفرنس

جب ستمبر ۱۹۲۱ء میں یونان کی فوجیں مغلوب و منہزم ہو کر پیچھے ہٹ گئیں تو عام خیال تھا کہ اب دول متحدہ بیچ بچاؤ کی کوشش کریں گی۔ اور ٹرکی و یونان میں مناسب شرائط پر صلح کرا دیں گی۔ لیکن کامل ۶ ماہ تک کچھ

بھی نہ ہوا۔ اور ساتویں ہفتے لارڈ کرزن وزیر خارجہ برطانیہ مشرقی معاملات کے تصفیہ
کی غرض سے پیرس میں رونق افروز ہوئے جہاں انہوں نے ایک کانفرنس منعقد
کی اور ۲۲۔ مارچ کو اس کا باقاعدہ افتتاح ہوا۔

اطالوی وزیر خارجہ کا خیال

اٹلی کے وزیر خارجہ نے مشرق قریب کی کانفرنس کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا
کہ اس میں ترکوں کو ان کے کسی علاقے سے محروم کرنے کی کوئی تجویز نہ
ہو گی۔ بلکہ اگر ہو سکا تو کوشش کی جائے گی۔ کہ ترکوں کو اقتصادی ترقی کرنے
کا موقع دیا جائے۔ ٹرکی کو زندہ رہنے کا حق حاصل ہے۔ اور اسے پیش نظر
رکھتے ہوئے اس کے تمام مطالبات مناسب ہیں۔ کانفرنس میں ٹرکی کی
آزادی تسلیم کی جانی چاہیئے۔ اتحادی تمام مسائل کا حل کریں گے۔ اور اس
میں ترکوں یا یونانیوں کا کوئی لحاظ نہ کیا جائے گا۔ صرف یہ خیال رہے گا کہ
فوری امن قائم کرنے کے لئے کونسا ذریعہ مفید ہے۔

التوائے جنگ کی تحریک

لندن ۲۲۔ مارچ۔ پیرس کے ایک تار میں مرقوم ہے کہ دول متحدہ کے وزرا نے
ایک خاص جلسہ کر کے قسطنطنیہ ایتھنز اور انگورہ کو ایک متفقہ پیغام اس مضمون
کا روانہ کیا ہے کہ تین ماہ کے لئے ایشیائے کوچک میں جنگ و جدال ملتوی
کر کے ایک غیر جانبدارانہ علاقہ وہاں کا بیطرف چھوڑ دیا جائے۔ جو دول متحدہ
کے کمشنران کی نگرانی میں رہے گا۔

فرانسیسی گورنمنٹ نے اب اس بات کا فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ وہ تمام
بین الاقوامی معاملات میں اپنی پارلیمنٹ کے تابع رہے گی۔ اور فرانسیسی
نمائندے کوئی ایسی بات نہ کہیں گے۔ جو پارلیمنٹ کی رائے کے خلاف ہو۔

فرانس کو اس معاملہ میں اپنی پالیسی کی دوبارہ وضاحت کرنے کی
ضرورت اس لئے پیش آئی کہ مسٹر لائڈ جارج نے فرانسیسی صدر اعظم ایم

پوانکارے سے کہا تھا۔ کہ وہ جنیوا جاکر وہاں فرانس کے قائم مقام کی حیثیت میں عہدو مواعید کریں۔

عارضی صلح کی شرائط

پیرس ۲۳۔ مارچ۔ ترکوں اور یونانیوں کے التوائے جنگ کے لئے اتحادیوں نے یہ شرط تجویز کی ہے۔ کہ ۳ ماہ کے بعد وہ پھر تازہ کی جا سکتی ہے۔ جب تک کہ صلحنامہ پر دستخط نہ ہو جائیں۔ اتحادیوں کے ہائی کمشنروں نے جو قسطنطنیہ میں ہیں کوشش کی ہے کہ ترکوں سے اس معاملہ میں جلدی جواب حاصل کریں۔

پیرس ۲۳۔ مارچ ترکوں اور یونانیوں کے التوائے جنگ کی شرائط لارڈ کرزن کی تجویز کردہ ہیں۔ اگر یونانیوں نے اور ترکوں نے ان کو منظور کر لیا۔ تو یونانیوں اور ترک کمانڈروں اور اتحادی افسروں کی ایک کمیٹی قسطنطنیہ میں بیٹھے گی۔ جو یونانیوں سے ایشیائے کوچک کو خالی کرانے کی شرائط طے کرے گی۔ اور اس میں ۳ ماہ کا عرصہ صرف ہوگا۔ اور ترکوں کو سمرنا میں حکومت قائم کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ لیکن سمرنا کے گورنر کا تقرر اتحادیوں یا اقوام کی لیگ کی منظوری سے ہوا کرے گا۔

لندن ۲۴ مارچ۔ دول متحدہ کے سفرا نے یونانی گورنمنٹ کو اتحادیوں کا وہ مراسلہ حوالہ کیا جس میں یہ تحریک کی گئی ہے۔ کہ ایشیائے کوچک میں جنگ ملتوی کی جائے۔ اس کے بعد ہی یونانی وزارت کا ایک جلسہ ہوا۔ جس میں اس مراسلہ پر غور کیا گیا۔ اس مراسلہ کا یونان پر معقول اثر پڑا ہے بعد کے تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ یونانی گورنمنٹ نے ایشیائے کوچک کو خالی کرنے کی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ ایک اتحادی مشن ترکی اور یونانی فوجوں کے ساتھ رہے گا۔ تاکہ التوائے جنگ کی حالت میں طرفین کے درمیان کوئی جنگ و جدال نہ ہو سکے۔ جن بندرگاہوں سے یونانی فوجیں واپس جائیں گی وہاں دول متحدہ کی فوجیں اور جنگی جہاز رہیں

واں امن قائم رکھیں گے۔ دول متحدہ کے ہائی کمشنران مقیم قسطنطنیہ نے ، ہاں انگورہ گورنمنٹ کے قائم مقام کو دول متحدہ کا مراسلہ حوالہ کیا۔ اور اس کی ایک نقل باب عالی کو بھی حوالہ کی گئی ہے۔ اس مراسلہ میں یہ تجویز پیش کی گئی ہے۔ کہ تین ماہ کے لیے ترکوں اور یونانیوں کے درمیان التوائے جنگ ہو جائے۔ اور اس عرصہ میں یونانی سپاہ ایشیائے کوچک کو خالی کر دے۔ اس مراسلہ پر انگورہ گورنمنٹ کے وزرا کی ایک کونسل میں غور کیا گیا۔ اور بعد کو یہ طے پایا۔ کہ سیدان جنگ میں فوجی کمانڈران سے اس کے متعلق تحقیقات کی جائے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ فوجی کمانڈروں نے اس تجویز کی مخالفت کی ہے۔

پیرس ۲۶ - مارچ - ایک نیم سرکاری بیان جو فرانس میں شائع ہوا مظہر ہے۔ کہ مشرق قریبہ کی کانفرنس نے آبناؤں کی آزادی کے متعلق فیصلہ کر دیا ہے۔ ساحل اناطولیہ غیر جانبدار قرار دیا جائے گا۔ لیکن وہ آبناؤں کی محافظ کمیٹی کی زیر نگرانی رہے گا۔ اور جزیرہ ہماگیلی پولی یونان کو دیا جائے گا۔

پیرس ۲۷ - مارچ - ایک سرکاری اطلاع جاری ہے۔ کہ مشرق قریبہ کی کانفرنس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ قسطنطنیہ اور مشرقی مقریس کا بڑا حصہ سلطان ٹرکی کے زیر حکومت رہے گا۔ اور جو علاقے آبناؤں کے ساحلوں پر آباد ہیں وہاں سے فوجیں ہٹالی جائیں گی۔ خواہ وہ ٹرکی کو دے جائیں یا یونان کو اور ایک بین الاقوامی کمیٹی آبناؤں کا انتظام کرے گی۔ ٹرکی کے تاوان کی رقم مقرر کی جائے گی۔ اور کسی قسم کی مالی نگرانی قائم نہیں ہو گی۔ کیپی چولیشن کا طریق عارضی طور پر قائم کیا جائے گا۔ اناطولیہ میں بحر روم سے بحر اسود تک ٹرکی کی ملکیت رہے گی۔ اور آرمینے تفقاز اور ایران کی حدود سے لے کر بحیرہ ایجین تک یہ تمام فیصلے اس امر پر مشروط ہیں۔ کہ ایشیائے کوچک کو پرامن طور پر خالی

کرایا جائے۔ جس کے لئے التوائے جنگ کی تجویز پیش کی گئی ہے۔

ٹرکی کی قومی طاقت

سرکاری اطلاع میں اس امر کو واضح کیا گیا ہے۔ کہ اتحادی چاہتے ہیں۔ کہ ٹرکی کی قومی طاقت از سرنو بحال ہو۔ اور اس کی جداگانہ قومی ہستی ہو۔ اور اس کا دارالخلافہ اس کے قبضہ میں ہو۔ اتحادی یہ بھی چاہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو یقین دلائیں کہ سلطان کا دنیوی اور دینی اقتدار بحال رہے گا۔ بخلاف اس کے اتحادی یونانی قوم کو کچھ معاوضہ دینا چاہتے ہیں ان قربانیوں کے صلہ میں جو انہوں نے بدوران جنگ اتحادیوں کے لئے کی تھیں۔ اور اس خیال سے کہ آئندہ دونوں قوموں کے مابین باہمدگر اعتماد پیدا ہو جائے گا۔ قلیل التعداد قوموں کی حفاظت کے لئے جو ایشیا یا یورپ میں خواہ عیسائی ہیں۔ یا مسلمان تدابیر عمل میں لائیں گی۔

اتحادیوں کی تجاویز

پیرس ۲۷۔ مارچ۔ مشرق قریب کی کانفرنس کے متعلق ایک اطلاع بدیں مضمون شائع ہوئی ہے کہ اتحادی وزرائے خارجہ کی تمام تجاویز ترکوں اور یونانیوں کے پاس بھیج کر ان سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ تین ہفتہ کے اندر اپنے نمائندے بھیج دیں۔ اتحادیوں کے ہائی کمشنر مقیمہ قسطنطنیہ فریقین کے نمائندوں کو مدد دیں گے۔ فرانس کا ایک نیم سرکاری بیان اس امر پر زور دیتا ہے کہ کوئی تاوان عائد نہیں کیا جائے گا۔ اور گیلی پولی یونانیوں کو اس وجہ سے دیا جاتا ہے۔ کہ وہاں کی آبادی زیادہ تر یونانی ہے۔ اور اتحادیوں کے بہت سے سپاہی وہاں کام آئے ہیں۔ اس لئے وہ ٹرکی کو واپس کر کے خطرہ میں پڑنا نہیں چاہتے۔ جزیرہ نما پر اتحادی فوجیں تورنے کا انتظام کرنے کے لئے ایک خاص نظام حکومت تجویز کیا گیا ہے۔ اور ویسا ہی انتظام ایڈریانوپل میں ہوگا۔ جو یونانیوں کو دیا

گیا ہے۔ لیکن ولایت سمرنا ترکوں کے حوالہ کی جائے گی۔

لنڈن ۲۷۔ مارچ۔ پیرس کانفرنس کے متعلق جو اطلاع شائع ہوئی ہے۔ وہ مظہر ہے۔ کہ آبناؤں کی بین الاقوامی کمیشن کا پریذیڈنٹ کوئی ترک ہوگا۔ آبناؤں کے ایشیائی ساحلی علاقے سے فوجیں ہٹائی جائیں گی۔ اور بحر ماروہ کے جنوبی ساحلوں کے متعلق بجز جزیرہ نما ارتاکی کے اور کہیں سے فوجیں نہیں ہٹائی جائیں گی۔ بحر ماروہ کے تمام جزائر اور جزائر ٹینیس امبروس۔ بیٹڈاس سمو تھریس۔ خالین سے فوجیں ہٹالی جائیں گی۔ یونانی مشرقی تھریس پر قابض رہیں گے۔ جہاں بعض مقامات پر یونانی آبادی زیادہ ہے۔ اور اتحادی یہ ذمہ داری نہیں لے سکتے۔ کہ یونان سے اناطولیہ اور مشرقی تھریس دونوں کو خالی کرادیں۔ جو سرحد تجویز کی گئی ہے اس کی وجہ سے یونانی قسطنطنیہ پر حملہ نہ کرسکیں گے۔ اور نہ ترک یونانیوں پر حملہ آور ہوسکیں گے۔ صلحنامہ کی تصدیق ہونے کے بعد اتحادی فوجیں قسطنطنیہ سے ہٹالی جائیں گی۔ اور ٹرکی کو اس سے زیادہ فوج سے شہر کی حفاظت کے لیے رکھنے کی اجازت دیجائے گی۔ جو معاہدہ سیورس میں تجویز کی گئی تھی۔ اور جندرما فوج کا انتظام کرنے کے لئے اتحادی یورپین افسروں کی خدمات گورنمنٹ ٹرکی کے سپرد کرنے کو آمادہ ہیں۔

باب عالی کا جواب

قسطنطنیہ ۲۷۔ مارچ۔ اتحادیوں کی تجویز متارکہ جنگ کے جواب میں باب عالی نے جتایا ہے۔ کیونکہ یہ سوال صرف اس سے متعلق نہیں۔ اس لئے اس نے اتحادی یادداشت کی ایک نقل حکومت انگورہ کے پاس بھیج دی ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ اتحادیوں کی خواہش کا بھی اظہار کردیا ہے۔ باب عالی نے یہ بھی جتایا ہے۔ کہ اتحادیوں کی یادداشت میں تھریس اور ایڈریانوپل کے متعلق تجاویز کا کوئی ذکر نہیں۔

پیرس ۲۷۔ مارچ۔ مغربی تھریس کے حقوق کے تحفظ کی کمیٹی کی طرف سے وفد بے کی سرکردگی میں ایک دفعہ یہاں پہنچا ہے۔ اور اس نے مشرق قریب کی کانفرنس میں ایک یادداشت پیش کی ہے۔

گیلی پولی کا مستقبل

پیرس ۲۸۔ مارچ۔ مشرق قریبہ کی کانفرنس نے جو کچھ فیصلے کئے ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔ کہ دردانیال کا ایشیائی ساحل ٹرکی کے حوالے کیا جائے گا۔ اور اس کے بہت بڑے علاقے سے فوجیں ہٹا لی جائیں گی۔ اور ایسا ہی گیلی پولی میں ہوگا۔ جہاں اتحادیوں کی فوجیں قابض رہیں گی۔ تاکہ آبنائے کے دہانے کی حفاظت ہو سکے۔ اتحادیوں کے فوجی ماہروں نے سفارش کی ہے کہ یورپ کی ایک سرحد قائم کی جائے۔ روڈوسٹو ٹرکی کو دیا جائے اور براتسکے اور کرک کلیسا یونان کو۔ وزرائے خارجہ صلحنامہ کے تین ماہ بعد قسطنطنیہ میں ایک کمیٹی قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جس میں برطانیہ۔ فرانس۔ اٹلی۔ جاپان۔ ٹرکی کے نمائندے شامل ہوں گے۔ یہ کمیٹی کیپی چولیشن کے مالی معاملات پر نظر ثانی کرے گی۔

یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ مشرق قریبہ کی کانفرنس کے فیصلے قطعی نہیں ہیں۔ اور انہیں کسی حیثیت ممکن ہے۔ اس پر لندن کے سرکاری حلقوں میں افسوس کیا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ یہ فیصلے نہایت وسیع بنیاد پر ہوئے ہیں جس پر اتحادی صلح ہو جانے کی امید رکھتے ہیں۔ اور یہ اتحادیوں کے قطعی نتیجے ہیں۔

لارڈ کرزن کی رپورٹ

لندن ۳۰۔ مارچ۔ لارڈ کرزن نے دارالامرا میں بیان کیا کہ پیرس میں جو کانفرنس ہوئی تھی۔ اس میں تمام قرار دادیں بالاتفاق رائے طے ہوئیں۔ انہوں نے بتایا۔ کہ عارضی صلح منظور ہو گئی۔ تو ایشیائے کوچک کو یونانی فوج سے خالی کر دیں

کی زیر نگرانی خالی کرا دیا جائے گا۔ اور جس جس علاقہ کو یونانی خالی کرتے جائیں
گے۔ فوراً ہی وہاں ٹرکی کی سول حکومت قائم ہوتی جائے گی۔ اتحادی
طاقتیں عیسائی آبادیوں کے مفاد کی حفاظت کریں گی۔ ورنہ یہ لوگ ان علاقوں
کے خالی ہوتے ہی بھاگ جانے پر مائل ہوں گے۔ یہ علاقے چھ ماہ کے
عرصہ میں خالی ہوں گے۔ اور اگر صلحنامہ کی تصدیق کے لیے۔ ٹرکی قوموں
کی تصدیق کے بعد ٹرکی قوموں کی لیگ کا ممبر بن گیا۔ تو لیگ یورپ اور
ایشیا میں خاص کمشنر نگرانی کے لئے مقرر کرے گی۔ تھریس کے خالی
کئے جانے کی بابت کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ یونانیوں سے یہ کہنا
مناسب یا قابل عمل نہیں ہے۔ کہ مشرقی تھریس کو خالی کر دیں۔ کیوں کہ
وہاں وہ زبردست فوجی طاقت سے قابض ہیں۔ علاوہ ازیں یونانی
فوجیں ہٹنے سے انکار کر دیں گی۔ اور میرے خیال میں کوئی طاقت
نہیں ہے۔ جو ان کو وہاں سے نکال سکے۔ بخلاف اس کے کانفرنس
ٹرکوں کی اس دلیل کو بھی تسلیم کرتی ہے۔ کہ اگر قسطنطنیہ ان کے حوالے کیا
گیا۔ تو ان کو فوجی حملوں کے خطرہ سے آزاد رہنا چاہیئے۔ پس تھریس کے
حصے کرنا ہی اس کا بہترین حل ہے۔ کانفرنس نے یہ تسلیم نہیں کیا۔ کہ آئندہ
سے جبری بھرتی کرنے کا حق صرف ترکوں ہی کو حاصل ہوگا۔ ٹرکی کو اپنے
محاصل پر معقول اختیار دیا جائے گا۔ بشرطیکہ وہ زمانہ قبل از جنگ کے
قرضوں کو تسلیم کرے۔ کمشنر ہر سال قوموں کی لیگ کے سامنے اپنی رپورٹ
پیش کیا کریں گے۔ آرمینیا کی بابت لارڈ کرزن نے کہا کہ ارمنی لوگ یا تو
شمال مشرق ٹرکی میں یا سلیشیا کے کسی حصہ میں سیاسی آزادی حاصل
کریں گے۔ اور سمرنا میں جو یونانی افسر رہیں گے ان کے متعلق
خاص ضمانت حاصل کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اور کہا کہ آبناؤں
کے بند کئے جانے پر طاقتیں بھی رضامند ہو جائیں گی۔ اور بین الاقوامی

منزیں سمجھی جائیں گی۔ صلحنامہ پر دستخط ہوتے ہی قسطنطنیہ خالی کر دیا جائے گا۔
اور سلطان ترکی وہاں کافی فوج کے ساتھ رہیں گے۔

تھریس کی آبادی کا احتجاج

قسطنطنیہ ۳۔ اپریل۔ تھریس کی ترکی آبادی کی ایک نمائندہ کمیٹی نے قسطنطنیہ کے اتحادی کمشنروں کو اطلاع دی ہے۔ کہ انہیں ایڈریانوپل یونان کو دے جانے سے خلاف سخت اعتراض ہے۔ اور وہ اتحادیوں کی اس کارروائی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتی ہے۔ کیونکہ اس کی اس کارروائی کا مطلب یہ سمجھا جائے گا۔ کہ زیادہ ترکوں کے ایک کثیر حصہ آبادی کو یونان کے زیر اقتدار رکھنا چاہیئے۔ تھریس کی مسلم آبادی کے ایک حصہ کثیر نے جو یونانی مظالم کی دست برد سے بچنے کے لئے بھاگ کر قسطنطنیہ میں آکر مقیم ہو گیا تھا۔ یوسف کمال کی خدمت میں حاضر ہو کر جب کہ وہ پیرس کانفرنس کی شرکت کے لئے وہاں سے ہو کر گذرے۔ ایک عرضداشت اس مطلب کی پیش کی کہ وہ ہرگز ہرگز اس بات کو برداشت نہیں کر سکتے۔ کہ تھریس یونان کو دیا جائے۔ اور اگر ایسا ہو گیا۔ تو اس کا یہ مطلب سمجھا جائے گا۔ کہ وہاں کی مسلم آبادی کو ان کے آباؤ اجداد کے وطن سے جدا کیا جا رہا ہے۔ ان غریب الوطن مسلمانوں نے بیان کیا کہ ہم کئی سو سال سے تھریس میں رہتے چلے آئے ہیں۔ تھریس میں مسلمان آبادی کا عنصر بہت زیادہ ہے۔ اور اس میں مشہور و معروف اسلامی شہر ایڈریانوپل بھی واقع ہے۔ مقدونیا اور کریٹ اور تھسالی میں وہاں کی مسلم آبادی پر یونان نے جو مظالم و تشدد کئے ہیں۔ ان کو دیکھ کر تھریس کی مسلم آبادی اپنے اوپر بھی ایسے ہی ظلم کیا جانا برداشت نہیں کر سکتی۔ انہوں نے یوسف کمال پاشا کو بتلایا۔ کہ وہ جا کر اتحادیوں کو کہہ دیں کہ تھریس میں یونانی مظالم کی موجودگی میں بھی تمام مشرقی اور مغربی

نفریں ترکی حکومت کے وفادار رہے ہیں۔ ان کی حقیقی حکومت ٹرکی کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

تخلیہ ایشیائے کوچک

لندن۔ ۵۔ اپریل۔ قسطنطنیہ کا ایک برقی پیغام مظہر ہے۔ کہ باشندوں کی حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اناطولیہ کی آبادی جنگ سے بالکل تنگ آگئی ہے۔ اسے اب علاقے فتح کرنے کا خیال دامن گیر نہیں ہے اور اگر اناطولیہ کی سیادت کو قائم رکھا گیا۔ تو وہ حکومت انگورہ کو اس بات پر مجبور کر دے گی کہ وہ اتحادیوں کی مجوزہ شرائط کو مسترد نہ کرے۔ حکومت انگورہ نے بھی اس خیال کی تائید کرتے ہوئے اس امر کا اظہار کیا ہے۔ کہ اگر ایشیائے کوچک کا تخلیہ تین ماہ کے اندر ممکن نہ ہو سکے تو ۱۵ دن کے اندر اندر کم از کم اس کا ضروری حصہ تو ضرور بالضرور خالی ہو جائے۔ حکومت انگورہ کے جواب میں یہ بھی مرقوم ہے۔ کہ ایشیائے کوچک کے تخلیہ کے ضمن میں اتحادیوں کی نگرانی پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو سکتا ہے اس جواب میں یہ بھی لکھا ہے کہ یونان کے تخلیہ ایشیائے کوچک کے بعد ۴۸ گھنٹے کے اندر اندر ٹرکی اس پر قابض ہو جائے گا۔ اتحادی ہائی کمشنروں نے باب عالی اور حکومت انگورہ کو پیرس کانفرنس کی مجوزہ شرائط روانہ کرتے ہوئے ۸۔ اپریل کا دن مقرر کر دیا ہے کہ اس دن وہ اپنے نمائندوں کی وساطت سے شرائط مجوزہ کے متعلق اپنا قطعی فیصلہ دیں۔

قسطنطنیہ ۷۔ اپریل۔ حکومت انگورہ نے اتحادیوں کی پیش کردہ شرائط کو اس شرط پر منظور کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ کہ سمرنا کو چار ماہ کے اندر خالی کر دیا جائے اور یہ تخلیہ فوراً ہی شروع کر دیا جائے۔ اگر تخلیہ کے متعلق حکومت مذکور کی یہ شرط منظور کر لی گئی تو اس کی طرف سے نمائندے کانفرنس میں صلح کے سوال پر غور کرنے کے لئے مقررہ مقام پر آ کر بحث کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔

قسطنطنیہ وانگورہ کی رائے

قسطنطنیہ ۶-اپریل۔ پیرس کانفرنس میں شرکت کرنے کے بعد قسطنطنیہ کو واپسی کے موقعہ پر ملاقات کے دوران میں عزت پاشا (باب عالی کے نمائندے) نے بیان کیا۔ کہ اتحادیوں نے ترکی یونانی عہدنامہ کی شرائط مرتب کر کے ایک قدم آگے بڑھایا ہے۔ اور کانفرنس مذکور کی مجوزہ شرائط صلح سے ترکوں کے تمام مطالبات پورے ہو جائیں گے۔

معلوم ہوا ہے کہ یوسف کمال بے کے انگورہ پہنچنے پر انگورہ کی مجلس ملیہ کا ایک خفیہ اجلاس منعقد ہوا۔

انگورہ کے اخبارات مجوزہ شرائط صلح کو بنظر استحسان نہیں دیکھتے۔ اور دوسری طرف انگورہ میں جلسے منعقد کئے جا رہے ہیں۔ جن میں ان شرائط کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی جا رہی ہے۔ کیونکہ یہ شرائط قومی نظام کی شرائط کے بالکل خلاف ہیں۔

جنگ پھر شروع ہوگئی

ترکوں کی زبردست جارحانہ کارروائی

ترکان احرار کو یقین ہو گیا تھا۔ کہ جب تک یونانی بزور شمشیر سرزمین اناطولیہ سے سمندر میں نہ دھکیل دیے جائیں گے۔ دول یورپ ہمارے منشا و مدعا کے مطابق ہرگز صلح پر آمادہ نہ ہوسکیں گی۔ اس لئے انہوں نے کئی مہینے کی تیاری کے بعد یونان کے خلاف ۲۶۔ اگست ۱۹۲۲ء کو زبردست جارحانہ کارروائی شروع کردی۔ جس کی مفصل کیفیت برقی تاروں اور عربی اور انگریزی اخباروں سے ذیل میں درج کی جاتی ہے:۔

اخبار ڈیلی میل کا نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ رقمطراز ہے۔ کہ اس ضرب کی خبریں جو غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے میدان اناطولیہ میں ۲۶۔ اگست کی صبح کو افواج یونان کے قلب پر لگائی تھی۔ بتدریج قسطنطنیہ موصول ہورہی ہیں اور جوں جوں وقت گزرتا ہے وہ شکست یونان کی داستان میں مزید باب کا اضافہ کردیتا ہے۔

افیون قرہ حصار جو افواج یونان کا زبردست ریلوے مرکز تھا۔ مسخر ہوگیا۔ اور اس طرح ترکان احرار نے غنیم کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ فاتح افواج کے پیامبر جو آستانہ علیہ میں وارد ہوتے ہیں۔ اس زبردست معرکہ کا نہایت دلچسپ قصہ سناتے ہیں۔ دو ہفتے سے زیادہ مدت گزری کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے پیدل فوج کی دس چیدہ پلٹنیں جن میں فی پلٹن ۶ ہزار جانباز تھے۔ اپنے مورچوں کے عقب میں صف بستہ کیں۔ یہ لشکر جرار رات کے وقت نقل و حرکت کرتا تھا۔ اور دن کو جنگلات میں ٹھہر جاتا تھا۔ اور اس طرح غنیم کے آلات پرواز کو اس کا کچھ علم نہ ہونے پاتا تھا۔ ترکی فوجوں کو خود

معلوم نہیں تھا کہ ان کی منزلِ مقصود کیا ہے۔ سپاہی تو سپاہی افسروں تک کو خبر نہ تھی کہ انہیں محاذِ جنگ کے کون سے حصے میں جانا ہے۔ یہاں تک کہ ۲۵ اگست کی شام ہو گئی۔ تب افسروں کو بتایا گیا۔ انگورہ کے جنرل سٹاف نے یہ حملہ نہایت رازداری اور غایت قابلیت سے کیا تھا۔ جب دن چھپا تو سپاہیوں کے دستے خاص مقامات پر متعین کر دیے گئے۔ قریباً ۷۰ میل تک ترکی فوج اور جنگی ساز و سامان کا پھیلاؤ تھا۔ رات کے دس بجے تک میدانِ جنگ کی اگلی صف میں حملہ آور لشکر حفاظت اور احتیاط کے ساتھ قائم کر دیا گیا۔ یہ صاف طور پر ظاہر ہوتا تھا کہ یونانی فوجیں چنداں سرگرمی کا اظہار نہ کر رہی تھیں۔ کیونکہ انہیں ترکی فوجی اجتماع کی خبر ہی نہ تھی۔

صبح کے تین بجے تمام محاذ پر ترکی توپوں نے گرجنا شروع کر دیا۔ اور ہر توپ خانہ باری باری نشانہ بازی کرنے لگا۔ یونانی توپ خانے نے بھی جواب دینے میں تامل نہیں کیا۔ مگر وہ ترکی توپوں کے جوش و خروش اور سختی کا مقابلہ نہ کر سکا۔ پہلے پانچ منٹ ہی میں ترکوں نے ان کی بہت سی توپیں بیکار کر دی تھیں۔ طلوعِ آفتاب سے کچھ قبل توپ خانہ پوری قوت سے کام کرنے لگا اور یونانی مورچوں اور خندقوں پر پھٹنے والے بڑے بڑے گولوں کا مینہ برس گیا یہ سلسلہ آدھ گھنٹے تک برابر جاری رہا۔ اور اس کے بعد ترکی فوج کو آگے بڑھنے کا حکم دیا گیا۔ اس میں شک نہیں کہیں کہیں ترکی لشکر کی مزاحمت بھی ہوئی مگر جملہ اطلاعات سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ رافت پاشا نے جو اس محاذ پر ترکی فوج کے کمان افسر تھے، اچھی طرح دیکھ لیا تھا۔ کہ ان کی فوجیں دن کے ۹ بجے تک یونانی مورچوں میں داخل ہو گئیں۔ اب ترکی سواروں سے کام لیا گیا۔ جو حملہ آور فوج کے عقب سے چکر کاٹ کر دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ دوپہر تک یونانی صفوں میں رخنے ڈال دیے گئے۔ اور یونانی فوجیں تیزی سے پسپا ہونے لگیں۔ کہا جاتا ہے کہ یونانی سپہ سالار کو [illegible]

چکا تھا یونانیوں کو ایک گھنٹہ بھی نہ ٹھہرنے دیا گیا۔ ترکی فوجوں نے جن کے حوصلے تازہ فتح سے بہت بڑھ گئے تھے۔ یونانیوں کو ان کے خاص مورچوں سے بھی نکال باہر کیا۔ اور وہ کھلے میدان میں بھگا دیئے گئے۔ مختصر یہ ہے کہ آغاز حملہ سے چوبیس گھنٹے کے اندر اندر ترکوں نے یونانیوں سے افیون قرہ حصار جیسا مستحکم اور ضروری مقام خالی کرا لیا۔ یونانی تمام ساز و سامان چھوڑ کر بھاگ گئے اور شمالی فوج کو اس کی قسمت پر چھوڑ دیا وہ اسکی شہر کی طرف مجتمع ہو گئی۔ اب ریلوے سلسلہ منقطع ہو گیا ہے سمرنا اور اسکی شہر کے درمیان آمد و رفت بند ہے۔

جنرل نور الدین پاشا کی تصریحات

جنرل نور الدین پاشا نے اخبار ڈیلی میل کے نامہ نگار سے بیان کیا کہ ہم مدت سے جارحانہ کارروائی کی تیاری کر رہے تھے۔ لیکن ہمارے پاس ہوائی جہاز کم تھے۔ اس لیے ہم اس کو جلد عملی جامہ نہ پہنا سکے۔ یونانیوں نے افیون قرہ حصار کی زبردست قلعہ بندی کر رکھی تھی۔ ہم نے ۲۵-۲۶ اگست کی درمیانی رات کو افیون قرہ حصار کے جنوبی حصہ پر اچانک حملہ کیا۔ ۲۶ اگست کو دوپہر تک ہم نے دشمن کے نصف سے زیادہ مورچے چھین لیے۔ ۲۷ اگست کی صبح تک جنگ جاری رہی اس روز یونانی فوجیں کامل شکست کھا کر بھاگ گئیں ہم نے افیون قرہ حصار پر قبضہ کر لیا۔ اور یونانی فوجوں کو گھیر لیا۔ اور ان کے سپہ سالار ڈیکوپیس کو مع اس کے عملہ کے گرفتار کر لیا۔ جنرل ڈینس اور جنرل ڈیارس بھی اسیر کر لیے گئے۔ یونانی فوج کے پیچھے وہ ایسے مقامات تھے۔ جہاں مقابلہ کی امید کی جا سکتی تھی۔ لیکن میں نے ان پر یونانی فوجوں کے پہنچنے سے پہلے ہی قبضہ کر لیا تھا وہ اور یونانی ڈویژن بھی منہدم ہو گئے۔ اس کے بعد سمرنا کا رستہ صاف ہو گیا۔ ہم نے پہلے ہی ہفتے میں یونانیوں کے ۹ ڈویژن تباہ کر دیئے۔ اور ان کا سامان رسد اور ۳۰۰ توپیں ہمارے ہاتھ آئیں۔ ایک لاکھ ۳۰ ہزار یونانی فوج میں سے اب صرف ۳۰ ہزار سپاہی باقی رہ گئے ہیں۔ جو سمندر کی راہ سے بھاگنے کی کوشش

کر رہے ہیں۔ ہم نے رسالہ فوج کا ایک دستہ اس کے تعاقب کے لئے روانہ کیا ہے۔ ہماری پیش قدمی کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ سامان رسد پہنچانے والے بہت پیچھے رہ جاتے تھے۔ لہذا سپاہیوں کو کافی روپیہ دیا گیا تھا کہ وہ دیہات سے اشیائے خوردنی خرید سکیں۔ ہمارا نقصان بہت کم ہوا۔ ہمیں کسی پلٹن کو دوبارہ مرتب نہیں کرنا پڑا اور نہ ہم اپنی محفوظ فوج میدان میں لائے۔ یونانیوں نے پسپائی کے وقت بہت سے ترک کسان قتل کر دئے۔

جنگ کے متعلق برقی تار

پیرس۔ ۳۱۔ اگست ۱۹۲۲ء۔ انگورہ سے فتح و نصرت کا ایک اعلان یہاں پہنچا ہے جس میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ ترکان احرار ہر جانب ترقی کر رہے ہیں۔ اور یونانی کثیر مقدار میں سامان حرب اور قیدی چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ ایک غیر مصدقہ اطلاع مظہر ہے کہ ترکان احرار نے اسکی شہر پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔

ایتھنز کے ایک نیم سرکاری بیان سے پایا جاتا ہے۔ کہ یونانیوں نے افیون قرہ حصار کو نہایت ضابطے کے ساتھ خالی کیا۔ اور اپنا سامان دوسری جگہ منتقل کر دیا۔ جہاں سے شہر یونانی توپخانہ کی زد میں ہے۔

ایتھنز یکم ستمبر ۱۹۲۲ء ایک نیم سرکاری یونانی اعلان مظہر ہے۔ کہ آخر کار ترک اپنے مقصد کی تکمیل میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اس بیان میں اعتراف کیا گیا ہے۔ کہ ترکوں نے اس وقت تک ۹۰ سے لیکر ۱۰۰ میل تک پیش قدمی کی ہے لیکن ذرائع رسل و رسایل کی قلت کے باعث وہ اس سے زیادہ پیش قدمی کرنے سے معذور رہیں۔ مگر اس اعلان میں اسکی شہر کے قبضے کی تصدیق نہیں کی گئی۔

ایتھنز ۲ ستمبر ۱۹۲۲ء۔ ایک سرکاری یونانی اعلان میں اسکی شہر کے قبضے کی خبر کی تصدیق کی گئی ہے۔

پیرس ۳ ستمبر ۱۹۲۲ء اناطولیہ کی زبردست جنگ کے نتایج کا موازنہ کرتے ہوئے انگورہ کا ایک اعلان مظہر ہے کہ افیون قرہ حصار کے علاقے میں

پانچ روز کی مسلسل بلا مزاحمت پیش قدمی سے یونانی فوج کی کثیر تعداد کو کامل شکست
دی ہے اور اب وہ دو حصوں پر منقسم ہو گئی ہے۔ یونان کی شمالی افواج کامل طور
پر تباہ اور منتشر ہو چکی ہیں۔ جنوبی افواج کو بھی سخت زک پہنچی ہے۔ اور اب وہ
ادشاک کی طرف ہٹ رہی ہیں۔ جنگی سامان جس میں ہر قسم کی ۱۵۰ توپیں شامل ہیں
ترکوں کے ہاتھ آیا ہے۔ انہوں نے کیدوز اور کوتاہیہ پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔

لندن ۵ ستمبر ۱۹۲۲ء۔ اگر یہ اطلاع کہ ترکوں نے ادشاک پر قبضہ کر لیا ہے
صحیح ہے تو یونانیوں کے ہاتھ سے سمرنا کی مدافعت کی آخری لائن بھی جاتی رہی

لندن ۵ ستمبر ۱۹۲۲ء لندن کے باخبر حلقوں میں عام طور پر خیال کیا جاتا
ہے کہ یونانی فوج پورے طور پر تباہ ہو چکی ہے۔ اور اب ترکان احرار کی پیش قدمی
کی مزاحمت کی کوئی امید نہیں۔

قسطنطنیہ ۶ ستمبر ۱۹۲۲ء۔ غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے روزانہ احکام میں
جو فوج کو دیئے جاتے ہیں۔ کہا ہے کہ تم نے افیون قرہ حصار وغیرہ میں دشمن کی فوج
کے کثیر حصہ کو تباہ کر کے اپنے ملک کی عظیم الشان خدمت انجام دی ہے۔ ترکی قوم
کو اپنے مستقبل پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ اناطولیہ میں مزید جنگ کا امکان ہے۔

بہادرو! تمہارا پہلا کام یہ ہے کہ سمندر تک پہنچ جاؤ۔ بڑھتے چلے جاؤ۔

پیرس ۵ ستمبر ۱۹۲۲ء۔ انگورہ کے ایک تار میں ترکی مقبوضات کی حیرت
انگیز فہرست دی گئی ہے۔ جس میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ ترکی افواج سمرنا کے جنوب
میں بحیرہ ایجین تک پہنچ گئی ہیں اور منیسہ پر دھاوا کر رہی ہیں۔ انہوں نے [illegible]
سات سو بڑی توپیں۔ گیارہ ہوائی جہاز اور دو ہزار کلدار توپیں گرفتار کی ہیں انگورہ
کا ایک پیغام مظہر ہے کہ یونانی جنرل ٹرائیکوپیس اور بہت سے دوسرے یونانی
جرنیل ۲ ستمبر کو گرفتار ہوئے اور انہیں کمالی ہیڈ کوارٹرز میں پہنچا دیا گیا۔ جہاں
وہ غازی مصطفیٰ کمال پاشا کے مہمان ہیں۔ جنرل ٹرائیکوپیس کی گرفتاری کے
متعلق ایک تار مظہر ہے۔ کہ جنرل مذکور نے اپنے عملہ کے ترکی فوج کی آمد سے

بالکل بے خبر تھا اور تجاویز سوچ رہا تھا۔ کہ یکایک ایک سنتری ہانپتا کانپتا اندر آیا اور کہنے لگا کہ ترکی رسالہ پہنچ گیا ہے۔ تمام افسر اسی جگہ گرفتار کر لیا گیا۔

لندن ۹ ستمبر ۱۹۲۲ء جنرل کاظم قرابکر پاشا نے سمرنا پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور جنرل نورالدین پاشا اس کے گورنر مقرر کئے گئے ہیں۔

ایتھنز ۱۱ ستمبر وزیر جنگ سمرنا سے واپس آگیا ہے اور اس نے اعلان کر دیا ہے کہ اب سمرنا بالکل خالی کر دیا گیا ہے۔

دسمرنا ۱۴ ستمبر ۱۹۲۲ء پورے طور پر امن قائم ہو گیا ہے حکام نے انتظامات کئے ہیں کہ پناہ گزین اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں۔ ترکوں کی زبردست فوج کمال پاشا کے ماتحت سمرنا میں پہنچی ہے۔ نیویارک ۲۰ ستمبر ۱۹۲۲ء قسطنطنیہ کا ایک تار مظہر ہے کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے ترکوں کے نام شاہی اعلان جاری کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ دشمن کے نقصانات ایک لاکھ سے زیادہ ہیں۔ اور ترکی نقصانات صرف دس ہزار جن میں کم زخمی ہیں۔ ترکوں نے اس جنگ میں ۴۰ ہزار یونانی سپاہی اسیر کئے ہیں۔

برقی اجمال کی اخباری تفصیل

مسٹر جان کلاش ”شکاگو ٹریبیون“ کا شرق قریب کا خاص نامہ نگار ایک امریکن جہاز پر سوار ہو کر قسطنطنیہ سے سمرنا پہنچا اس وقت تک یونانی سمرنا میں موجود تھے۔ اور چھ روز بعد اس پر ترکوں کا قبضہ ہوا۔ نامہ نگار نے یونانی سپاہ کی واپسی کا نقشہ بچشم خود دیکھا اور تمام حالات مرتب کر کے ان کو ایک خاص آدمی کے ہاتھ سمرنا سے اسکندریہ روانہ کیا۔ تاکہ وہ یونانی منسر سے محفوظ رہیں اسکندریہ سے دوسرا سلسلہ بذریعہ تار امریکہ روانہ کیا گیا۔ نامہ نگار مذکور رقمطراز ہے۔

”یونانی سپاہ کی قوت بالکل ٹوٹ گئی ہے۔ اور اب صرف منتشر النظام ایک شوروغل غارت گیا ہے۔ یہ متفرق الیونانی سپاہ کی جماعتیں تیزی سے سمرنا کی طرف آرہی ہیں۔ اور سمرنا سے جہازوں پر سوار ہو کر یونان کی طرف جا رہی ہیں۔ اوشک کے معرکہ کے بعد یونانی سپاہ نے کسی ایک مقام پر بھی ترکوں سے جم کر مقابلہ نہیں کیا

اور نہ ایک لمحہ کے لئے ترکوں سے جنگ کرنے کی خواہش انکے قلب میں پیدا ہوئی البتہ ترکوں سے انتقام لینے کا جذبہ آبادیوں میں آگ لگا کر پورا کیا گیا۔ یونانی سپاہی جس آبادی میں ہو کر گذرے اپنے پیچھے آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے چھوڑتے گئے اور راستہ کے پلوں کو تباہ و برباد کرتے چلے گئے مختصر یہ کہ یونانی سپاہ نے اپنے چلے جانے کے بعد آبادی کو تباہ حالت میں گویا ایک سطح میدان چھوڑا اور سب کچھ برباد کر دیا۔

اوشک کو بالکل برباد کر دیا گیا۔ مکانات اور بڑی بڑی عمارتیں زمین پر ڈھیر کر دی گئیں۔ اور شہر ایک بلند ٹیلہ بنا دیا گیا۔ جس سے آگ کے دھوئیں اٹھ رہے۔ اور آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ ایدین کا زیادہ حصہ بھی یونانیوں نے تباہ و برباد کر دیا۔ اگر کوئی شخص اس وقت جب کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔ مغنیسا کی پہاڑی سے ایدین کو دیکھتا تو اُسے نظر آتا کہ ایدین میں آگ اور دھوئیں کے بلند ستون کھڑے ہوئے ہیں۔ غرض یونانی جس آبادی سے گذرتے تھے اُس کو جلا کر خاکستر کر دیتے تھے۔

پندرمہ اور برصہ کے درمیان حد نظر تک چھوٹی چھوٹی آبادیاں اور لہلہاتے ہوئے کھیت تھے جن میں اس وقت آگ کے شعلے بلند تھے اور دھوئیں کے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ یونانی سپاہ اگرچہ اناطولیہ سے تیزی کے ساتھ واپس ہوئی لیکن مغربی اناطولیہ کو ایک تباہ شدہ علاقہ یا بیابان بنا کر چھوڑ گئی۔

جب میں (اطراف کی حالت دیکھکر) سمرنا پہنچا ہوں۔ اُس وقت وہ تمام راستے جو سمرنا کی طرف جاتے ہیں۔ مہاجرین سے بھرے ہوئے تھے۔ اور ایک عجیب ہولناک منظر تھا۔ یونانی فوج کے بھاگے ہوئے سپاہی بھی ان مہاجروں میں ملے ہوئے تھے۔ اور ان میں سے اکثر ازخمی اور روگی تھے۔ چار گھنٹہ کے عرصہ میں جبکہ میں سمرنا اور مغنیسیا کے درمیان حالات کو دیکھتا پھر رہا تھا۔ چار ہزار سے زیادہ سپاہی اس راستے سے گذرے۔

میں نے مہاجرین اور ان لوگوں کو جو تھوڑے عرصہ سے میدان جنگ میں
لڑ رہے تھے۔ دیکھا کہ وہ ان ہر قسم کی سواریوں اور گاڑیوں پر سوار چلے جا رہے ہیں جو
نقل مکان کے لئے ممکن ہو سکتی ہیں بعض جا سکتیں موٹروں پر بعض دوسری قسم کی گاڑیوں
پر بعض سامان لادنے کے ٹھیلوں یا لاریوں پر بعض بیلوں کے چھکڑوں پر سوار تھے اور بہت سا
سے گھوڑوں خچروں گدھوں اور اونٹوں پر لدے ہوئے بدحواس بھاگے جا رہے تھے
اور جن کے پاس کوئی سواری نہ تھی وہ پیدل جا رہے تھے۔

اس منظر کو دیکھنے والا دیکھ رہا تھا کہ بہت سے خاندان اور کنبے گاڑیوں
اور چھکڑوں پر سوار تھے۔ گھر کا اسباب اور خانہ داری کی چیزیں گاڑیوں میں بھری
ہوئی تھیں اور چھوٹے چھوٹے بچے اسباب کے اوپر بیٹھے تھے۔ یا گاڑیوں کے پیچھے
پیدل چلے آ رہے تھے۔ کثرت سے ایسے لوگ تھے۔ جو کاندھوں اور سروں پر سامان
لادے جا رہے تھے۔ اور ان کے آگے بکریوں بھیڑوں اور گایوں کا گلہ تھا۔ یا
گھوڑے خچر اور اونٹ تھے۔ عورتیں اپنے بچوں کو گودیوں میں لئے ہوئے تھیں۔
اور سب کے سب بدحواس جا رہے تھے۔ لیکن کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ ان کی منزل
مقصود کہاں ہے۔ یا وہ کدھر جا رہے ہیں۔

میں نے ایک خاندان کو دیکھا جس نے راستے سے کچھ ہٹ کر درختوں
کے سائے میں پناہ لی تھی۔ مائیں بچوں کو دودھ پلا رہی تھیں۔ کچھ بچے زمین پر بیٹھے
رو رہے تھے۔ اور راستے سے ان کا برا حال تھا۔ اسی طرح سپاہیوں اور باشندوں
کی ایک جماعت کو میں نے دیکھا جو ایک کنوئیں کے گرد حلقہ کئے کھڑی تھی۔ اور ہر شخص
اس کوشش میں تھا کہ وہ کنوئیں سے پانی بھرے اور اپنی پیاس کو بجھائے۔ اسی طرح
چند آدمیوں کو میں نے دیکھا جو فوجی لباس میں ملبوس تھے۔ راستہ کا تعب اور تھکن
ان پر سوار تھی۔ اور وہ ترک سواروں کے حملے سے خوف زدہ تھے۔ لیکن جب وہ
بہت تھک گئے تو انہوں نے خوف کو دل سے دور کر دیا۔ اور ایک غار میں جا کر لیٹ
گئے تاکہ گھنٹہ دو گھنٹے آرام پائیں۔ یا سو کر تازہ دم ہو جائیں۔

غرض ہر جگہ اور ہر مقام پر یہی کیفیت اضطراب و پریشانی نمایاں تھی جس کا صحیح خاکہ کوئی اہل قلم نہیں کھینچ سکتا۔ بہت سے چوپائے اور سواریاں تھک کر راستہ میں گر پڑی تھیں۔ اور آمد و رفت کی راہ تباہ ہو گئی تھی۔ لیکن وقت اور ہمت کسی کو اس پر آمادہ نہ کرتی تھی۔ کہ وہ ان ناکارہ جانوروں کو راستہ سے علیحدہ کر دے۔ بہت سی گاڑیاں اور چھکڑے راستہ تباہ ہو جانے کی وجہ سے رکی کھڑی تھیں۔ اور ان کے سواروں نے اس کے بجائے کہ راستہ صاف کریں یہ بہتر سمجھا تھا۔ کہ وہ اپنا اپنا سامان لے کر چلتے بنیں اور گاڑیوں کو چھوڑ جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور بہت سے آدمیوں نے تو اپنا سامان بھی چھوڑ دیا۔

میرا گذر ایک قافلہ پر ہوا جو اونٹوں پر سوار تیسالیا کی طرف سے جا رہا تھا اونٹوں کے آگے ایک گدھا بطور رہنما کے تھا۔ اور اونٹوں پر جتنے لوگ سوار تھے۔ سب فوجی سپاہی تھے۔ اس قافلہ کو دیکھ بے اختیار میرے قلب میں یہ خطرہ گذرا کہ ان سپاہیوں کی حالت کیں یونانی سپاہ کی عام ہزیمت و انکسار کی مثال نہیں ہے۔ یونانی سپاہ میں مضبوط اور صحیح و تندرست آدمیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اور وہ ہر طرح ترک سپاہ سے مقابلہ کرنے کے قابل تھے۔ لیکن سپاہ کی قیادت و رہنمائی کا انتظام ابتر ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے یونانی ارکان حرب کی کمیٹی میں اب اتنی قوت نہ تھی۔ نہ اس کے امکان سے یہ امر باہر ہو گیا تھا۔ کہ وہ دوبارہ منتشر و متفرق سپاہ کو مرتب کر سکے۔ بلکہ ہر شخص کو اس وقت یہ فکر تھی کہ جس طرح ممکن ہو ترکوں کے ہاتھوں سے نجات حاصل کی جائے ایسی پریشانی اور افراتفری کی حالت میں ترک سواروں کی چھوٹی سی جماعت بھی شہروں پر قبضہ کر لینے کی قدرت رکھتی تھی۔ کیونکہ یونانیوں میں مقاومت کی ہمت و جرات بالکل باقی نہیں رہی تھی۔

اب میں ان مناظر اور وقائع کو بیان کرتا ہوں جو یونانی سپاہ کے اناطولیہ میں واپسی کے وقت وقوع میں آئے ہیں یہ مناظر اور وقائع اس قدر ہولناک ہیں کہ ان کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں نے اس خصوص میں جو واقعات

بہم پہنچائے ہیں۔ وہ نہ صرف عام اشخاص سے لئے ہیں۔ بلکہ وہ ایسے لوگوں کے بیانات ہیں جو امریکہ کے معتبر باشندے اور مسیحی ہیں۔ اور جنہوں نے ان مظالم اور وقائع کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ان سبھوں کا بیان ہے کہ اس سپاہ نے جو افسروں کی ہدایت سے خارج ہو چکی تھی اور اس کا نظام درہم برہم ہو گیا تھا۔ اور جو اناطولیہ بلکہ مشرق میں اپنی امیدوں سے مایوس ہو چکی تھی۔ وہ کچھ نہ کچھ کرتی ہی تھوڑا تھا۔

اس کے بعد نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ سمرنا کو نہ تو آدمیوں کی ضرورت تھی اور نہ توپوں کی حاجت بلکہ سب سے بڑی ضرورت سمرنا کو کھلانے کی تھی۔ میں ترکی سپاہ کے سمرنا میں داخل ہونے سے چند روز پہلے سمرنا میں داخل ہوا ہوں۔ اور چند روز میں نے یونانی قبضہ کے زمانے میں سمرنا میں گذارے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ بھوک سے باشندوں کی حالت خراب ہے۔ اور حالت دن بدن خراب ہوتی جاتی ہے۔ لوگ فتنہ و فساد سے خوفزدہ ہیں۔ اور فساد کا خطرہ دم بدم بڑھ رہا ہے۔ مختصر یہ کہ سمرنا ہر طرف سے خطرہ میں گھرا ہوا تھا۔ اور حالت بد سے بدتر ہوتی تھی۔

یونانی ہزیمت و نکبت کی داستان اور ترکان احرار کی اناطولیہ میں فتح و نصرت ایک ایسا عجیب عمل ہے جس پر غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی خاص توجہ کی روشنی پڑتی ہے۔ غازی ممدوح نے اپنے جنگی خطوط کامل مہارت سے قایم کئے تھے۔ اور نہایت دانشمندی سے کام لیا تھا۔ غازی موصوف کے ان شاندار کارناموں نے ان کی شان اور مرتبہ کو بہت بڑھا دیا ہے۔ اور وہ اس زمانے کے ایک بڑے جنرل کے درجہ پر پہنچ گئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یونان کی شکست و ہزیمت بلکہ نکبت کو اگرچہ آستانہ میں بہت معمولی خیال کیا گیا ہے۔ اور یونانی افسروں اور یونانی سنسر نے شکست و ہزیمت کی خبروں کو چھپا رکھا ہے۔ لیکن وہ نہایت اہم ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ یونانی شکست و ہزیمت اس قدر زبردست و اہم ہے جس کی نظیر گذشتہ جنگوں کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ یونانی سپاہ اناطولیہ میں تمام و کمال تباہ ہو گئی اور اب اس میں مقابلہ اور مدافعت کی شمہ بھر بھی جرأت باقی نہیں رہی ہے۔

اگر ان دو زبردست معرکوں پر جن میں ترکان احرار کو شاندار فتح حاصل ہوئی ہے۔ ہم تفصیلی نظر ڈالیں تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ترکی سپاہ کے افسروں اور مجلس حربی کی خدمات نہایت اہم تھیں۔ ترکی افسروں نے حیرت انگیز اور تعجب خیز جنگی چالوں سے کام لیا اور یونانی قیادت ان سے اس قدر مرعوب ہوئی کہ آخر اس کو بلا مقاومت پیچھے ہٹنا اور جان بچا لینا پڑا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ترکوں کی جنگی چالوں اور فوق العادت کارناموں نے یونانیوں کو بزدل و نامرد بنا دیا۔

سب سے بڑی بات جو اناطولیہ کی جنگ میں وقوع میں آئی اور جس نے یورپ کو حیران و ششدر کر دیا ہے۔ وہ فوجی نقل و حرکت کا اخفاء ہے۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے اپنی حیرت انگیز مہارت و قابلیت سے فوجی نقل و حرکت کو اس قدر مخفی رکھا کہ کسی کو آخر وقت تک غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے ارادوں کا علم نہ ہو سکا۔ یونان کی مجلس حربی نے بھی اس امر کا اعتراف کیا ہے۔ کہ اس کو آغاز حملہ تک ترکوں کے ارادوں پر اطلاع حاصل نہیں ہوئی اور افیون قرہ حصار پر آخری حملہ شروع ہونے سے صرف تین دن پہلے اس کا علم ہوا کہ ان کے سامنے مسلح و مضبوط ترکی فوج کھڑی ہے۔

غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے تین پلٹن جن کی تعداد پندرہ ہزار تھی۔ حسن قلی میں جو افیون قرہ حصار کے جنوب میں واقع ہے۔ اور پہاڑی علاقہ ہے جمع کیں اور پہاڑیوں کے درمیان ان کو چھپا دیا۔ یونانی ہوائی جہاز اگرچہ دن بھر اڑتے رہتے تھے۔ لیکن ان کو حسن قلی کی ترکی سپاہ کا علم نہ ہو سکا۔ دو پلٹن (دس ہزار) سواروں کی غازی ممدوح نے مقام بکادین جو افیون قرہ حصار کے شمال میں واقع ہے چھپائیں یہ ترکی سواروں کی بہترین اور جنگ آزما پلٹنیں تھیں۔

۲۶۔ اگست ۱۹۲۲ء کو ترک ایک بڑی طاقت کے ساتھ بعض ایسی سمتوں میں نمودار ہوئے جو باہم متصل تھیں۔ خصوصاً خط ازمیت اور بحر سنداوس کی وادی میں یونانیوں کو ترکوں کے حملہ کا خیال ہی نہ تھا۔ اور وہ صرف یہ خیال قائم کئے بیٹھے تھے کہ ترک کوتاہیہ پر حملہ کریں گے۔ اور اس موقع پر انہوں نے احتیاطاً فوج جمع کی ہے یہ خیال

یونانیوں نے اس وجہ سے قایم کیا کہ اس مقام سے افیون قرہ حصار کی طرف فوجوں کا لیجانا آسان کام نہ تھا اور غالباً اسی خیال سے یونانیوں نے کوئی احتیاطی (رزرو) فوج ریلوے لائن کے مغربی خط پر نہیں رکھی تھی۔

مختصر یہ کہ غازی مصطفٰے کمال پاشا نے ۲۶۔ اگست ۱۹۲۲ء کی صبح کو حملہ شروع کیا۔ صبح ہونے سے پہلے ترکی فوجوں کی صفیں میدان جنگ میں مرتب ہو گئیں اور زبردست حملہ کرنے کے لئے بڑی بڑی توپوں اور ہوائی جہازوں کو تیار کر لیا۔

یونانی سپاہ کے نمبر ۲ کے دستے نے افیون قرہ حصار کو بچانے کی پوری کوشش کی اور نہایت جوش کے ساتھ مدافعت کی لیکن ترکی سپاہ کی تعداد زیادہ تھی جس نے اپنی توپوں اور ہوائی جہازوں سے یونانیوں کی آدھی سپاہ کو برباد کر دیا اور حملہ کی شدت سے عاجز آ کر یونانیوں کا دستہ نمبر ۴ جو دستہ نمبر ۲ کے بائیں جانب تھا۔ پیچھے ہٹنے پر مجبور رہا۔ آخر ایک زبردست جنگ کے بعد ترک غالب آئے اور انہوں نے یونانی سپاہ کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ ترک یونان کی ہزیمت خوردہ سپاہ کے پیچھے تھے اور وہ بدحواس و منتشر حالت میں بھاگی جا رہی تھی۔

۲۷۔ اگست ۱۹۲۲ء کی شام کو افیون قرہ حصار کا سقوط ہوا اور ترکوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ یونانیوں کا دستہ نمبر ۱ مغربی جانب پسپا ہو کر چلا گیا۔ اور چوتھا دستہ جو پہلے چلا گیا تھا۔ اس سے جدا ہو گیا۔ اور دونوں کے درمیان کسی قسم کا اتصال یا تعلق باقی نہ رہا۔ ترک سواروں کے دستوں نے یونانیوں کو ان کے شمالی افیون قرہ حصار کے مقامات سے بھی ہٹا دیا۔ اور پھر یونانیوں کے دستہ نمبر اول اور دستہ نمبر دوم کے درمیان اس خالی مقام پر قبضہ کیا جس کو یونانیوں کے چوتھے دستے نے خالی کر دیا تھا۔ یونانیوں کے دوسرے دستے نے یہ مخدوش حالت پا کر نکلنا چاہا لیکن ترکوں نے اس پر ایک کاری ضرب لگائی اور تباہ و برباد ہو گیا۔ اور جس قدر سپاہی بچے وہ کوتاہیہ کی طرف سراسیمہ ہو کر بھاگ نکلے۔ ترک سواروں نے ہزیمت خوردہ یونانی سپاہ کا تعاقب کیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یونانی سپاہی راستہ سے بچھڑ کر جنگلوں میں بھٹک

گئے۔ اور تباہ وخستہ حال وادیوں میں پھرنے لگے۔ ان کے پاس نہ تو کوئی کھانے کا سامان تھا اور نہ کوئی ہتھیار۔ کیونکہ ترکوں نے ان پر ایسی کاری ضرب لگائی تھی۔ کہ وہ کوئی چیز اپنے ساتھ نہ لیجا سکے۔ اور تمام سامان توپیں اسلحہ اور گاڑیاں وغیرہ ترکوں کے لئے ان کو چھوڑ دینا پڑیں۔

ترک سواروں نے تعاقب میں ذرا غفلت سے کام لیا۔ اور کافی سرعت نہیں دکھائی اگر وہ دوسرے دستہ کے تعاقب میں تیزی سے روانہ ہوتے تو اس کو چاروں طرف سے گھیر لیتے۔ اور وہ ان کے ہاتھوں میں گرفتار ہو جاتا۔ ترک ذرا تاخیر سے اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ اور اگرچہ اس کو سخت نقصان پہنچایا۔ اور منتشر کر دیا۔ لیکن اس کو گھیر کر گرفتار نہ کر سکے۔ کیوں کہ یونان کا تیسرا دستہ موقع پر آ گیا۔ جو اس وقت میرہ کی جانب تھا۔ اور ترکوں کے درمیان حایل ہو کر دوسرے دستہ کے سپاہیوں کو بچا لے گیا۔ اور پھر ان سپاہیوں کو ساتھ لے کر وہ نہایت تیزی کے ساتھ "سماؤ" کی طرف روانہ ہوا۔ یہ یونانی سپاہ چونکہ سامان اور ہتھیار و توپوں سے خالی تھی۔ اس لئے اس تیزی سے روانہ ہوئی کہ جس کی نظیر گذشتہ جنگوں میں نہیں ملتی۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ہزیمت اس قدر شاندار تھی۔ کہ آج تک دیکھنے میں نہیں آئی۔ مختصر یہ کہ آلاشہر پہنچکر یونانی افسروں نے متفرق و منتشر سپاہ کو مرتب اور جمع کیا اور اگلی صفیں درست کیں۔

یونانی سپاہ کا پہلا دستہ آہستہ آہستہ ہٹا اور "دولو بیکار" کی پہاڑیوں کی ان چوٹیوں پر پہنچ گیا۔ جو دولو بیکار کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئی تھیں۔ پہلے دستہ کی تیسری پلٹن برابر پیچھے ہٹ رہی تھی۔ اور اس کی پسپائی جاری تھی۔ دوسرا دستہ جس کو ترکوں نے کاری ضرب لگائی تھی اس کا افسر جنرل شاپ تھا۔ جو تجربہ کار جنرل کہا جاتا ہے۔ اس نے اس منتشر گروہ کو یکجا کر کے ریلوے لاین کے دونوں جانب پھیلا دیا۔ اور مضبوط مورچے قایم کر لئے۔ بعد میں اس سپاہ میں پہلے دستہ کے سپاہیوں کی ایک تعداد بھی آ کر شامل ہو گئی اور جنرل شاپ نے ان کو بھی ریلوے لاین پر لگا دیا اس کے بعد ترک اس موقع پر پہنچے۔ اور یونانیوں پر حملہ کر دیا۔ اور

زبردست معرکہ شروع ہو گیا لیکن چونکہ یونانیوں کے پہلے دستہ کو کوئی مدد نہ پہنچ سکی اور ترکوں کی تعداد بھی اس سے زیادہ تھی۔ اس لئے یونانیوں کو شکست ہوئی یونانی اگرچہ مضبوط مورچوں پہ تھے۔ اور اپنے مورچوں کو انہوں نے نہایت مستحکم کر لیا تھا۔ لیکن زیادہ عرصہ تک وہ مقابلہ نہ کر سکے۔ اور صرف دو روز کی شدید معرکہ آرائی کے بعد ان کو اپنے مورچے خالی کر دینے پڑے اور اوشک کی سمت میں پسپا ہونا پڑا۔ اناطولیہ کے گزشتہ معرکوں میں یہ دوسرا اور آخری معرکہ تھا۔ جس کے بعد کوئی زبردست جنگ نہیں ہوئی۔

ترکی سپاہ کا بڑا حصہ ۲ ستمبر کو اس وقت اوشک پہنچا جبکہ یونانی سپاہ وہاں سے روانہ ہو کر آلا شہر پہنچ چکی تھی۔ اور ایک بڑی مسافت طے کر چکی تھی۔ اس کے بعد مقام ایوالوس میں یونانیوں اور ترک سواروں میں ایک معمولی جھڑپ ہوئی جس کو جنگ سے تعبیر نہیں کر سکتے کیونکہ یونانیوں نے یہاں جم کر لڑنا نہیں چاہا۔

"دولو بیگار" کا معرکہ جس وقت جاری تھا۔ اس وقت ترک سواروں نے یونانیوں کے اس راستہ کو جو شمال مغرب کی طرف تھا منقطع کر دیا اور ۳۰ اگست ۱۹۲۲ء کو ظہر کے بعد مقام کردس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ترک یہاں سے روانہ ہو کر دو روز بعد ظہر کے آخری وقت "سماؤ" پر پہنچے۔ اور یونانی سپاہ کے ان دونوں حصوں کو جو جنوب اور شمال میں پھیلے ہوئے تھے۔ جدا کر دیا۔ اور اتصال کی راہ کو منقطع کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ خط جو اسکی شہر سے یونانیوں کی سپاہ کی واپسی کے لئے تھا منقطع ہو گیا اور صرف برصہ اور مدانیہ کا راستہ ان کی واپسی کے لئے باقی رہ گیا۔

یونانی سپاہ نے شکست و ہزیمت میں اپنے تمام سامان کو چھوڑا تھا۔ تمام بڑی بڑی توپیں بار برداری کی گاڑیاں اور سامان جنگ وغیرہ ترکوں کو غنیمت میں حاصل ہوا۔ اور اس لحاظ سے یونانی سپاہ کو سخت نقصان اٹھانا پڑا ترکوں نے بہت سے ان اونٹوں کے قافلوں کو بھی گرفتار کیا جن پر یونانی سامان

لا داکرتے تھے۔ اگر ہم اس موقع پر اُس نقصان سے قطع نظر کریں۔ جو یونانیوں کے دوسرے دستہ کو اٹھانا پڑا تھا۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ یونانی سپاہ کا کچھ زیادہ نقصان نہیں ہوا۔ یا یہ کہ اُس نقصان کے بعد کوئی قابل ذکر نقصان اٹھانا نہیں پڑا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یونانیوں کی ہزیمت و پسپائی ہوا کی رفتار سے جاری تھی۔ اور وہ اس تیزی سے بھاگے تھے۔ کہ ترک سوار باوجود کوشش بلیغ کے ان تک پہونچنے سے قاصر رہے۔ یونانی اگر چاہتے تو دوبارہ پہلے اور دوسرے دستہ کو مرتب کر سکتے تھے لیکن سپاہیوں کی شجاعت اور اخلاقی حالت بد سے بدتر ہو گئی تھی۔

یونانی سپاہ کا جنگی اسٹاف یا افسر وغیرہ بہت مرعوب ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ ان پر نامردی اور بزدلی تک کا الزام لگایا جا سکتا ہے۔ فوجی افسر جن کو سپاہ کے آگے رہ کر کام کرنا چاہیئے تھا۔ وہ پیچھے ہٹ آئے تھے اور رجمنٹوں کے افسر جنگ کی حالت دیکھکر چپ رہتے تھے۔ ظاہر ہے کہ جس سپاہ کے افسر ایسے بزدل و نامرد ہوں اس کو شکست نہ ہو تو کیا ہو۔

غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی تصریحات

غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے ایک تقریر مجلس ملیہ کے ارکان کے سامنے ۱۴ر اکتوبر ۱۹۲۲ء کو فرمائی تھی۔ جس سے جنگ کی پوری کیفیت معلوم ہوتی ہے اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

برادران ملت! میں اس وقت آپ کی دوبارہ ملاقات پر اس خوشی و مسرت کا احساس کر رہا ہوں جو کہ میرے بیان سے باہر ہے۔ میرے سینے میں آپ کی جدائی و مفارقت سے رنج و غم کی آگ بھڑک رہی تھی۔ جس کو میں اس وقت ٹھنڈا پاتا ہوں۔ میں خدائے رب العزت کی حمد کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ ہمارا لشکر اس مرکز اور غایت پر پہنچ گیا۔ جس کے لئے تمہارے قلوب بے چین تھے۔ اور اس نے اپنی جرأت اور شجاعت کے جوہر سے تمہارے حسن اعتماد کو جو تم اس کے ساتھ رکھتے تھے۔ صحیح اور ثابت کر دکھایا۔

ہماری اس جماعت نے جو کہ ثبات و استقلال کا مجسمہ ہے ان راستوں پر چلنے میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ جو اس کی منزل مقصود تک رہبری کریں اور اس نے گذشتہ سخت وقت میں اپنے فرائض سے پہلو تہی نہیں کیا۔ مجھے بتاؤ کہ اب کونسی سعادت اور برکت ہے کہ جو ہماری اس جماعت نے نہیں حاصل کی اور وہ کونسا مقصد ہے جو آج پورا نہیں ہوا۔ ہماری اس جمعیت کی بنیاد اس نازک وقت میں رکھی گئی تھی۔ جبکہ مصائب اور آلام کی بجلیاں ہمارے سروں پر گرتی تھیں۔ لیکن اس کے تھامنے کے بعد ہماری ناامیدی امید سے رنج خوشی سے مصیبت راحت سے بدل گئی۔ اور آج وہ دن ہے کہ میں تمہارے سامنے تمہارے شیر دل لشکر کے ایک تابعدار خادم ہونے کی حیثیت سے کھڑا ہوں

محب وطن قوم پرست کا (نعرہائے مسرت) اور اس خوشی کے ساتھ میں اپنے احباب کو ان کی آزادی اور استقلال کامل پر مبارکباد دیتا ہوں (نعرہائے مسرت) یہ فتح جو کہ خدا نے میرے ہاتھوں سے انجام دلائی اس کی شرح اور حالات کی تفصیل اس وقت میرے امکان سے باہر ہے۔ اس کی شرح بسط عنقریب تاریخ کے صفحات میں آکر ہماری آبائی شرافت اور قومی و مذہبی عزت کا ثبوت دے گی۔ لیکن میں اس وقت چند ضروری باتوں پر روشنی ڈالوں گا جس سے کہ آپ کے معلومات میں ہماری اور دشمن کی حالت کا کچھ نقشہ قائم ہو سکے۔

فوجی مہارت اس کو کہتے ہیں

برادران مذہب تم کو یاد ہو گا کہ میں نے اسی جگہ ۵ اگست ۱۹۲۱ء کو یعنی ایک سال قبل جب کہ تم نے میری گردن پر سپہ سالاری کا بار گراں رکھا تھا۔ کہا تھا۔ کہ ہم صرف ایک سال میں یونانی درندوں سے اپنے ملک کو صاف کرانے میں کامیاب ہوں گے۔ آج میں دیکھتا ہوں کہ خدائے رب العزت نے مجھ ناچیز کو صادق کیا اور واقعات نے مجھکو میرے قول میں جھوٹا نہ کیا۔ سنو اسنو! یونانی لشکر پسپا ہو گیا۔ اور وہ اب مجبور ہو کر ہمارے سامنے بھاگ رہا ہے۔

(نعرہائے مسرت)

اس جنگ کا وبال

ہماری غرض کبھی یہ نہ تھی کہ ہم مخلوق خدا کی گردنیں کٹائیں۔ ہم یہ چاہتے تھے کہ ہمارے برادران مذہبی غلامی اور مظالم سے چھٹکارا پائیں۔ ہم نے اسی مسئلہ کے حل کے لئے اپنے معزز دوست فتحی بے کو جو کہ سیاسی معاملات میں صائب رائے رکھتے ہیں لندن روانہ کیا۔ ہم نے ان کو صلح کے اختیارات دیئے تھے۔ اور کہہ دیا تھا کہ چاہے مجلس صلح لندن میں منعقد ہو یا یورپ کے کسی اور مقام میں تم صلح کے مکمل اختیارات رکھتے ہو۔ لیکن لائیڈ جارج کی نفرت نے اور ہمارے معزز نمائندے کے ساتھ متکبرانہ برتاؤ نے ہم پر ثابت کر دیا کہ ہمارا دشمن ہم کو کمزور اور ضعیف سمجھتا ہے۔

اور ہماری اس انسانی ہمدردی کو ہماری نامردی اور بزدلی پر محمول کرتا ہے۔ وہ یہ جانتا ہے کہ ہماری قوم اضطراب ذہنی میں ہے۔ اور ہماری جمعیت ناامیدی و یاس میں ہے اسی لئے ہم اس کے سامنے صلح کے خواستگار آئے ہیں۔ تو ہماری غیرت اور حمیت نے یہی تقاضا کیا کہ خودسروں کو پھر خودسری کا تماشا دکھا ہی دینا چاہیئے۔

ہم نے دشمن کے الزامات کا تلوار سے کیوں جواب دیا

جس وقت کہ ہمارے دشمنوں نے اس قسم کی تقریریں کیں کہ جس سے وہ ہمکو ضعیف ثابت کرنا چاہتے تھے تو میں نے ارادہ کیا کہ میں ان کو منہ توڑ جواب دوں اور عالم کے سامنے قلم کا قلم سے مقابلہ کر کے دکھاؤں۔ لیکن جب ہم کو فتح بیے اور اپنے دیگر نمایندوں کے ذریعے سے یہ معلوم ہوگیا کہ حق اور انصاف کا ثبوت ہماری تلواریں اور فوجی طاقت قلم سے بہتر جواب دے گی۔ اور وہی جواب ہمارے مقاد کو ہم سے قریب تر بنا دیگا۔ تو میں نے اور میرے تمام لشکر نے شمشیر کے قبضہ پہ ہاتھ ڈال دیا اور ہم اپنے جنگی محاذ سے دلیرانہ پیش قدمی کرنے لگے۔ (دلفریبائے مسرت)

لشکر کا معاینہ

باوجودیکہ ہم کو اپنے لشکر پر کافی اعتماد تھا۔ اور ہم ہر طرح سے مطمئن تھے۔ کہ ہماری قوت دشمن کے مقابلہ میں ناکارہ نہ ہوگی۔ لیکن ہمارے وزیر جنگ نے خود جاکر پہلے تمام لشکر کا معاینہ کیا۔ اور بعد میں میں پہنچ گیا۔ ہم نے اپنے لشکر اور دشمن کی قوت کو بہت غور و فکر سے جانچا اور ہم آخر اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ ہم کو انتہائی حملہ کر دینا چاہیئے۔ اور میں نے حملہ کی تیاری کا حکم صادر کر دیا۔ ہم نے اپنے فوجی خطوط کو مخفی رکھا تھا۔ اور ہم نے اس طور سے خط قایم کئے تھے کہ ہم دشمن کو بھاگنے نہ دیں۔ بلکہ ہم اس کو چاروں طرف سے گھیر لیں۔ میں وزیر جنگ اور قاید عام پھر مشورہ کرنے کے لئے انگورہ واپس آئے۔ اور ہم نے اس صورت کو اپنے وزراء کے سامنے پیش کیا۔ اور بحث سیاسی نقطۂ نظر سے جبری اور سب نے

اس فیصلہ کو تسلیم کیا اور وزیر مال نے جو سہولتیں بیان کیں۔ وہ ہمارے لئے اور باعث تقویت تھیں۔

میرے مجبین وزرار کی یہ رائے ہوئی کہ میں انگورہ چھوڑ دوں اور میدان جنگ کا رُخ کروں لہذا میں "قرنیہ" کے راستے ہوتا ہوا لشکرگاہ کے جنوبی حصہ "ملک شہر" میں داخل ہوا۔ میں نے دیکھا کہ لشکر ہر طرح تیار ہے اور وہ دشمن کو سمرنا تک پسپا کر سکتا ہے۔ لہذا میں نے ۲۶۔ اگست کو حملے کا حکم دیدیا۔

آپ نے اپنی تقریر میں یونانی محاذوں کی تفصیل کرتے ہوئے اور اپنے خطوط کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حملے کے تین حصے نہایت اہم اور نازک تھے۔ اول قلعہ "حیک" دوم "ارکین" سوم "طازیہ" اور انہیں مقاموں میں ترکی توپوں نے اپنی انتہائی کوشش کو صرف کر دیا۔

کمالی توپچیوں کا اعجاز

ہمارے توپچی اس مقام پر جہاں کے لئے سفر کیا گیا تھا رات ہی سے پہنچ گئے تھے اور انہوں نے سحر ہی سے جبکہ تمام عالم سو رہا تھا۔ توپیں داغنا شروع کر دیں۔ میں اس بات کو نہایت فخر سے کہوں گا کہ ہمارے توپچیوں نے جو مہارت اور کمال اس معرکہ میں دکھایا وہ اس لائق ہے کہ تمام عالم میں بطور نمونہ کے پیش کیا جائے۔ اور میں نے اپنی تمام فوجی زندگی میں کبھی کسی قوم کے توپچیوں کو ایسا ماہر نہیں پایا۔ ایک انگریز فوجی افسر نے ہمارے اس موقع کے متعلق جو ہم نے فتح کر لیا ہے لکھا تھا کہ اگر ترک اسکو چار ماہ میں بھی فتح کر لیں تو ان کو یہ سمجھنا چاہئے کہ ہم نے ایک دن میں فتح کر لیا۔ اور انکا یہ دعوی اس سخت مقام کو دیکھتے ہوئے حق بجانب ہوتا۔ لیکن حضرات ہمارے توپچیوں نے وہ مہارت دکھائی کہ بجائے اس کے کہ ہم اس کو چار ماہ یا ایک دن میں فتح کرتے۔ ہم نے اس کو صرف چند گھنٹوں میں اپنے قبضہ میں کر لیا۔ کیا یہ ہمارے توپچیوں کا اعجاز نہیں (نعرہ ہائے مسرت) (رفیق جنگ کی صدا کہ واللہ ہمارے لشکر نے دشمنوں کے غرور کو خاک میں ملا دیا)

وفا اس کو کہتے ہیں

آپ نے اپنی فوج کی اطاعت اور فرمانبرداری کا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا ایک دستۂ فوج جو کہ نامکمل تھا دشمن پر حملہ آور ہوا۔ لیکن چونکہ وہ ناتمام تھا۔ اس لئے دشمن کو کافی صدمہ نہیں پہنچا۔ اس دستے کے جنرل رشاد بے تھے میں ان سے ذاتی ملاقات رکھتا تھا۔ اور ان کی قدر و منزلت میرے قلب میں کافی تھی۔ میں اور وہ شام کے معرکہ میں ساتھ رہ چکے تھے۔ اور وہ درحقیقت ایک نہایت اعلیٰ سپاہی تھے میں نے جنرل مذکور سے بذریعہ ٹیلیفون پوچھا کہ "تم اپنی منزل مقصود تک کیوں نہیں پہنچ جاتے" مجھکو انہوں نے جواب دیا کہ "ہم آدھ گھنٹے کے بعد اپنے مرکز پر پہنچ جائیں گے" لیکن آدھ گھنٹہ گذر گیا اور وہ اپنی غایت تک نہ پہنچ سکے۔ لہذا میں نے پھر ٹیلیفون کی طرف رخ کیا لیکن آخری آواز جو ٹیلیفون سے آئی وہ یہ تھی۔ کہ "افسوس وہ اپنے وعدے کے بعد آدھ گھنٹہ بھی زندہ نہ رہ سکے۔ اور اپنا وعدہ پورا نہ کر سکے یعنی جس وقت کہ انھوں نے پہلے ٹیلیفون دیا تھا تو وہ زخمی ہو چکے تھے۔ لیکن میرے حکم کی اطاعت میں یہ وعدہ کیا کہ میں آدھ گھنٹے میں اگر زندہ رہا تو پہنچ جاؤں گا۔ مگر افسوس کہ وہ موت سے آدھ گھنٹہ قبل ہم آغوش ہو گئے میں اس بات کو فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ کہ جو رشاد بے نے اطاعت و فرمانبرداری اپنے اعلیٰ افسر کی کسی قوم نے نہ کی ہوگی۔ خدا ان پر رحم کرے وہ سچے ترک اور خالص مسلمان تھے۔ آپ نے اس سلسلہ کو قائم رکھتے ہوئے فرمایا کہ اسی طرح تمام ترکی لشکر اطاعت و فرمانبرداری میں رشاد بے کا ہم مثل ہے۔ (لفرمانے مسرت)

دشمن کا احاطہ کر لیا گیا

نقشہ پر دیکھنے سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ اس وقت دشمن گھیرے میں آ گیا تھا۔ اس کا لشکر مشرق و مغرب کی طرف منتشر ہو گیا۔ اور اس طرح مغرب کی جانب میدان تلاش کرنے پر مجبور ہو گیا۔ انہوں نے قرہ حصار کے مشرق کی طرف جو افواج موجود تھیں۔ انہوں نے دشمن کو جنوب کی طرف آگے بڑھنے سے روکے رکھا۔ اور شمال میں دشمن کا ایک مضبوط قلعہ

مقامات دفاع تھے۔ دشمن کے سامنے اس کے سوا اور کوئی معقول مقام دفاع موجود نہیں تھا۔ اور یہاں کے استحکامات افیون قرہ حصار کے مشابہ تھے۔ ہمارا مقصد یہ تھا کہ دشمن کو گھیر لیا جائے تاکہ سمرنا کی طرف نہ جا سکے۔ اس غرض سے ہم نے اپنے میسرہ کے ایک دستہ کو حملہ کا حکم دیا۔ اور دوسرے کو یہ حکم دیا گیا کہ مشرق کی طرف سے دشمن کے گرد احاطہ کرے۔ تاکہ وہ شمال کی طرف کوتاہیہ تک نہ پہنچ سکے۔ سوار فوج کے ذمہ دشمن کا تعاقب کرنا تھا۔ خدائے برتر کے فضل و کرم سے وہ تمام آرزوئیں دن چڑھتے ہی آسانی سے پوری ہو گئیں۔ اور حرف بحرف پوری ہوئیں جن کے متعلق ہم گذشتہ رات کو فکر کر رہے تھے۔ (مرحبا مرحبا کی صدائیں) ہمارے دستے نے شمال کی طرف دشمن کے ساتھ متعدد مقامات پر شدید مقابلے کئے۔ دونوں دستوں میں مڈبھیڑ ہوئی۔ سخت خونی معرکے وقوع میں آئے۔ ہمارا ایک دستہ کوبرلی (بال محمود کے شمال) میں دشمن سے مقابل ہوا۔ ایک ہی حملے میں دشمن کی جمعیت پراگندہ ہو گئی۔ کل اسلحہ جنگ اور کئی بھاری توپیں چھوڑ کر جان کوئی کی طرف فرار ہو گیا۔ اور ایک دستہ اسٹشن (بال محمود) پر دشمن کی ایک جمعیت سے دوچار ہوا۔ اُسے بھی شمال کی طرف ہٹتے ہی بنی۔

علیٰ ہذا اد عثمان مزار۔ باشی کلیسا۔ کوباوی۔ و تیجہ شہر۔ باقر جق۔ طوقلی سیودلیں۔ اور پازیڈ وغیرہ مقامات پر بھی سخت آویزشیں رونما ہوئیں۔ اور سب کا یہی انجام ہوا۔ کہ اعدائے دولت کو شمال کی جانب مفرور ہونا پڑا۔

البتہ طوقلی سیودلیں میں دشمن کی فوج نے کسی قدر مقاومت کی۔ دوسرا دستہ مغرب کی سمت رخ کئے ہوئے دشمن سے مصروف پیکار تھا۔ سوار دستے دشمن کے تعقب میں کام کر رہے تھے۔ مگر انہوں نے پیدل دستوں پر باشی کلیسا کے سوا کہیں گولیاں نہیں چلائیں۔ اس کے علاوہ جہان کئے تلوار میں سونتے ہوئے دشمن کی صفوں کو چیرتے ہوئے نکل گئے۔

افیون خان سے آگے بڑھ کر دو دستوں پر حملہ کر دیا۔ اور اس طرح ہم نے دو ملو بیکار کے راستے میں دشمن کی واپسی کا خط منقطع کر دیا۔ اسی وقت ہماری دوسری جمعیت بھی دشمن سے سرگرم آویزش تھی۔ انہیں کارروائیوں میں دن تمام ہو گیا۔

اب ۳۰۔ اگست کی کیفیت سنئیے! ہم نے دشمن کے پانچ دستوں کو دو ملو بیکار کی جانب جانے سے روک دیا۔ اور مقام کوناہیہ میں بھی ان کی شمالی راہ بند کر دی اب ان کے سامنے نجات کا صرف ایک ہی راستہ قزیل طاش کا طبیت تھا جو جبل مراد کے شمال میں واقع اور ناہمواریوں کی کثرت سے دشوار گذار ہے۔ اس کے علاوہ اسی طرف ہمارے محافظ سواروں کے دستے دشمن کی تاک میں لگے رہے۔

دشمن کی فوجوں کا محصور ہونا

میرے گزشتہ بیان سے معلوم ہو چکا ہے کہ ہم نے دشمن کے پانچ دستوں کو پوری طرح احاطہ میں لے لیا۔ ہمارے سپہ سالار اعظم نے قطعی نتیجہ تک پہنچنے کی غرض سے شمال کی جانب سے محافظ سوارہ فوج کے لشکرگاہ کو کوچ کیا۔ جہاں دوسری جمعیت بھی موجود تھی۔ میں خود جنوب کی سمت جہاں پہلی جمعیت کا مقام تھا۔ متوجہ ہوا۔ ضروری انتظام کی تو ضیح کے بعد وہاں سے چوتھی محافظ جمعیت کے سپہ سالار کی قیامگاہ پر پہنچا یہیں حملہ کے سلسلہ میں مجھے آگے بڑھنے کی سخت ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ میں اس نقطہ کی طرف روانہ ہوا۔ جو چال کوئی کے قریب واقع ہے۔ اور جہاں دشمن عنقریب سہارا لینا چاہتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ دشمن کے دستے جو آدرشاک سے واپس آئے تھے۔ آئی دمیر، آقائیر اور آغا جا کولی وغیرہ میں یونانی کمانڈر انچیف (ٹرائیکوپس) کی کمان میں ایک دائرہ گھیرے ہیں۔ اور اس دائرہ کے پیچھے جدول (قزیل جاس) واقع ہے۔ ان دستوں کا ہماری پہلی جمعیت نے مشرق اور جنوب کی طرف سے۔ اور دوسری جمعیت نے شمال اور مغرب کی طرف سے احاطہ کیا۔ سوارہ فوج کے لئے تاکیدی احکام جاری ہوئے کہ دشمن کا میدان ساعت بساعت زیادہ تنگ کرتے جائیں۔ اب ہمارے سامنے کوئی خطرہ موجود نہ تھا۔

ہماری توپوں کی گرج

اس کے بعد توپچیوں کو حکم ہوا۔ کہ کہیں قریب ہی کھلی جگہ ٹھہر کر دشمن پر آتشباری کریں۔ دوپہر کے بعد اعدا نے تھوڑی ہی دیر میں اپنے آپ کو ایک آتشیں دایرہ میں محصور پایا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے محصورین کی خوفزدگی اور مرعوبیت کا حال دیکھا۔ انہیں کوئی مفر نظر نہ آتا تھا۔ جہات اربعہ میں سے جس طرف بھاگنا چاہتے تھے۔ ہماری توپوں کی آگ جہنم کے شعلوں کی طرح ان کے لئے سدراہ تھی بہت تھوڑے عرصے میں ہماری پیدل فوجیں بندوقوں کے استعمال سے بے نیاز ہو گئیں۔ اور تلواریں کھینچ کر دشمنوں پر جا پڑیں (چیرز)

چند ہی منٹ کے بعد ہماری تلواریں دشمنوں سے گلے مل رہی تھیں۔ اسی طرح سے مشکلیں آسان ہو گئیں۔ اتنے میں رات نے میدان پر سیاہ پردہ ڈال دیا۔ گویا قدرت نے چاہا کہ اس خونی منظر کو اہل عالم کی نگاہوں سے اوجھل کر دے۔ (چیرز)

برادران عزیز میں سچ کہتا ہوں کہ جب میں آنے والی صبح کے میدان جنگ پر نظر ڈالتا ہوں۔ تو میرا دل متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ اس لئے کہ ایک سپاہی کے لئے یہ حالت گہرے تاثر اور انفعال کی سرمایہ دار ہے۔ لیکن یہ لوگ جن کی تقدیر میں ایسا بد انجام لکھا ہے سپاہی کہلانے کے مستحق نہیں ہیں۔ (چیرز۔ شرم شرم کی صدائیں)

ترکیمیس کی اسیری

دشمن کے مذکورہ بالا پانچ دستوں نے بے حد نقصان اٹھائے۔ ان کا بہت سا حصہ ہلاک ہو گیا۔ بقیۃ السیف کو ہتھیار ڈالدینے کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ اور کئی روز تک اطاعت قبول کرنے کا سلسلہ جاری رہا۔ لیکن یونانی کمانڈر انچیف (ترکیمیس) جسے انتہائی کوشش کے باوجود مفرور ہونے کے لئے کوئی راستہ نہ ملا۔ ہمارے ایک سپاہی کے ساتھ اس بارہ میں گفتگو کر رہا تھا۔ کہ وہ اوپر اس کے ہمراہی اپنے آپ کو اس کے حوالہ کریں اسی اثنا میں آ

معلوم ہوا کہ قریب ہی کے استحکامات پر ہمارا ایک فوجی افسر جو لفٹننٹ کا عہدہ رکھتا ہے ، موجود ہے۔ اُسے پیغام بھیجا۔ لفٹنٹ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنی فوج کے کچھ سپاہیوں کے ساتھ جدول سے گزر کر آ پہنچا۔ وہاں آ کر اس نے دیکھا کہ فوج کے بچے کھچے سپاہی اور افسر وغیرہ اُس کی سلامی دینے اور اپنے آپ کو حوالے کرنے کے لئے تعظیماً کھڑے ہیں۔ معزز عہدہ دار نے دشمنوں کو اسیر کرنے کے بعد ایک تقریر کی۔

ایہا الاخوان! ہم نے اس معرکے میں آتے ہی مشاہدہ کیا ہے۔ کہ دشمن کا ایک دستہ جو اسکی شہر اور (سیدی غازی) کے راستہ سے جنوب کی طرف آ رہا تھا۔ ہم اُسے دیکھ کر مطمئن ہوئے کہ بلا شبہ ہماری زد میں پہنچے لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُسے مقام کے خطرے کا علم ہو گیا۔ جس کی وجہ سے اس نے اپنا رُخ بدل لیا۔ اور ہماری نظر سے غائب ہو گیا۔ ہم بھی سمجھ گئے کہ وہ یہاں سے کوتاہیہ کو اور کوتاہیہ سے کلدوس کو جائے گا۔ چنانچہ اُس نے رُخ بدلا۔ ہماری فوجوں سے اس کی مڈبھیڑ ہو گئی۔ جب اثنائے راہ میں اس نے اپنی بہت سی طاقت حملوں کی نذر کر دی۔ تو کلدوس میں ہلاکت کے سوا اس کا انجام کیا ہو سکتا تھا۔ (جاری)

سمرنا میں یونانیوں کا خوف

سمرنا کے ایک ترک کا بیان ہے۔ کہ یونانیوں کی ظاہری قوت ترکوں کے مقابلہ میں اتنی ہی زیادہ تھی جتنی کہ ان کی باطنی قوت کمزور تھی۔ اور وہ احرار ترک کے نام سے اس طرح کانپتے تھے۔ جس طرح بکری شیر سے۔ یہی باعث تھا جس نے یونانیوں کو باوجود ہر طرح مکمل ہونے کے شکست کے متواتر منظر دکھائے۔ اور ترکوں کے مطالبات کو ان سے قریب قریب ترک کر دیا۔ یونانی اس قدر گھبرا گئے۔ کہ انہیں اپنی قوم اور ترکوں میں تمیز نہ رہی۔ وہ ترکوں کی آمد کی خبر سنکر بھاگ گئے تھے۔ اور راستے میں جو مقامات اور مکانات حائل تھیں۔ ان کو نذر آتش کر دیتے تھے۔ وہ یہ بالکل نہیں دیکھتے تھے کہ آیا اس کے باشندے یونانی ہیں۔ یا ترک۔ سمرنا میں آخری لمحات نہ صرف یونانی باشندوں کے لئے باعث تشویش تھے۔ بلکہ یونانی حکام بھی اس وقت مدہوش نظر آتے تھے۔ وہ پریشانی خبروں کو چھپانا چاہتے تھے۔ لیکن وہ خود ان ہی کی حرکات و افعال سے ظاہر ہو جاتی تھیں۔ ہم روزانہ سمرنا میں یہ سنا کرتے تھے۔ کہ یونانی سپاہ پسپا ہو رہی ہے۔ اور شہروں اور بستیوں کو آگ لگا کر پیچھے ہٹ رہی ہے۔

امید و بیم کی زندگی

یہ زمانہ مجھکو اپنی زندگی کا ہمیشہ یاد رہیگا۔ ہمیں ہر ساعت ایسے مختلف واقعات معلوم ہوتے تھے جس میں امید و بیم کی جھلک ہوتی تھی۔ ہم سے زیادہ یونانی باشندے مضطرب و پریشان تھے ان کا اضطراب باوجود کوشش کے بھی نہیں چھپ سکتا تھا۔ ان کی عورتیں اور بچے خوف سے روتے تھے۔ اور شہر میں سے لوگوں کا بے تحاشا بھاگنا اس منظر میں اور وحشت پیدا کرتا تھا۔ ہم اہلیان ترک اگرچہ پریشان تھے۔ لیکن یہ پریشانی ایسی تھی جیسے کہ کوئی شخص اپنے محبوب یا عزیز کے انتظار میں پریشان ہوتا ہے۔ ہمارے دل خوشی سے لبریز ہو رہے تھے۔ لیکن ان میں بعض وقت ناامیدی کی جھلک خوف پیدا کر دیتی تھی۔

ہماری خوشیاں ہمارے لئے بہت مبارک تھیں لیکن ایرانیوں کا رنج و غم بھی کافی
اثر کرتا تھا۔ جو کہ یونانیوں کی گرفتاری سے بھی بہ نہایت رنجیدہ تھے۔ وہ ان کی عورتوں
اور بچوں کی آہ و بکا پر نہایت متفکر رہتے تھے۔ اور اب ہیبت کا خون ان کی رگوں میں
سرایت ہونے لگا تھا۔ حالت ان کی اس وقت بالکل ایسی ہی تھی۔ کہ کسی شخص کے
گھر میں خوشی و شادی ہو اور اس کے ہمسایہ کے گھر میں کسی کی موت کی وجہ سے ماتم
ہو رہا ہو۔ میں نے یونانیوں کے بہت سے جری دل اشخاص کو دیکھا جو اپنی بہادری
کی بڑی ڈینگ مارتے تھے۔ خوف سے ہراساں ہو رہے ہیں۔ یونانیوں پہ یہ حالت
شہروں کے انتقامی خوف کی وجہ سے طاری نہ تھی۔ بلکہ وہ کھلم کھلا اپنے سپاہیوں
کو کہتے تھے۔ اور ان کو صرف یہ خوف تھا کہ یونانی سپاہ ہم کو بھی اسی طرح
آگ کی نذر کرے گی۔ جس طرح آستی شہر اور اور شہروں کے یونانی باشندوں کو آگ
سے جھلسا چکی ہے۔

یونانی سپہ سالار کی بدنظمی

یونانی شکست کی وجہ سب سے زیادہ سپہ سالار کے احکام کی بدنظمی تھی۔ اور اسی بنا پر تمام فوج
کو اس بات کا یقین ہو گیا تھا۔ کہ اب یونانیوں کو کسی طرح فتح نہیں ہو سکتی۔ فوجی قواعد
کی رو سے یونانی سپہ سالار سے جو غلطی ہوئی وہ یہ تھی۔ کہ اس نے اپنی پسپائی کے
موقعوں کے لئے کوئی محاذ پیشتر سے قائم نہیں کیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب سقاریہ میں
یونانیوں کو شکست ہوئی۔ تو پھر بعد میں وہ برابر پیچھے ہٹتے گئے۔ لیکن ان کو کوئی محاذ
ایسا نہیں ملا کہ جس پر وہ جم کر اپنے اندرونی نقصانات کی تلافی کر لیتے۔ یونانی سپاہ
کو مطلق اس کی پرواہ نہیں تھی۔ کہ اناطولیہ ان سے چھن جائے گا۔ بلکہ افواج
یونانی سے اگر کبھی بغرض اناطولیہ کا مطالبہ کیا جاتا تھا۔ تو وہ اناطولیہ کے نام سے
متنفر ہوتے تھے۔ وہ ایک منٹ بھی اناطولیہ کے لئے میدان جنگ میں ٹھہرنا نہیں
چاہتے تھے۔ ان کی تمنا صرف یہ تھی کہ وہ اپنے وطنوں کو واپس ہو جائیں۔ قانون
کی نافرمانی سپاہیوں سے لیکر افسروں تک میں عام تھی۔ جنرلوں کے احکام کی

بہت کم پروا کی جاتی تھی۔ آخر میں قیادت عامہ کو اپنے افسروں کو خوش رکھنے کے لئے عورتیں تک ساتھ رکھنے کی اجازت مل گئی تھی۔ اب میدان کارزار میں عشقبازی اور بوالہوسی کا بازار گرم تھا۔ نہ کسی کو فکر فردا تھی۔ نہ خوف جنگ۔ یہ لوگ اس وقت تک بادہ نشۂ عشق میں مدہوش رہے۔ جب تک کہ ترکوں کی تلواروں کی چمک نے ان کے نشہ کو ہرن نہیں کر دیا۔

یونانی سپاہ خود شکست چاہتی تھی

یونانی سپاہیوں کو اس قدر ناامیدی ہو گئی تھی کہ جو کوئی ان کی مدد کرنا چاہتا تھا وہ اس کے بھی دشمن ہو جاتے تھے۔ وہ جانتے تھے۔ کہ ہم کو ترکوں کے مقابل کبھی فتح نہ ہوگی اور محض اس شخص کے بھروسہ پر کچھ دنوں اور معرکہ جنگ میں رہنا پڑے گا۔

جنرل تورکرم اسمتھ جو کہ ترکوں کے خلاف بلغاریوں کی جانب سے جنگ بلقان میں بھی لڑا تھا۔ اس نے اس یونانی جنگ میں ایک لشکر کی تیاری کی بنیاد ڈالی اور اس میں بہت کچھ کوشش کی۔ اور وہ ایک حد تک اپنے خیال میں کامیاب بھی ہوا لیکن ارمنوں اور ان کے پادریوں نے اس کی مخالفت کی اور صرف مخالفت ہی نہیں بلکہ اس پر مصر ہوئے۔ کہ اس جنرل کو نکالا جائے۔ حتیٰ کہ مجبوراً سپہ سالار اعظم نے اس کو خفیہ راتوں رات دوسری جگہ منتقل کیا۔ یہ کوئی عجیب بات نہیں۔ بلکہ جو اس وقت کی حالت جانتا ہے وہ خوب اندازہ کر سکتا ہے۔ کہ یونانی دراصل کس طرح لڑائی سے کانپتے ہیں۔ اور ترکوں کے نام سے انہیں بخار چڑھتا ہے۔

یونانی اسیروں کی کہانی

ایک عربی اخبار کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ جب میں قرآن سے اطنہ کو جا رہا تھا تو میری آنکھ نے وہ تماشا دیکھا کہ جس سے میرے دل کو ہمیشہ سرور رہے گا۔ میں اسٹیشن پر گاڑی کے انتظار میں تھا۔ کہ میں نے دیکھا کہ لوگوں کا ایک جگہ پر کثیر اژدحام ہے۔ میں بھی اس طرف بڑھا کہ حالات کی جستجو کروں۔ میں جب نزدیک پہنچا۔ تو چند سواروں کو عثمانی جھنڈا لیے ہوئے دیکھا۔ اور کئی ترکوں کو چند رومیوں پر پہرہ دیتے ہوئے پایا۔ جو لوگ ان ترکوں کی حفاظت میں تھے۔ ان کے چہروں سے ندامت، شرم اور خوف کے آثار نمایاں تھے۔ ان کے سر کھلے ہوئے تھے اور ان میں سے ہر ایک اپنی گردنیں نیچے کیے ہوئے تھا۔

میں نے ایک پہرہ دینے والے ترک سے پوچھا کہ یہ ننگے سر کون لوگ ہیں جن کی تم حفاظت کر رہے ہو۔ وہ ترک فتحمندانہ لہجہ میں بولا کہ اس حلقے میں تم جن لوگوں کو دیکھ رہے ہو۔ یہ یونانی لشکر کے مایۂ ناز جرنیل ہیں۔ ان کو ترکی فوج نے جنگ میں اسیر کیا ہے۔

حقیقت میں یہ جواب میرے لیے عجیب مسرت پیدا کرنے والا تھا۔ میرے قلب میں مختلف قسم کے اثرات پیدا ہونے لگے۔ میری نظر کے سامنے ترکی کی گذشتہ بے بسی اور لاچاری کا نقشہ کھنچ گیا۔ اور میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے میں اس خوشی کے رونے کو ضبط کر کے دربان کی طرف بڑھا۔ اور اس سے اجازت طلب کی کہ آیا میں ان اسیروں سے مل سکتا ہوں یا نہیں۔ دربان نے نہایت خندہ پیشانی سے مجھ کو ان سے ملنے کی اجازت دیدی۔

میں جس وقت ان کے پاس پہنچا۔ تو انہوں نے میری طرف سے نفرت ظاہر کی اور مجھ سے گفتگو کرنے سے [illegible]

جب میں نے ان کے نام سے تو ششدر رہ گیا۔ کیونکہ یہ یونانی فوج کے دو نامور اور جنرلوں میں مشہور جنرل تھے۔ میں نے خیال کیا۔ کہ یہ اس وقت مجھ کے سامنے گفتگو کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ لہذا مجھکو ایک دن یہیں قیام کرنا چاہیے۔ اور کل صبح ان سے تنہائی میں ملاقات کرکے حالات دریافت کرنا چاہئے۔ میں نے اس خیال کو پختہ کر لیا۔ اور یہیں ٹھہر گیا۔

میں صبح کو اٹھکر ان سے ملنے کو گیا۔ مجکو اندر جانے کی اجازت مل گئی۔ سب سے پہلے میری نظر ایک سپہ سالار پر پڑی۔ جو کہ اپنے رفیقوں سے علیحدہ ایک جانب کو بیٹھا تھا۔ مجکو دیکھتے ہی اس نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا اور معمولی مصافحہ کے بعد اس نے مجھ سے بیٹھنے کی خواہش کی۔ میں بیٹھ گیا۔ پھر میں نے اس کو ایک سگار پیش کیا۔ جس کو اس نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔ سپہ سالار مذکور میانہ قد گندمی رنگ۔ قوی الاعضا شخص تھا۔ وہ بار بار میرے چہرے کو دیکھتا تھا۔ میں سمجھ گیا۔ کہ وہ مجھ سے گفتگو کرنے کا خواہشمند ہے۔ میں نے اس سے ترکی میں پوچھا کہ کیا آپ ہماری زبان سمجھ سکتے ہیں۔ اور میری باتوں کا جواب دے سکتے ہیں۔ جس پر اس نے ترکی زبان جاننے کا اقرار کیا۔ بعد میں میری اور اس کی باتوں کا سلسلہ اس طرح شروع ہوا۔

سوال۔ آپ کا وطن کس جگہ ہے اور آپ کس مقام سے ہمارے مہمان ہوئے ہیں؟

جواب: میں "دو ملی بنبار" اسیر ہوا میرا نام یوان ہے۔ اور میں یونانی فوج کا جنرل ہوں۔ میری جائے ولادت ایتھنز ہے۔ اور دہیں میری پرورش ہوئی ہے۔ قید ہوئے کل آٹھ دن ہوئے۔

سوال۔ آپ کے ساتھ کون لوگ ہیں؟

جواب۔ اس مجمع میں آپ کو جنرل "نیدیر" جن کی کمان میں پانچ ہزار سپاہ تھی ملیں گے۔ اور ان کے علاوہ ۶ سو جنرل اور بھی جن کو یونانی سپاہ نہایت

کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ آپ کو معلوم ہو کہ یہ سب کے سب اسی "دولی بینار" کے
میدانوں میں گرفتار ہوئے ہم کو شکست ہوئی اور کامل شکست ہوئی۔ لیکن اگر آپ
ہماری شکست کے اسباب پہ نظر کریں گے۔ تو آپ ہم کو ایک حد تک معذور تسلیم
کریں گے۔ ہم اور ہمارا لشکر ہمیشہ ترکوں کی بہادری اور ان کی عظمت کا حال سنا
کرتا تھا۔ اسی لئے ہماری قوم ترکوں کے مقابلہ میں نہیں آتی تھی۔ ترکوں کا رعب
ہمارے لشکر پر پہلے سے اتنا تھا۔ کہ وہ میدان جنگ میں آنے کے لئے کسی طرح
راضی نہ ہوتے تھے۔ لیکن ہم کو اور ہمارے لشکر کو حکومت نے دھوکا دیا۔ ہم سے
یہ کہا گیا تھا کہ تم ان ترکوں سے مقابلہ کرنے کے لئے نہیں جا رہے ہو۔ جو باقاعدہ
جنگی فنون سے ماہر ہیں۔ یہ ترک محض فن جنگ سے نابلد ہیں۔ اور انہوں نے
کبھی میدان جنگ کا منہ تک نہیں دیکھا۔ اور اگر بالفرض یہ ترک جنگ سے ماہر
بھی ہیں تو ان کے پاس سامان جنگ بالکل نہیں۔ تمہارے پاس توپ ہوائی
جہاز بندوق غرض یہ کہ سب کچھ ہے اور تمہارے مقابل ترکوں کا جو لشکر
آئے گا۔ وہ صرف چھری کٹاری لاٹھی رکھتا ہوگا۔ نہ ان کے پاس گولہ بارود
ہے اور نہ ہوائی جہاز اور توپیں ہیں۔ بھلا یہ نہتا لشکر اک مسلح اور باقاعدہ فوج
سے کس طرح مقابلہ کرے گا۔

ہم نے اور ہمارے لشکر نے حکومت کے قول پر اعتبار کیا۔ اور اسی
اعتبار کی بنا پر ہمیں جنگ میں مستعدی کا اظہار نہیں کیا۔ ہم ترکی لشکر کو بلا سے بے
وجود جانتے تھے یہی وجہ تھی کہ ہم مختلف تفریحات میں مشغول رہے حتی کہ آخر وقت
میں ہم عورتوں تک کو ساتھ رکھ سکتے تھے۔ ہمارے وہم و گمان میں بھی تمہاری ان
جنگی تیاریوں کا خیال نہ تھا۔ علاوہ ازیں ہمارے سپہ سالار اعظم کو باوجود
تمہاری ان جنگی تیاریوں کی خبر ہونے کے اپنی قوت پر اس قدر بھروسہ تھا کہ وہ
اپنے جنگی محاذ اور خطوط کو اس قدر محفوظ سمجھتے تھے۔ کہ تمہارا غلبہ ان پر بالکل
محال ہے تم سمجھ سکتے ہو کہ جس لشکر کے خیالات

سکے ہوں تو بھلا وہ کہاں تک کامیاب ہو سکتا ہے۔

تمہارے اچانک سخت حملے نے ہمارے لشکر کے ہوش اڑا دیئے اور وہ ایسے دیوانے ہو گئے کہ انکو اپنی چالوں کی بھی خبر نہ رہی۔ وہ یہی سمجھتے تھے کہ ہم ترک سے چھریوں اور کلہاڑیوں سے مقابلہ کریں گے۔ اسی بنا پر وہ تمہارے مقابلہ کے لئے آئے تھے۔ مگر میدان جنگ میں تمہارے حملے نے حکومت کے قول کو جھوٹا کر دیا۔

تمہارے پاس سامان حرب بہت کافی تھا۔ اور یقیناً میدان دودھلی بنیاد پر تمہاری پچاس توپیں ہم پر گولہ باری کر رہی تھیں۔ ہم کو اور ہمارے لشکر کو اس ساز و سامان کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اب تم ہی فیصلہ کر دو کہ اگر ہم اسیر ہوئے تو اس میں ہماری کیا خطا ہے۔

دیکھئے میرے سر میں یہ زخم لگا ہے۔ لیکن اتنا کاری نہیں کہ ہلاکت کا باعث ہو۔ میں اسی زخم کے سبب اسیر ہوا۔ آپ کے لشکر نے ہم کو اس طرح چاروں طرف سے گھیر لیا تھا کہ میرے خیال میں ہم میں سے کوئی بھی بچ کر نہ نکل سکا ہوگا۔

سوال۔ کیا آپ نے ہمارے لشکر اور اپنے لشکر میں کوئی امتیازی فرق پایا۔

جواب۔ میں سچ کہتا ہوں کہ آپ کا لشکر نہایت ہی مہذب اور تربیت یافتہ ہے۔ اور ہم اس اعتراف پر مجبور ہیں کہ آپ کے لشکر کے اخلاق بہت وسیع ہیں۔ ہم آپ کے عمال اور افسروں کی مہذبانہ گفتگو اور حسن سلوک پر نہایت حیران ہیں کہ جس قوم نے ان کو اتنا دکھ پہنچایا ہو پھر وہ ان کے افسروں کی اتنی مدارات و خاطر کرے۔ ہم کو قونیہ اور قطنہ میں آپ کے لشکر کے مزید آدمیوں کو دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ اور ہم کو خیال ہے کہ انگورہ میں آپ کے پاس اور کثیر فوج ہوگی۔

جنرل حمید ہماری گفتگو پاس ہی سے سن رہا تھا۔ کہنے لگا کہ ہم کو گمان نہ تھا کہ ترکوں کا سب لشکر میدان جنگ میں اتر آیا ہے۔ لیکن یہاں کی

موجود ہے۔ مجھکو نہایت صاف الفاظ میں اس امر کا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ آپ کا لشکر بہادری اور شجاعت کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہے۔

ابھی جنرل مذکور اپنی پوری بات کو ختم بھی نہ کر چکا تھا کہ ایک سوار حکم لایا کہ اسیروں کو یہاں سے روانہ کر دیا جائے۔ میں نے دیکھا کہ جنرل یوان کے چہرے پر بدحواسی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ اور اس نے میرے ہاتھ کو دبا کر گھبراہٹ کے لہجہ میں پوچھا کہ "اب ہم کو کہاں لیجایا جائے گا؟" میں نے جنرل مذکور کو تسلی دی اور کہا کہ آپ انشاءاللہ ایسی جگہ لیجائے جائیں گے جہاں آپ کے عیش و آرام کے سامان کافی طریقہ سے مہیا ہوں گے۔ ترکوں کے آپ مہمان ہیں۔ وہ آپ سے کبھی بدسلوکی نہ کریں گے۔

تھوڑی دیر میں یہ لوگ گاڑی پر سوار کر کے روانہ کر دئے گئے اور میں بھی واپس چلا آیا۔

جنگ کا نتیجہ

اس ترکی یونانی جنگ کے حسب ذیل اہم نتائج مرتب ہوئے (۱) ترکوں نے سمرنا اور تھریس پر قبضہ کر لیا۔ اور ۱۵۔ نومبر ۱۹۲۲ء کو قسطنطنیہ پر بھی مسلط ہو گئے۔

(۲) شاہ قسطنطین ۲۹ ستمبر ۱۹۲۲ء کو تخت سے معزول کر کے ایک جزیرہ میں نظر بند کیا گیا۔ اور ۱۲ جنوری ۱۹۲۳ء کو اس کا اسی حالت میں انتقال ہو گیا۔ موسیو گونرس سابق وزیر اعظم یونان اور کئی بڑے افسر ۲۸ نومبر ۱۹۲۲ء کو گولی سے اڑا دئے گئے

(۳) ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء کو مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم برطانیہ نے استعفا دیدیا۔

(۴) ۱۷۔ نومبر ۱۹۲۲ء کو سابق سلطان وحید الدین نے برطانی جنگی جہاز ملایا میں پناہ لی۔ پہلے وہ مالٹا پہنچے۔ اور جنوری ۱۹۲۳ء کے پہلے ہفتے میں مکہ معظمہ جا کر شاہ حسین سے مل گئے (۵) ۱۹۔ نومبر ۱۹۲۲ء کو ترکان احرار نے شہزادہ عبدالمجید خان ابن سلطان عبدالعزیز خان مغفور کو خلیفۃ المسلمین منتخب کیا۔